38

بسم الله الرحمن الرحیم

اللہ اپنے دین کا آپ ناصر ہے

ترغیب الطالبین

مولفہ

حضرت سید بندگی میاں سید شہاب الدین چھابو جی صاحبؒ

نبیرہ حضرت بندگی میراں شاہ قاسم مجتہد گروہ مہدویہؒ

مترجم

حضرت مولوی سید معین الدین اسحاقیؒ

باہتمام

دارالاشاعت کتب سلف الصالحین

جمعیۃ مہدویہ دائرہ، زمستان پور، مشیر آباد

بار اول ۱۴۲۱ھ

طباعت: دائرہ پریس

جون ۲۰۰۰ء

ھدیہ: ۳۰ روپے

معاونین (ممبروں) کو بلا ہدیہ

Rs 60=00

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی خالق کل الاشیاء ورازق کلا الاحیاء ومحی کل الموتاء وافضل صلوات الله علی محمد خاتم الانبیاء واکمل تحیاته علی المهدیؑ الموعود خاتم الاولیاء وعلی آلهما واصحابهما الاتقیا بدان اے طالب صادق اول فرضیکه پیش از جمله فرائض بربنده فرض است شناختن خدائے تبارک و تعالی است باذات و صفات او و ایمان آوردن بدوتعالی شانه، وبعده، ایمان آوردن واطاعت نمودن خلیفته الله را که آخر همه خلفاء اوست تعالی شانه چراکه خلیفه آخر است جمله فرائض راقبول میکناند و جمیع دین متین الهٰ العالمین را ایمانمی آرانند وایں زمانه خاتم نبوت حضرت محمد مصطفی ﷺ و خاتم ولایت محمدی حضرت سید محمد مهدی مراد الله است ودر شریعت حضرت محمد رسول الله ﷺ باکلمه آنحضرت پنج فرائض اند چنانکه اول کلمه طیبه دوم نماز خمس اوقات سیوم صوم رمضان چهارم حج پنجم زکواة در دین که حق سبحانه تبارک و تعالی شانه مهدی موعود علیه السلام راکه بداں برجمله جهاں فرستاده است دراں بعد از تصدیق آنحضرت ہفت فرائض اند چنانکه ترک دنیا و طلب خدا تبارک و تعالی و ہجرت از وطن و صحبت باصادقاں و ذکر الله تعالی کثیرا وعزلت عن الدنیا وخلق الدنیا واداء العُشر فیما اعطی الله تعالی بعبله قلیلا او کثیرا

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جو ہر شے کا خالق ہے اور ہر زندے کو رزق دینے والا ہے اور ہر مردے کو زندہ کرنے والا ہے اور افضل صلوات ہو اللہ کی طرف سے محمد ﷺ خاتم الانبیاء پر اور مکمل تحیات ہو مہدی موعود خاتمؑ الاولیاء پر اور ان دونوں کی آل پر اور ان دونوں کے متقی اصحاب پر اس کے بعد اے طالب صادق اس بات کو جان کہ تمام فرائض میں سب سے پہلا فرض بندہ پر یہ ہے کہ وہ تبارک و تعالیٰ کو اس کی ذات و صفات کے ساتھ پہچانے اور اس تعالیٰ شانہ پر ایمان لائے اور ایمان لانے کے بعد خلیفۃ اللہ کی اطاعت کرے جو اس کے تمام خلفاء کے بعد مبعوث ہوا ہے چونکہ وہ خلیفہ آخر ہے جملہ فرائض کو قبول کروانے والا ہے ۔ رب العالمین کے دین متین کو آراستہ کرتے تھے اور یہ زمانہ خاتم نبوت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور خاتم ولایت مہدیؑ حضرت سید محمد مہدی مراد اللہ کا ہے۔ اور شریعت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ میں پانچ فرائض ہیں چنانچہ اول کلمہ طیبہ دوم نماز پنج وقتہ سوم ماہ رمضان میں روزے رکھنا چہارم حج اور پنجم زکواۃ۔ اور اس دین میں کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے مہدی موعود علیہ السلام کو جملہ جہاں پر مبعوث فرمایا ہے۔ آنحضرتؑ کی تصدیق کے بعد سات فرائض ہیں چنانچہ ترک دنیا۔ طلب تبارک و تعالیٰ ۔ ہجرت از وطن ۔ صحبت صادقان اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنا۔ دنیا اور مخلوق سے عزلت اختیار کرنا۔ اور اللہ اپنے بندہ کو تھوڑا یا بہت جو کچھ عطا کرے اس میں سے دسواں حصہ (یعنی عشر) راہ خدا میں دینا

پس دریں رساله بعد از حمد و صلوة و بیان فضیلت انسان برسائر مخلوقات ہفت فصل مرقوم شدند برائے ترغیب طالبان فالله المستعان

پس حمد وصلوٰۃ اور سائر مخلوقات پر انسان کی فضیلت کے بیان کے بعد طالبان خدا کی ترغیب کے لئے اس رسالہ میں سات فصل مرقوم ہیں۔ پس اللہ ہی مدد گار ہے۔

فصل اول در بیان صحبت صادقان فصل دوم در بیان ترك دنیا فصل سوم در بیان طلب لقاء رب الانام تعالی عن الزوال الانصرام فصل چهارم در بیان ہجرت من الوطن فصل پنجم در بیان ذکر کثیر فصل ششم در بیان عزلت از دنیا و از خلق دنیا فصل هفتم در بیان اداء عشر فسیمیت هذه الرسالة ترغیب الطالبین الصادقین الی اللین المتین

فصل اول صحبت صادقان کے بیان میں۔ فصل دوم ترک دنیا کے بیان میں۔ فصل سوم دیدار خدائے تعالیٰ کے بیان میں فصل چہارم وطن سے ہجرت کے بیان میں۔ فصل پنجم ذکر کثیر کے بیان میں ۔ فصل ششم دنیا اور خلق دنیا سے عزلت کے بیان میں۔ فصل ہفتم ادائی عشر کے بیان میں پس میں نے اس رسالہ کا نام ترغیب الطالبین الصادقین الی الدین المتین رکھا ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم واستعين بالله العظيم وبه الهدايته الى صراط مستقيم الحمد لله الذى فضل الانسان على اكثر المخلوقات فمنهم اہل الایمان مقبولة ومنهم اولياء الله محترمة و جماعة الانبياء فهيم مكرمة ومنهم زمرة المرسلين مخصوصته وفيهم من كان ذكر هم فى القرآن و فيهم من كان صاحب الكتاب و منهم صاحب الشريعة و منهم طائفة اولى العزم معظمة ومشرفة وآدم ابوالبشر داخلهم وفيهم خاتم النبوة و خاتم ولاية المحمدية صلى الله عليه و سلم اعلى وافضل و خاتم الدنيا والدين علم الساعة الاعظم اعنى المسيح عيسى بن مريم كلها صلواة الله و سلامه عليهم اجمعين

شروع کرتا ہوں اللہ رحمٰن ورحیم کے نام سے اور اللہ العظیم سے ہی مدد کا خواستگار ہوں اور صراط مستقیم پر اسی کی طرف سے ہدایت ہوتی ہے۔ تمام تعریف اللہ کے لئے سزاوار ہے جس نے انسان کو اکثر مخلوقات پر فضیلت عطا فرمائی اور ان میں اہل ایمان اسکے مقبول بندے ہیں اور ان میں اولیاء اللہ محترم ہیں اور ان میں انبیاء کی جماعت مکرم ہے۔ اور ان میں مرسلین کا زمرہ مخصوص ہے اور وہ جن کا ذکر قرآن میں ہے اور ان میں سے وہ جو صاحب کتاب ہیں اور وہ جو صاحب شریعت ہیں اور طائفہ اولوالعزم میں معظم و مشرف آدم ابوالبشر ان میں داخل ہیں اور ان میں خاتم النبوۃ اور خاتم ولایت محمدیہ شامل ہیں درود و سلام ہو اللہ کا ان دونوں پر جو اعلیٰ و افضل ہیں۔ اور خاتم الدنیا و الدین قیامت کے علمبردار مسیح عیسیٰ ابن مریم ہیں ان سب پر اللہ کا درود و سلام ہو

بدانكه بعد ازین زمره جمله صحابه رضى الله عنهم رابر جمیع مومنان امت مرحومه فضل است و بعد ازین فرقه برهمه امت تابعين رحمته الله علیهم راشرف است و بعد از فرقه ایشان تبع تابعین که الی یوم الدین اند درایشان

اور اسکے بعد زمرہ جملہ صحابہؓ کو امت مرحومہ کے تمام مومنوں پر فضل ہے اور انکے بعد تابعین رحمہم اللہ اجمعین کو شرف حاصل ہے اور ان کے بعد قیامت کے دن تک تبع تابعین کو شرف

هر که در شریعت حضرت محمد رسول الله ودر متابعت
حضرت مهدی مراد الله بیشتر مرتبه وے در درگاه حق
جل. و علا پیشتر دریں حکم ہیچ قوم و قبیله و اشراف
و ارازل مستثنیٰ و ممتاز نیست کل بنی آدم یك حکم
دارند دریں سخن احتمال وظن نیست بلکه تحقیق و
یقین است چراکه از آیاتِ کلام الله و احادیث حضرت
رسول الله و از نقول حضرت مهدی موعود مامورمن
الله صلی الله علیه و سلم صحیح و ثابت است کما قال
الله تعالیٰ یا ایها الناس انا خلقناکم من ذکرا وانثیٰ وجعلناکم
شعوبا و قبائل لتعارفوا . ان اکرمکم عند الله اتقیکم ان الله
علیم خبیر . وقال النبی صلی الله علیه و سلم ولدی من سلك
طریقی وقال النبی صلی الله علیه و سلم کل تقی آلی یعنی
هرکه برخاسته از جان و تن است یقین دانیلکه او فرزند
من است وقال علیه السلام الجنة لمن اطاع ولوکان عبدا
جشیا والنار لمن عصی ولوکان سید ا قریشیا کذا از فرموده
حضرت مهدی موعود علیه السلام ثبوت یافته که
میراث سوخته گان به سوختگان می رسد کذا در زمانه
صحابهؓ و تابعین و تبع تابعین اکملین از اقوال و اعمال
شان علیهم الرحمة والرضوان ثابت شده که قوم و قبیله
ندیده اند مگر طالب خدائے تبارك و تعالیٰ دیده شرف
قبول کرده اندر و بزرگ داشته اند . بداں اے طالب
صادق که درینجا در فصل اول بیان صحبت صادقان که
کرده شده است مقصود این است که جمله فرائض در
صحبت ادامی شوند اما باید دانست که دربہه ہفت
فرائض بر بنده طلب لقاء الله تعالیٰ فرض است چنانکه

حاصل ہے اور جو کوئی شریعت محمد رسول اللہ کو اور متابعت مہدی
موعودؑ میں بیشتر مرتبہ بھی پالے تو انکے برابر نہیں ہوسکتا اور کوئی
قوم و قبیلہ اور اشراف و اراذل مستثنیٰ و ممتاز نہیں ہیں اور سب نبی
آدم ایک ہی حکم میں داخل ہیں اور اس سخن میں کوئی ظن و احتمال
نہیں ہے۔ بلکہ تحقیق شدہ و یقینی بات ہے اور آیات کلام اللہ و
حدیث رسول اللہ ﷺ اور نقول حضرت مہدی موعودؑ مامور
من اللہؑ سے صحیح و ثابت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے
لوگو ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے لئے
شعوب و قبائل بنائے تاکہ تم پہچانے جاسکو۔ بے شک تم میں
زیادہ مکرم وہی ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہو بے شک اللہ
جاننے والا اور ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔ اور نبی کریم ﷺ نے
فرمایا جس نے میرا راستہ اختیار کیا وہ مجھ سے ہے نیز نبی ﷺ نے
فرمایا کہ جو کوئی متقی و پرہیزگار ہو وہ میرا فرزند ہے۔ نیز علیہ السلام
نے فرمایا کہ جنت اس کیلئے ہے جو اطاعت کرے اگرچہ وہ حبشی
غلام ہو اور دوزخ اسکے لئے ہے جو نافرمانی کرے اگرچہ وہ سید
قریش ہو۔ نیز حضرت مہدی علیہ السلام کے فرمان سے یہ بات
پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ عاشقوں کی میراث عاشقوں کو ملتی ہے۔ اور
صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں اور تابعین و تبع تابعین علیہم
السلام کے زمانہ میں ان کے اقوال و اعمال سے ثابت ہو گیا کہ
انہوں نے قوم و قبیلہ نہیں دیکھا اور طالب خدا کو ہی شرف
قبولیت عطا فرمایا اور اسی کو بزرگ سمجھا۔ اے طالب صادق اس
بات کو جان لے کہ یہاں جو صحبت صادقاں کا ذکر کیا گیا ہے اس
سے مقصود یہ ہے کہ جملہ فرائض صحبت میں ادا کئے جائیں لیکن
یہ جاننا چاہیے کہ تمام فرائض کی ادائی کا مقصود طلب دیدار خدا ہے
۔ چنانچہ امام آخرالزماں خلیفۃ الرحمان خاتم ولایت محمدی مہدی

حضرت امام آخر الزماں خلیفه الرحمان خاتم ولایت
محمدی مهدی موعود ﷺ فرمودند که بر هریك مرد و
زن طلب دیدار خدائے تعالی فرض است تاآنکه بچشم
سر یا بچشم دل یا در خواب خدائے تعالیٰ رانه بیند
مومن نباشد مگر طالب صادق بیان
صفات طالب صادق در محل آں کرده شود

(فصل اول)

در بیان صحبت صادقان بداں لے طالب که برفرموده
حضرت امام مهدی موعود علیه السلام قرآن شاہد است
کما قال اللهٗ تعالی یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله وکونوامع
الصادقین و قوله تعالی یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله و ابتغوا الیه
الوسیلة و معنی و مقصود در صحبت این است که اختیار
خود سپردن است بدست بنده خدائے تعالی و آں تسلیم
شدن است مر فرمان خدائے تعالی را یعنی اختیار کردن
است جمیع اوامرا و تعالی شانه ، واجتناب نمودن است
از جمله منابی اوجل جلاله و بیان تسلیمی دوستان حق
بدیں وجه فرموده اند که مرید آں بود که خود را در پیر
ماز دکه الارادة ترك الارادة ایں بود که از خو است خود
چناں بیروں آید که مار از پوست و مرده در تحت
تصرف غسال اگر ذره اعتراض اور ا باقی ماند یا
بنوعی چوں و چرا در باطن او مانده بودنه مرید نه پیر
و دیگر وجوه که در باب پیری و مریدی فرموده اند
درینجا مرقوم نگشته که مبادا کسے در خلل افتدا ایضا
نقسلت که روزے حضرت بندگیمیانسید قاسم قدس الله
سره العزیز فرمودند که حد توکل ازیں بیش نیست که

موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر مرد وزن پر طلب دیدار خدا فرض ہے
یہاں تک کہ چشم سر سے یا چشم دل سے یا خواب میں خدائے
تعالیٰ کو نہ دیکھے مومن نہیں ہوتا مگر طالب صادق
طالب صادق کی صفات کا بیان آگے اس کے مقام پر
کیا جائے گا۔

(فصل اول)

صحبت صادقان کے بیان میں جان اے طالب کہ
حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کے فرمان پر قرآن
شاہد ہے کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے لوگو ایمان
لاؤ پرہیزگاری کرو اللہ سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ رہو۔ نیز
فرمایا اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس تک پہنچنے کے لیے وسیلہ
ڈھونڈو صحبت کا معنی و مقصود یہ ہے کہ اپنے اختیار کو بندہ خدائے
تعالیٰ کے سپرد کردے اور اس کے حکم کے آگے اپنی گردن جھکا
دے جمیع اوامر خدائے تعالیٰ پر عمل کرے اور مناہی سے اجتناب
کرے۔ دوستان حق کو تسلیم اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مرید
کو ایسا ہونا چاہیے کہ پیر کا ہر حکم بجالائے اور پیر کے ارادہ کے
مقابل اس کا کوئی ارادہ نہ ہو اور مرید اپنی ذات کو اس طرح پیر کے
حوالے کردے جیسا کہ مردہ غسال کے تصرف میں رہتا ہے۔ یا
جیسے سانپ جب کچلی میں رہتا ہو تو باہر نہیں آسکتا اگر مرید کو ذرہ
برابر بھی اعتراض ہو تو نہ مرید، مرید رہے گا اور نہ پیر پیر باقی رہے گا
پیری و مریدی کے باب میں دیگر وجوہ یہاں نہیں لکھے گئے ہیں
تاکہ کوئی خلل واقع نہ ہو۔
نقل ہے کہ ایک دن حضرت بندگی میاں سید قاسم قدس
اللہ سرہ نے فرمایا کہ توکل اس سے زیادہ نہیں ہے کہ

خوردن برگ و پوشیدن گودڑ وحد تسلیمی ازیں بیش
نیست که مرده پیش غسال ۔ بداں اے طالب که ایں چنیں
تسلیمی ہم از روے خرسندی و ہزاراں شادمانی باید نه
ازروے کدورت و کلفت و اصلا برتسلیمی وشوق و غلغله
عشق مہاجران رضی اللہ عنہم نظر بایدکرد که پیروی ایشاں
برامت تا قام قیامت یعنی تابوقت نزول حضرت عیسیٰ
روح الله صلوات الله علیه و سلامه واجب است و بعد از
نزول آنحضرتؑ ہرچه او علیه السلام بفرماید ہماں حق
است آمنا و صدقنا و حال مہاجرانؓ ایں بوده چنانکه
بندگیمیاں ملك جی ابن خواجه طه رضی الله عنهما بعد
از رحلت امام الآفاق حضرت مہدی موعود علیه السلام پیش
خلیفه آنحضرت بندگیمیانسیدخوندمیرؓ طالبی و
صحبت میکردند ایشاں دو دیوان پرصنعت شاعرانه
ساخته اند دراں در محبت واطاعت مرشد اند فرموده اند
ذره صفت درہوات رقص کنانم زمہر مہر رخاکن کرم
زان لب دربار بار ایضا جائے دیگر فرمودند اے که کنی
امتحاں از سر و جاں سہل داں رقص کنانم بجاں
برہمه اقوال واں ایضا بندگی میاں مصطفی رحمته الله
علیه رحمته واسعته مکتوبیکه در بیان آیات ناسخ و
منسوخ بجانب شیر خاں پولادی فرستاده اند در آخر
آں فرموده اند که اگر بے صحبت و بے ملازمت علم و
معرفت حاصل شدے ہیچ متعلمی ملازمت دہلیز معلم
نکردے وہیچ مریدی خاك روب آستانه پیر نشدے و ہیچ
طالب خود راته پائے مرشد نه انداختے واگر کسے را
بیواسطه صحبت عطا کردند چنانچه اصحاب کہف و

پتے کھائے اور گور میں منہ چھپائے اور تسلیم اس سے
زیادہ نہیں کہ مردہ کی طرح غسال کے سامنے رہے
۔ پس جان اے طالب کہ ایسی تسلیم خوشی اور ہزار
شادمانی کے ساتھ ہونی چاہیے نہ کہ کدورت و کلفت
سے اور اس میں شوق و غلغلہ عشق ہونا چاہیے جیسا
کہ مہاجرین رضی اللہ عنہم میں تھا اور ان کی پیروی
قیامت قائم ہونے اور عیسیٰ روح اللہ کے نزول تک سب پر
واجب ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد
آپؑ جو حکم فرمائیں وہ حق ہے ۔ آمنا و صدقنا اور
مہاجرین رضی اللہ عنہم کا یہ حال تھا جیسا کہ بندگی میاں ملک
جی ابن خواجہ طہؓ نے فرمایا کہ امام مہدی موعود علیہ السلام کی
وفات کے بعد سب مہاجرینؓ بندگی میاں خوندمیر رضی اللہ عنہ
کی صحبت میں رہے حضرت موصوفؓ نے دو دیوان صنعت
شاعری میں لکھے ہیں۔ ان میں محبت واطاعت مرشد کا عنصر پایا
جاتا ہے۔ فرماتے ہیں۔ میں ذرہ صفت تیری آرزو میں خورشید
کے سامنے رقص کرتا ہوں۔ اے مہر تو اپنے موتی برسانے
والے لبوں سے اس خاک پر کرم کر اور موتیوں کی بارش کردے
یہی بات دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ اے کہ میری جان کا امتحان لینا
چاہتا ہے سمجھ لے کہ یہ میرے لئے آسان ہے۔ میں تیرے
اقوال پر اپنی جان پر کھیل کر رقص کررہا ہوں ۔
ایضاً بندگمیاں مصطفیٰؒ نے آیات ناسخ و منسوخ کے بارے میں جو
مکتوب شیر خاں پولادی کے نام ارسال فرمایا ہے اسکے آخر میں
تحریر فرماتے ہیںکہ اگر علم و معرفت بغیر صحبت و ملازمت کے
حاصل ہوتے تو کوئی بھی متعلم معلم کی دہلیز پر ناصیہ سائی نہ کرتا
اور کوئی مرید پیر کے آستانہ کا خاکروب نہ بنتا اور کوئی طالب اپنے

اویس قرنی و بعضے اولیاء امت پس طریق قدرت است
ایضا اولیاء الله میفرمانید زنیهار ہر تصرفی که ایشان
میکنند چناں اعتقاد دار که درست میکنند واگر
سرموچوں وچرارا در باطن توجائے مانده بود تا منکر
باشی نمرید وبدانکه ہمچناں اگر اندکی ہم فکر و
ملاحظه درباطن پیر از جانب مرید باقی مانده بود که
اگر اورا چیزے ازروے تلکید بفرمایم مرید دیگر خواہد
شد اگرچه صد سال در صحبت ماندو عمر تمام کندتا
آں مرید را فائده دینیحاصل شدن محال بود بلکه مرید
اینچیں باید که اگر اورا پیروی چوں کاری ازروی تاکید
میفرماید یا ازکاری بازدار ودرآں وقت اگرچه مرید از
خوشحالی پیدا شود پس اگر خواست حق تعالی باشد
تاآں مرید بفائده دینی رسد چراکه پیر مرید را دولت
دینی است ونفس اماراه اش رادشمن است پر تدبیر یکه
میکند براے ایں می کند که نفس وے راه رش گرفته
نشسته است از میاں برخیزد پس اگرچه طالب در
طلب بصادق باشد یعنی در صفات طالب صادق
زندگانی میکند چنیں طالب را که گفتار وجه تاکید است
یکے از اوقات کشاکش نه باطنی است اگر خواہد واہب
العطیات تادراں وقت طالب صادق را حالت پدید آید
پس آں طالب بفضل الله تعالیٰ بمقصود واصلی رسد
بداں اے طالب اینکه گفته شد احتمال نیست بلکه یقین
است یعنی آنکه پیر رادر فرمودن ہر سخنے مر مرید را
ملاحظه نباید تا آں بفائده اش رسد نقلست که روزے
مرشد اکمل و پیر افضل حضرت بندگیماں نجم الدین

آپ کو مرشد کے قدموں پر نہ ڈالتا۔ اگر کسی کو بے واسطہ
صحبت عطا بھی کیئے ہیں جیساکہ اصحاب کہف کو اور
اویس قرنیؓ اور بعض اولیائے امت کو تو جان کہ یہ
قدرت کا طریق ہے اور اگر اولیاء اللہ کوئی تصرف
کرتے ہیں تو اعتقاد رکھ کہ صحیح کرتے ہیں اور بال
برابر بھی باطن میں شک لائے تو منکر ہوجائے گا اگر
پیر کے باطن میں یہ فکر و ملاحظہ ہو کہ مرید کو کوئی
بات تاکید سے کہوں تو وہ دلگیر ہوجائے گا تو ایسے پیر
کی صحبت میں سو سال بھی رہیں یا عمر تمام رہیں تو
فائدہ دینی حاصل ہونا محال ہوگا۔ بلکہ مرید کو ایسا رہنا
چاہیے کہ اگر پیر اس کو کسی کام کو کرنے کی تاکید سے
حکم کرے یا کسی کام کے کرنے سے منع کرے تو وہ
خوشی اس حکم کی تعمیل کرے تو ایسے مرید کو حق
تعالیٰ چاہے تو فایدہ دینی عطا کرے گا۔ کیونکہ پیر مرید
کا دینی دوست ہے اور اس کے نفس لمارہ کا دشمن
ہے۔ اسی لئے ایسی تدابیر کرتا ہے کہ نفس جو اس
کے راستہ کی رکاوٹ بنکر بیٹھا ہے درمیان سے ہٹ
جائے پس اگر طالب اپنی طلب میں سچا ہو اور طالب
صادق کی صفات اسمیں موجود ہوں تو پیر کی تاکید کو
سمجھ جاتا ہے اور یہی وقت اس کی کشایش باطنی کا ہے۔
اگر واہب العطیات چاہے تو طالب صادق کی حالت کو بدل
دیتا ہے اور اپنے فضل سے اس کو مقصود اصلی تک پہنچا
دیتا ہے پس جان اے طالب کہ یہ جو کچھ کہا گیا ہے۔ اس میں کوئی
احتمال و شبہ نہیں ہے بلکہ یقینی ہے یعنی مرید کو کوئی حکم کرنے
میں پیر کو ملاحظہ نہ کرنا چاہیے تاکہ مرید کو فائدہ پہنچ سکے

قدس الله سره العزیز با بندگیمیانسید راجو شهید
قدس سر الله سره العزیز در حکایت طالبان فرمودند که
من باسید معروف بدین وجه کلام میکنم چنانکه کسے در
حال خواب سخن میگوید بداں اے طالب گفتار یکه کسے
در حال خواب میکند فکری ہیچ نمیدارد که بسخن من
کسے برنجد یا خوش دل شود این است شرط میاں
مرید و پیر خواجه حافظؒ راست فرموده۔

نصیحت گوش کن جاناں که از جاں دوست تردارند
جوانان سعادت مند پند پیر دانا را

وانکه گفته شد که بوقت کلام پیر مرید را خوشحال می
باید شدن وآں سخن ہم صحیح و اثبت است چنانکه
خواجه حافظ قدس سره العزیز فرموده اند

بدم گفتنی و خرسندم عفاك الله نکو گفتی
جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

بداں اے طالب که اولیاء الله فرمونده اند اے برادر تسلیم
باش طفل رابا تصرف مرداں چه کاراگر گویند شب
است تو روزمی بینی گومن خطامی بینم مریدی وارادات
نه آسان کاریست راہہا بحق بسیار اند اما ایں راه
غریب تر و عزیز تر از ہمه راہہا است از صد ہزار کس
یکے بود که در راه ارادت کشند ہر چند جمله جهانرا ایں
آرزوست نقلست که ابو القاسم گرگانی قدس الله سره
که پیر حسن دانشی بودند وچندیں ہزار مرید می
داشتند وہمه صاحب روزگار بودند با ایں گفتے که
درہمه جهاں مریدے می خواہم که بود تا با پوستش
خرگاه کنم و در قرص آفتاب در آویزم تاجهاں از و

نقل ہے کہ ایک روز مرشد اکمل و پیر افضل حضرت
بندگی میاں سید نجم الدین قدس اللہ سرہ نے بندگیمیاں
سید راجو شہید سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ میں سید
معروف سے اس طرح بات کرتا ہوں جیسے کوئی عالم
خواب میں بات کررہا ہو۔ وہ کوئی فکر نہیں کرتا کہ کوئی
میری بات سے رنجیدہ یاخوش دل ہو۔یہ ہے شرط مرید و پیر کے
درمیان۔ حضرت خواجہ حافظؒ نے کیاخوب فرمایا ہے۔

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تردارند
جوانان سعادت مند پند پیر دانا را

پس پیر کو چاہیے کہ بوقت کلام ایسی بات کہے جس سے مرید کو
خوشی حاصل ہو اور وہ بات صحیح و ثابت ہو۔ جیساکہ خواجہ حافظ
قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا ہے۔

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جواب تلخ میزیبد لب لعل شکرخارا

پس جان اے طالب کہ اولیاء اللہ نے فرمایا ہے کہ تسلیم کی راہ
اختیار کرو۔ بچوں کو مردوں کے افعال سے کیا واسطہ اگر وہ کہیں کہ
رات ہے اور تم دیکھتے ہو کہ دن ہے تو کہو کہ میری نگاہ خطا کررہی
ہے یہ رات ہی ہے۔ مریدی و ارادت آسان کام نہیں ہے۔ حق کو
پہنچنے کے بہت راستے ہیں لیکن یہ راستہ سب راستوں سے عجیب
وغریب اور نہایت عزیز ہے اور ہزاروں لاکھوں میں ایک شخص
ہوتا ہے جو اس راہ ارادت کو اختیار کرتا ہے۔ اگرچہ جملہ جہاں کو
اس راستے کی آرزو رہتی ہے۔ نقل ہے کہ ابوالقاسم گرگانیؒ جو
حسن دانش کے پیر تھے چند ہزار مرید رکھتے تھے جو سب کے
سب صاحب روزگار تھے۔ آپ ان سے فرماتے تھے کہ مجھے دنیا
میں ایک ایسا مرید چاہیے جس کی کھال کھینچ کر قرص آفتاب پر

عبرت گیرد لاجرم چوں ایشاں مریدی کرده بودند می دانستند که مریدی چیست و مرید کیست مثنوی

ہرکه باہمت دریں ره آمده است

گر گدائی میکند شه آمده است

اے برادر در نظر مردان عام مرد ماں طفل شیر خواره اند بلکه در شکم مادر اند بلکه در صلب پدر اند بلکه در عالم عدم اند من و توبه پندار خود مزون و مغرور و بخود پرستی مشغول و نام پیری و مریدی به زبان چوں بوقت مرگ پرده از پیش بردارند ظاہر گرد و مرا وترا که ایمان داشتیم یا کفرو توحید داشتیم یاشرك و زنار بسته بودیم بادستار بداں اے طالب آنهاکه محض بطلب حق تعالی وارادت لقاء ذات مطلق جل شانه ،ہمه اسباب دنیا را قطع کرده و دنیا و اہل دنیا را ترک نموده برائے صحبت صادقاں که حضرت رب الانام تعالی عن الزوال والانصرام بلسان حضرت امام مہدی موعود علیه افضل الصلوات والسلام بر جمله آدمیاں فرض ساخته است بیاید و از اختیار خود بے اختیار شود و اختیار خود را بامید حصول آں معنی که افضل و اعلیٰ برجمیع فرائض است بدست بنده خدائے تعالیٰ بسپارد پس بر پیر لازم انست که اگرچه ہزاراں طالب بشرائط منکوره آمده صحبتش اختیار کنند تا ہریکرا بجائے فرزندان خود به بیندو بداندو پرورش ایشاں ہم درباب دین یعنی در تعلیم دین اله العلمین وہم درباب معیشت چناں کند که فرزندان خود را کرده باشد ومیکند مثلا شخصے را حق سبحانه ، تبارك و تعالیٰ بسیار فرزنداں

لٹکادوں تاکہ دنیاکو عبرت حاصل ہو۔جب وہ مرید تھے توانہوں نے جاناتھاکہ مریدی کیاچیز ہے اور مرید کیساہوتا ہے۔

جو کوئی اس راہ میں ہمت سے آیا ہو

اگرچہ وہ گداہو تو سمجھو کہ وہ شاہ بن کر آیا ہے

اے بھائی یہ عام لوگ ہماری نظر میں یہ عام لوگ دودھ پیتے بچے ہیں(یایوں سمجھو کہ شکم مادر میں ہیں یاصلب پدر میں ہیں بلکہ عالم عدم میں ہیں۔میں اور غرور اور خود پرستی میں مبتلا ہیں اور پیری و مریدی کانام زبان پر ہے موت کے وقت جب پردہ سامنے سے ہٹ جاتا ہے تو معلوم ہوجاتا ہے کہ ہم اہل ایمان تھے یاکافر، موحد تھےیامشرک،زناربستہ تھےیاصاحب دستار۔

پس جان اے طالب کہ وہ لوگ محض طلب حق اور لقائے ذات خداوندی کے لئے تمام اسباب دنیوی سے کنارہ کش ہوکر اور اہل دنیا کو چھوڑ کر صادقوں کی صحبت اختیار کئے تھے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کی زبان مبارک سے جملہ جہاں پر صحبت صادقاں کو فرض فرمایا تھا تاکہ طالب اپنے اختیار سے بے اختیار ہوجائے اور اپنے اختیار کو اس افضل و اعلیٰ مقصد کے حصول کے لیے جو سب فرائض سے افضل و اعلیٰ ہے ایک بندۂ خدا کے سپرد کردے ۔ پس پیر پر لازم ہے ۔کہ اگر ہزار طالب بھی مذکورہ شرائط کے ساتھ اس کی صحبت اختیار کرنے آئیں توان کو اپنے فرزندوں کے مانند سمجھے اور ان کی ایسی ہی پرورش کرے جیسے کہ ہم احکام دین اور معیشت جہاں کے مطابق اپنے بچوں کی پرورش کرتے ہیں۔مثلاً اللہ تعالیٰ جب کسی شخص کو بہت فرزند عطا فرماتا ہے تووہ شکرانہ واہب العطیات بجالاتا ہے پھران کی پرورش

بخشید اورا باید که شکرانه واهب العطیات را بجا آورده
بعده پرورش ایشاں بدیں ترتیب بکند که فرزندیکه
رضیع باشد یعنی درسن میاں دو سالگی باشد اورا
برشیر مادرش بدارد بحکم کلام ربانی تعالیٰ شانه حولین
کاملین لمن اراد انیتم الرضاع کذا موافق احوال اولباس
و مسکن و بساط او سازد و فرزندیکه کبیر شده باشد
یعنی بکمال قوتش رسیده باشد قوتش بالوان ملکولات
سازد کذا لباس و بساط و مسکن او ساز اورا کار خیر
کند بحکم قوله تعالیٰ وانکحوالا یامیٰ اگر ایں چنیں نکند
ہلاکش وبرخلاف ایں ترتیب عمل کند که فرزند شیر
خواره را الوان نعمت بخور اند تا ہلاکش کند کذا فطیم
را اگر برخلاف احوالش بدارد ہم ہلاکش کند کذا
فرزندی که بہنگام قوت خود رسید اگر اورا شیرے که
رضیع رابایدد اد بران بدارد کذا در لباس وبساط
ومسکن تا ہلاکش کند یا پرورش اوبمثل فطیم کند ہم
ہلاك شود و اگر احوال ہنگام اور انشناسد وعیال
دارنکند پس اورا از خود در عصیان انداخته باشد نعوذ
بالله من ذالك بدانکه پدر بوددوست وخیرخواه فرزنداں
بود و لیکن کار دشمنانش اختیار کردبداں ای طالب
تمثیل و ترتیب درمیان مرشد و طالب است که در ابتدا
پیش طالب بیان شریعت بفرماید و ہماں تعلیم کند چوں
بیندکه او دردانش علم شریعت درست آمد و برآں عامل
شد بعده ، پیش وے بیان طریقت بفرماید و انواع
زہدوریاضت بقدر طلبودانش واستعداد او وی را فرماید
کذاکذا بموافق احواش بیان حقیقت و معرفت بفرماید

اس طرح کرتا ہے کہ دو سال کی مدت تک (جس کو مدت
رضاعت کہتے ہیں) ماں کے دودھ پر رکھتا ہے جیسا کہ
اللہ تعالیٰ کا حکم ہے ۔ حولین کاملین لمن اراد ان
یتم الرضاعه ۔ اس طرح اپنے احوال کے مطابق اس
کے لیے لباس و جائے سکونت کا انتظام کرتا ہے اور
جب بڑا ہو جاتا ہے اور اپنی کمال قوت کو پہنچ جاتا ہے تو اس کے
لئے ہر قسم کے کھانوں کا انتظام کرتا ہے اور اس کے لباس و بساط و
مسکن کا انتظام کرتا ہے اور اس کے کار خیر کا انتظام کرتا ہے جیسا
کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وانکحوالا یامی ۔ اگر وہ ایسا نہ کر کے
اس ترتیب کے خلاف عمل کرے یعنی فرزند شیر خوار کو الوان
نعمت کھلائے تو وہ ہلاک ہو جائے گا ۔ اسی طرح اگر بڑی عمر والے
لڑکے کو اس کے احوال کے خلاف پرورش کرے یعنی اس کو شیر
خوار کی طرح دودھ پلائے اور لباس و بساط و مسکن میں تبدیلی نہ
لائے تو وہ مر جائے گا ۔ نیز اس کے احوال سے بے خبر رہ کر اس کو
عیال دار نہ کرے تو وہ گناہوں میں گھر جائے گا نعوذ باللہ من
ذالک ۔ پس جان کہ باپ اپنے بیٹے کا دوستدار اور خیر خواہ ہوتا ہے
لیکن ایسا کرنے سے اس کا دشمن قرار پاتا ہے ۔

اے طالب خدا اس تمثیل کو سمجھ کہ یہی ترتیب عمل مرشد اور
طالب کے درمیان رہتی ہے ۔ ابتدا میں مرشد اپنے طالب کو
شریعت سمجھاتا ہے ۔ اور جب دیکھتا ہے کہ اسکی دانش شریعت میں
پختہ ہو چکی ہے اور شریعت پر عامل ہے تو اسکے سامنے طریقت
کے اصول، اس کی دانش و استعداد کے مطابق پیش کرتا ہے اور اسی
طرح اسکے احوال کے مطابق حقیقت کی راہ دکھاتا ہے ۔ جیسا کہ
اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا :۔ لا تحرك
به لسانك (اپنی زبان اس بارے میں مت ہلا ۔ عرائس میں آیت

قال الله تعالیٰ لحبيبه صلى الله عليه و سلم لا تحرك به لسانك در عرائس تحت الآية ادع الى سبيل ربك بالحكمه اے خاطب الجمهور بلسان الشريعة لابلسان الحقيقة فان تكلمت معهم بالحقيقة طاشت العقول فيها وبقى الخلق بلافهم ولاعلم وقال فى مخزن الاسرار ان اصل الايمان والاسلام ما وضع الالمعرفة الاحسان فان الشريعة كاللبن للرضيع والطريقة كا الارز للعظيم والحقيقه كانواع الماكولات للكبير و قال شمس التبريز

شریعت را تنِ آمد به طاعت
طریقت راه دل شد با قناعت
حقیقت راه جهاں سرنهانست
درون جاں و بیرون جهانست

و صاحب گلشن راز گفته

شریعت پوست مغز آمد حقیقت
میان ایں و آں باشد طریقت
خلل در راه سالك نقص مغز است
چو مغزش پخته شد بے پوست نغز است

و مخدوم سید راجوؒ فرموده اند

شریعت ازار است طریقت قمیص
حقیقت عمامه شنواے حریص
معارف رداء است و ترکی کلاه
بدیں چار جامه شوی بادشاه

درکتاب مراة العارفین گفته اند روش شریعت بعلم الیقین بود و کشش طریقت عین القین ویافت حقیقت عین الیقین رونده شریعت داننده است و رونده

ادعوالی سبیل ربك با لحکمة (لوگوں کواپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت سے بلاؤ) کے تحت یہ تفسیر کی گئی ہیکہ لوگوں سے زبان شریعت میں بات کرو نہ کہ زبان حقیقت میں۔ اگر تم ان سے زبان حقیقت میں بات کروگے تو وہ نہیں سمجھ سکینگے۔ مخزن الاسرار میں لکھا ہیکہ معرفت اور احسان ہی اسلام کی اصل جڑ ہیں پس شریعت چھوٹے بچے کیلئے دودھ کے مانند ہے اور طریقت بڑے بچے کیلیے دودھ و غذا کے مانند ہے اور حقیقت ہمہ اقسام کے ماکولات کی طرح ہے جو بڑے آدمی کھاتے ہیں حضرت شمس تبریزؒ فرماتے ہیں

شریعت وہ راستہ ہے جس میں تن سے اطاعت کی جاتی ہے
طریقت دل کا راستہ ہے جس میں قناعت کی جاتی ہے
حقیقت ایک چھپا ہوا راز ہے جسکے راستہ پر جان ہی چل سکتی ہے
اور وہ جان میں بھی موجود ہے اور جہاں کے باہر بھی موجود ہے

اور صاحب گلشن راز فرماتے ہیں

شریعت پوست ہے اور حقیقت مغز ہے اور ان دونوں کے درمیان طریقت ہے اگر مغز میں نقص ہوتو وہ سالک کے راستہ میں رکاوٹ بن جاتا ہے اگر مغز پختہ ہوتو بغیر پوست کے بھی لذیذ ہوتا ہے

اور مخدوم سید راجو فرماتے ہیں۔

شریعت پاجامہ ہے ۔ طریقت قمیص ہے
اور حقیقت عمامہ کے مانند ہے اے حریص سن لے
معرفت چادر کے مثل اور ترکی ٹوپی ہے
اور تو ان چاروں چیزوں کو پہن کر بادشاہ بن جائے گا

کتاب مرأۃ العارفین میں فرماتے ہیں کہ شریعت علم الیقین ہے، طریقت عین الیقین اور حقیقت حق الیقین ۔ شریعت پر چلنے والا صاحب علم ہوتا ہے اور طریقت پر

طریقت بینینده است و رونده حقیقت شنونده است شریعت آموختن است طریقت سوختن است حقیقت افروختن است پس اول علم شریعت آموز پس خود را در راه طریقت سوز پس شمع حقیقت افروز چشم از خود دوز اہل شریعت حق دان است اہل طریقت حق بین است اهل حقیقت حق باش اے عزیز شریعت لمثال آئینه است است که موضوع براے دیدن جمال بودو طریقت بمثال صفا چنانکه بے صفا آئینه بکار نیاید ہمچناں بے طریقت از شریعت ہیچ حاصل نبودو حقیقت عین جمال پس تا صفا نبود یافت جمال در ئینه ممکن نباشد و چنانکه یافت جمال درآئینه بواسطهٔ صفات است ہمچناں رابطۂ شریعت بحقیقت بواسطهٔ طریقت است چوں آئینه شریعت صفۂ طریقت را قابل گردد در و لقاء حقیقت حاصل گرد و کشف تمام شود۔ بداں اے طالب که چوں بعد از مدت چند بفضل الله تعالی طالب بمرتبه بلند برسد که مرشد را نازنین شود ومرشد ناز اورا قبول کند بلکه ویرا ازخود نازکردن بفرمائد پس آں طالب محرم را از مرشد خود و جمیع دوستان حق را شود بقدریك خواسته حق جل و علاباشد بداں اے طالب که اگرچه مبتدی را در نعیم و ناز دارد تا ویرا از فائده دینی وراه طلب دور اندازد و طالبے که بداں مرتبه رسیده باشد که آنرا در نعیم و ناز بایدداشت اگرچه ویرازہد و ریاضت بفریاید ہم راه فائده درش را بند سازد بزرگاں فرموده اند ۔

پیر باید روشن تر زاے تاتشناسد مزا جہر سودائی

چلنے والا صاحب نظر اور حقیقت چلنے والا سننے والا۔ شریعت کی راہ سیکھنے کی ہے اور طریقت کی راہ جل جانے کی ہے اور حقیقت روشن کرنے کی راہ ہے پس پہلے علم شریعت سیکھ پھر خود کو طریقت کے راستے میں جلا ڈالو تو شمع حقیقت روشن ہوگی۔ اہل شریعت حق داں ہوتا ہے۔ اہل طریق حق بین ہوتا ہے اور اہل حقیقت حق ہوتا ہے۔ اے عزیز شریعت آئینہ کے مانند ہے جو جمال کو دیکھنے کا موضوع ہے۔ اور طریقت صفا ہے اور بغیر صفا آئینہ بیکار ہوتا ہے۔ اسی طرح بغیر طریقت شریعت بے فائدہ ہے۔ اور حقیقت عین جمال ہے پس جب تک صفا نہو آئینہ میں جمال نظر آنا ممکن نہیں۔ صفات کے توسط سے آئینہ میں جمال نظر آتا ہے۔ اسی طرح شریعت و حقیقت کا رابطہ طریقت کے توسط سے ہے۔ جب شریعت کا آئینہ صفت طریقت کے قابل ہوجاتا ہے تو حقیقت کے دیدار کا مکمل انکشاف ہوتا ہے۔ پس جان اے طالب کہ جب تھوڑی مدت کے بعد بفضل خدا کوئی طالب بلند مرتبہ حاصل کرلیتا ہے تو مرشد کا نازنین بن جاتا ہے اور مرشد اس کے ناز کو قبول فرماتا ہے۔ پس ایسا طالب اپنے مرشد کا رازدار اور سب دوستان حق کا راز دار ہوجاتا ہے اور حق تعالیٰ کا چہیتا بندہ بن جاتا ہے۔ اے طالب اگر مبتدی نعیم و ناز کرے تو اس کو کچھ فائدہ دینی نہ ہوگا اور راہ طلب سے دور جاکر پڑیگا۔ اگر کوئی طالب اس مرتبہ کو پہنچ چکا ہوں کہ اس کو نعیم و ناز میں رکھا جائے اور مرشد اس کو زہد و ریاضت کا حکم فرمائے تب بھی طالب کو کوئی فائدہ نہوگا۔

پیر باید حکیم روشن رائے تاشناسد مزاج ہر سودائے

یعنے ہر کہ محرم راز باشد بارے حجابی نکند چراکہ کلام پیر و بیان اسرار آں طالب راسبب ترقی است واز نامحرم اسرار گفتن نیست چراکہ اگر پیش وے چیزے بگوید تاوے در خلل و تفرقہ افتد یا ازوے دردین فترت و فساد برپا شود پس مرشد رابایدکہ از روے دیانت باایشاں کلام کندو رعایت فرمودہ دین کند ورعایت مردماں نکند بحسب هذا الحکم تکلموا الناس علی قدر عقولهم اگر کسے سوال کندکہ ایں سخن محال است کہ مرشد طالب را کہ در صحبتش باشد ناز کردن بفرماید و ناز و نیازش را مقبول و معمول دارد تا جواب انیست بداں اے سائل کہ ہر گاہ کہ برائے احوال خویش نظر کردہ می شود آہ ندامت بدہانم می رود پش چنیں کس در بیان دین بکشادن زبان چہ طاقت دارد و در وقت نصائح دینوی بر احوال خویش نظر کردہ ازیں عتاب آیات خوف وحیا پیدامی شود لم تقولون مالاتفعلون وبعضے دوستان حق سبحانہ و تعالی کہ فرمودہ اند گویا کہ احوال خود فرمودہ اند اے نفس در عالم عقل نارسیدہ گاہے در ذات حضرت مہدی موعودعلیہ السلام تامل نکردی ووقتے در دعوت آنحضرت علیہ السلام نقش اغیار را از تختہ دل نشستی ناگاہ روے بارشاہ آوردہ بینعم نشستی در نصیحت دیگراں خود را فراموش کردہ نمی شنوی ایں عتاب اتا مرون الناس بالبرو تنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب ہشدار عشق در عین و شین وقاف نیست

یعنی جو طالب محرم راز ہو اس کو اسرار بتانے میں پیر کو حجاب نہ کرنا چاہیے۔ایسے طالب کے لیے پیر کا بیان اور اسرار کے طلب حق میں ترقی کا باعث بنتے ہیں۔نامحرم کو اسرار بتانے میں صلاح نہیں ہے کیونکہ نامحرم کو اسرار بتانے سے خلل و تفرقہ پڑے جائے گا اور دین میں فساد و فتنہ برپا ہو جائے گا۔پس مرشد کو چاہیے کہ ایسے لوگوں سے نہایت احتیاط و دیانت سے بات کرے۔احکام دین کی رعایت ملحوظ رکھے اور لوگوں کی رعایت نہ کرے اور بحسب حکم تکلموا الناس علی قدر عقولهم (لوگوں سے ان کی سمجھ کے مطابق بات کرو) پر عمل کرے اگر کوئی سوال کرے کہ یہ بات محال ہے کہ مرشد اپنے طالب کو ناز کرنے کا حکم دیتا ہے اور اس کے ناز و نیاز کو قبول کرتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ طالب جو اپنے احوال پر نظر کرتا ہے اور آہ ندامت بھرتا ہے تو ایسے طالب کی زبان میں دین کا بیان کرنے کی طاقت کہاں رہتی ہے۔ دینوی نصائح کے وقت وہ اپنے احوال پر نظر کرتا ہے اور آیات عتاب سے اس کے دل میں خوف و حیا پیدا ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لم تقولون ما لاتفعلون (تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جو تم نہیں کرتے بعض دوستان خدا فرمائے ہیں بلکہ خود اپنا احوال فرمائے ہیں۔اے نفس تو عالم عقل میں ابھی منزل کو نہیں پہنچا ہے تو نے کبھی حضرت مہدی موعود علیہ کی ذات مبارک میں غور کیا ہے جب آپ دعوت (الی اللہ) فرماتے اور محسوس فرماتے کہ تختہ دل اغیار کے نقش سے صاف نہیں ہوا ہے۔لوگ دوسروں کو نصیحت کرنے میں خود کو فراموش کردیتے ہیں۔یہ آیت عتاب کہ اتا مرون الناس بالبر وتنسون انفسکم یعنی کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہو اور اپنے نفس کو بھول جاتے ہو۔ ہشیار ہو جاؤ کہ "عشق" صرف عین، شین اور قاف کا مرکب لفظ

بدانستن اسم مغرور شدن کار اہل انصاف نیست الی آخر المکتوب حاصل کلام آنکه برحق پوشی حق سبحانه و تعالی نہی کرده است کما قال الله تعٰلی ولا تلبسوالحق بالباطل وتکتموالحق وانتم تعلمون قوله تعالی ولا تکتمو اشهادة ومن یکتمہا فانه آثم قلبه اگرچه ایں آیات راشان نزول است ولیکن در ہرمحل که حق را ظاہر ساختن ہمه جامی رسند کذا خوشنودی حضرت پیغمبر صلی الله علیه و سلم و خوشنودی حضرت مہدی موعود علیہما وسلم در اظہار حق است ایضا نقلست اعدل الامیر امجد الوزیرا میر الکبیر شارق المنیر مخبر الضمیر مفخرا سادات شاہنشاہ خلیفه خلیفه الله حضرت سید خوندمیر رضی الله عنه ، فرمونده اند عمل ناکردن تقصیر بنده است وحق پوشی کفر است ایضا ازاں حضرت رضی الله عنه نقلست فرمودند که انچه حق باشد باید گفت که بارے بگفته خود را شرم دارد اکنوں بشنوائے سائل چیزے که گفته میشود برائے انیست که حق پوشی نشود پس فہم کن که چونکه بنده را حصول ایں مرتبه و مقام ممکن و صحیح و ثابت است کما قال النبی صلی الله علیه و سلم ان الله اذا احب عبداً فنادیٰ جبرئیل فیقول انی احب فلانا فیحبه جبرئیل ونادیٰ فی السماء ان الله تعالیٰ قد احب فلانا فاحبوه فیحبونه ، اهل السماء ویوضع له ، القبول الارض . پس بداں اے سائل طالبے که با چنیں شرف مشرف شود وآں برگزیده راہم اہل آسمان و اہل زمین مقبول و محبوب دارند پس ہرکه بنده حق تعالی باشد اینچیں

نہیں ہے اور اس کے معنی جان کر مغرور ہو جانا اہل انصاف کا کام نہیں ہے (الخ) حاصل الامر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حق پوشی سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ کلام پاک میں فرمایا ہے۔ ولا تلبسوالحق بالباطل وتکتموالحق وانتم تعلمون ۔ نیز فرمایا۔ ولا تکتموا الشهادةومن یکتمها فانه اثم قلبه (تم حق کو باطل سے مت ملاؤ اور حق کو مت چھپاؤ اور یہ بات تم جانتے ہو۔ اور گواہی کو مت چھپاؤ اور جو کوئی اس کو چھپائے وہ گنہگار دل کا ہے) اگرچہ ان آیات کا شان نزول علحدہ ہے لیکن ہر موقع پر جہاں حق بات کو ظاہر کرنا مقصود ہو ان کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ اور مہدی موعودؑ نے فرمایا ہے اسی طرح امیر کبیر حضرت بندگی میاں سید خوندمیر نے فرمایا کہ عمل نہ کرنا بندہ کی تقصیر ہے لیکن حق بات کو ظاہر نہ کرنا کفر ہے۔ نیز بندگی میاںؓ سے نقل ہے فرماتے ہیں کہ "جو بات سچ ہے اس کو کہہ دینا چاہیے تاکہ غلط کہنے پر شرمندگی نہ اٹھانی پڑے" ۔ اب سن اے سائل کہ اب تک جو کچھ کہا گیا ہے اس لئے ہے کہ حق پوشی نہ ہو۔ پس اس کی وجہ کو سمجھ لے۔ اس طرح بندہ خدا کو بلند مرتبہ و مقام حاصل ہوتا ہے اور یہ بات صحیح و ثابت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں کسی بندے سے محبت کرتا ہوں تو جبرئیلؑ آسمان میں منادی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو دوست رکھتا ہے پس تم بھی اس سے محبت کرو تو آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اس طرح وہ زمین پر بھی مقبول بن جاتا ہے۔ پس جان اے طالب خدا کہ وہ شخص ایسے شرف سے مشرف ہو جاتا ہے کہ اس برگزیدہ کو اہل آسمان و اہل زمین بھی مقبول و محبوب بنا لیتے ہیں۔ پس ایسا برگزیدہ

برگزیده و نواخته شده بنده را چرا دوست ندارد ایضاً
بدانکه در مکتوب دویم بندگی میاں مصطفیٰ قدس الله
سره العزیز جائے فرموده اندکه اے خفته بیدار شودر کار
باش یعنی تا زنده ملازم عتبهٔ دلدار باش ایضا در
مکتوب سی ویکم فرموده اند که اجماع ارباب طریقت و
اتفاق اصحاب حقیقت برنیست و بس که اہل ایمان
نباشند مگر دو کس واجد واصل یا طالب صادق نا زنده
بایار خود یا پریشانی درکار خود ایضا بعد چند ابیات
آمده که نازنینی از غایت بهجت یا دل حزینی از نهایت
دہشت پس دریں محل تامل کن که چونکه طالب حق
رانا زنده و نازنین شدن در پاک درگاه ممکن شدو
دوستان حق سبحانهٗ و تعالی آنهاکه بفضل الله تعالیٰ
بآں مرتبه رسیده بودند خبرے داده رند و طالبان حق
را ترغیب حصول آں مرتبه کرده اند پس بدانکه مرشد
بنده است یکے از بندگان خدائے تعالیٰ و مخلوقیت از
خلقتهائے وے جل شانه پس درمیان مرشد طالب ناز و
نیاز چه محال بلکه وقتی از اوقات یادر حالے از حالات
بر مرشد لازم میشود آنچناں برگزیده رانازنین سازد و
ہر نعیم ونازکه بحسب شرع است براں اجازت دہد ۔
بداں اے سائل که اگرچه مرشد احوال طالبانرا نشاسد
وبحسب حال شاں کارے نفرماید تا ایشانرا ترقی در
اعمال دیں و پیشی در راه طلب چه طور شود بداں اے
سائل که بدیں وجه ناز طالب با مرشد جائز است راست
گفت ہر که گفت

آنراکه چنیں جمال باشد

بندہ، بندگان خدا کو کیوں دوست نہ رکھے گا۔ اسی طرح اپنے
مکتوب دوم میں بندگی میاں مصطفیٰ فرماتے ہیں۔

خفتہ بیدار شو در کار باش

یعنی تازندہ ملازم عتبہ دلدار باش اے سونے والے
بیدار ہو اور اپنے کام میں، مشغول ہو جا اور جب تک زندہ رہے اپنے
دلدار کی غلامی کر۔ نیز اپنے اکتیسویں مکتوب میں فرماتے ہیں کہ
ارباب طریقت اور اصحاب حقیقت کا اجماع اس بات پر ہے کہ دو
اشخاص کے سوا کوئی اہل ایمان نہ ہوں گے ایک واجد واصل اور
دوسرا طالب صادق جو اپنے کام میں مصروف و پریشان رہے۔ بعد
چند ابیات کے فرماتے ہیں کہ اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ
طالب حق شادمانی کی حالت میں ہو یا غمگین ہو اس کا درگاہ حق میں
تازندہ و نازنین ہونا ممکن ہے اور دوستان خدا اس کے فضل و کرم
سے اس مرتبہ پر پہنچے ہیں اور طالب حق کو اس مرتبہ کو حاصل
کرنے کی ترغیب دیئے ہیں۔ پس اس بات کو سمجھ کہ مرشد بھی
ایک بندہ ہے اور بندگان خدائے تعالیٰ کی طرح مخلوق ہے تو مرشد
و طالب کے درمیان ناز و نیاز کیا امر محال ہے بلکہ اپنے اوقات میں
سے کسی وقت اور اپنے حالات میں سے کسی حال میں مرشد پر
لازم ہے کہ ایسے برگزیدہ کو اپنا نازنین بنائے اور حسب شرع اس
کو نعیم و ناز کی اجازت دے

پس جان اے طالب کہ اگر مرشد طالبوں کے احوال
کو نہ سمجھے اور ان کے حال کے مطابق کام نہ بتائے
تو کس طرح راہ طلب میں ان کی ترقی ہوگی۔ اسی
وجہ سے طالب کا ناز مرشد کے ساتھ جائز ہے۔ کسی
نے خوب کہا ہے

جو کوئی ایسا صاحب جمال ہو

گر نازکنند حلال باشد

ایضا مرتبه واصلان حق تعالی شانه ، بشناس

هرکرا آں آفتاب اینجا بتافت

آنچه آنجا وعده بد اینجا بیافت

بداں اے سائل چرا نباشد این خبردیده یانه که من له المولی فله الکل ومن فاته المولیٰ فاته الکل ایضا قیل الواحد یکفیك من الکل والکل لایکفیك من الواحد

رباعی

یکے بس بود مر ترا از ہمه

بسندت نخود ہر ہمه ازیکے

یکے گویکے جو بیك سوی پو

بیابی ہمه از یکے بے شکے

بدانکه انیست جواب آں سوال وحل آن اشکال فماذا بعد الحق الا الضلال آمنا به بلسان القال وصدقناه بلسان الحال فماذا بعد الحق الا الضلال بداں اے طالب جواب سوال درباب نازیدن طالب بامرشد خود شنیدی اکنوں بیان فرزندیت شنو آنکه گویند که فرزند طالب مرشد این گفتار راہمه کس میدانندو لیکن ماہیت آنرا اقل قلیل میدانند بدانکه این فرزندیت بجہت اوصاف واخلاق است نه بجہت صورت وآں بصحبت وخدمت این طائفه حاصل شود و این نسبت صفت که ولادت دوم است بدیشاں ثابت گرددبقدر امکان طلب باید کرنکه المرعلی دین خلیله یعنی ہرکسے دین آنکس بدارد که دوست ویرا بود اشارت برصحبت اگر صحبت

تواس کا ناز کرنا جائز ہے

نیز واصلان حق کا یہ مرتبہ ہے کہ جس کسی پر یہ آفتاب اپنی روشنی ڈالتا ہے یوں سمجھو کہ ازل میں جو وعدہ اس کو دیا گیا تھا وہ یہاں پاتا ہے

پس جان اے سائل کہ تو نے یہ حدیث دیکھی یا نہیں کہ جس کا مولیٰ ہو اس کے لیے سب کچھ ہے لور جس نے مولیٰ کو کھو دیا وہ سب کچھ کھو دیا۔ نیز فرمایا کہ کل کی بہ نسبت تیرے لیے ایک کافی ہے لورواحد کی بہ نسبت کل تجھے فائدہ نہ دے گا۔ رباعی

تیرے لئے سب سے بڑھ کر وہ ایک ہی کافی ہے لور تو ان سب کے مقابلے میں ایک ہی کو پسند کرے گا پس ایک ہی کی بات کر ایک ہی کو تلاش کر لور ایک ہی طرف جا۔ تو بے شک اس ایک سے سب کچھ پالے گا۔

پس سمجھ کہ اس سوال کا جولب بھی یہی ہے لوران اشکال کا حل بھی یہی۔ ہم لسان قال سے اس پر ایمان لاتے ہیں پس حق کے سوائے کچھ ہے تو وہ گمراہی ہے۔ لور لسان حال سے اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ حق کے سوائے کچھ ہے تو وہ ضلالت ہے۔

اے طالب! اپنے مرشد کے ساتھ ناز کرنے کے بارے میں اپنے سوال کا جولب تو نے پالیا۔ لب فرزندیت کے بارے میں بھی کچھ سن۔ کہتے ہیں کہ طالب مرشد کے فرزند کی حیثیت رکھتا ہے یہ بلت سب لوگ کہتے ہیں لیکن اسکی ماہیت کو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ فرزندیت کا مقام اچھے لوصاف واخلاق سے حاصل ہوتا ہے نہ کہ اچھی صورت سے لور یہ مقام صحبت وخدمت سے حاصل ہوتا ہے یہ دونوں چیزیں اس کو نیا جنم دیتی ہیں بقدر امکان صحبت وخدمت کو طلب کرنا چاہیے۔ المرء علی دین خلیلہ (ہر شخص اپنے دوست کے دین پر رہتا ہے) یہ اس بلت کی طرف

بانیکاں بود وی اگرچه بودنیك گردد -

الصحبة توثر حق است

بابداں کم نشین که درمانی
عین بداست نفس انسانی
صحبت نیك راز دست مده
که و مه به شود زصحبت مه
صحبت باغها بفضل بهار
باد را ہر زماں کند عطار
روغن کنجدی که بودش علم
شدز گلها عزیز نیکو نام

شیخ سعدیؒ شیرازی قدس الله شره العزیز فرمودند

گلے خوشبوے در حمام روزے
رسید از دست محبوبے بدستم
بد وگفتم که مشکی یا عبیری
که از بوے دلآویز تو مستم
بگفتا من گل ناچیز بودم
ولیکن مدتے باگل نشستم
کمال ہمنشیں درمن اثر کرد
وگرنه من ہماں خلکم که ہستم

ازینجاست که میگویندطالب قابل را ازیك روز صحبت کامل چناں فائده حاصل شود که در مجاہده و ریاضت چهل وپنجاه سال

بیت :

محجوب شدی در صحبت خود
خودی بگداز قلندر شو

اشارہ ہے کہ اگر صحبت نیک ملے تو بد آدمی بھی نیک بن جاتا ہے

صحبت کا اثر حقیقت ہے:

برے لوگوں کے ساتھ مت بیٹھ اگر تو ان کے ساتھ بیٹھے گا تو نفس انسانی بہت خراب ہوتا ہے ۔ ان کی برائی کو سیکھ جائے گا۔ اگر نیکوں کی صحبت ملے تو اس کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ چھوٹے لوگ بھی بڑے لوگوں کی صحبت میں بیٹھ کر بڑے بن جاتے ہیں۔ موسم بہار میں باغوں کی صحبت سے ہوا عطر کی طرح خوشبودار ہو جاتی ہے۔ تل کا تیل ایک عام چیز ہے لیکن پھولوں کے ساتھ رکھو تو وہ خوشبودار اور عزیز بن جاتا ہے۔

حضرت شیخ سعدی شیرازی قدس اللہ سرالعزیز فرماتے ہیں :۔

ایک دن میرے محبوب نے حمام میں مجھے خوشبودار مٹی دی تو میں نے اس مٹی سے پوچھا کہ تو مشک ہے یا عبیر ہے کہ تیری خوشبو سے میں مست ہو رہا ہوں ۔ تو مٹی نے کہا کہ میں ناچیز مٹی تھی لیکن مدتوں پھولوں کے ساتھ رہی ہوں تو ان ہم نشینوں کی خوشبو مجھ میں بس گئی، ورنہ میں وہی مٹی ہوں جو نہیں ہوتا

اگر طالب قابل ہو تو مرشد کامل کی ایک دن کی صحبت بھی اتنا فائدہ بخشتی ہے جو چالیس یا پچاس سال کے مجاہدہ و ریاضت میں بھی حاصل نہیں ہوتی :۔

تو خود اپنی صحبت میں شرمندہ و محجوب ہے ۔ خودی کو چھوڑ دے اور قلندری اختیار کر ۔

پس بغیر صحبت کے مرید و طالب کو ہلاکت نصیب

پس لا محاله بے صحبت ایں طائفه مرید و طالب را ہلاک
بود که الشیطان مع الواحد که دیو با تنها بود مرا دآنست
بے تعلیم پیر مرید را اشیطان از راه فائده دوُر اندازد
وبفریبد معاذ الله منه ، وهو عن الاثنین بعید واواز
دوکس دور بود و مشائخ ازینجا مرید انرا صحبتی دائم
فرموده اند واثر صحبت بربیچ عاقل پوشیده نیست
چنانچه بعضے از جانوراں بمثل طوطی که بصحبت و
تعلیم آدمی ناطق گردد بدانکه صحبت را تابش عظیم و
قوتی تمام طائفه که نظر ایشاں دوا بود و سخن ایشاں
شفاء مرضی بود در حضرت حق سبحانه و تعالیٰ حاضر
باشند وبہمه صفات تخلقوا باخلاق الله حاصل کرده
باشند و از دست شیطان و نفس رسته و سرائے ایشاں
مواضع اسرار الهی گشته تعالی شانه ، بداں اے طالب
برائے حصول مقصود خود و بواسطه رسید مطلوب
خویش طالب صادق شده کمر خدمت به بنده جان و تن
و مال وجاه فرزند وخانماں ہمه فدائے ایشاں کن مگر در
سایه ایشاں جان یا بی مثنوی۔

تایکے با یزید بینی فرد
خدمت بایزید باید کرد

بزرگے را پرسیدندکم سنته صحبت مع عثمان انصری
نظر الیه بنظر الغضب و گفت که من صحبت نکرده ام
بلکه خدمت کرده ام علی التحقیق ہمچنیں است ایں
خدمت است نه صحبت ہر چند که صحبت گویند پس
چوں طالب صادق در صحبت ایں طائفه در آید و
مودت حاصل کرد وبتادیب ایشاں و احوال شریف و

ہوتی ہے - الشیطان مع الواحد شیطان تنہا آدمی کے
ساتھ رہتا ہے - مراد یہ ہے کہ تعلیم کے بغیر پیر و
مرشد کو شیطان فائدے کے راستے سے ہٹا دیتا ہے -
اسی لیے مشائخ اپنے مریدوں کو صحبت دایم اختیار
کرنے کا حکم دیئے ہیں اور صحبت کا اثر کیا ہوتا ہے
کسی عاقل سے پوشیدہ نہیں ہے - چنانچہ بعض جانور
مثلاً طوطی آدم کی صحبت اور تعلیم سے ناطق بن جاتی
ہے بہر حال اس طائفہ کی صحبت اور تاثیر بہت بڑی
قوت ہے یہ دواکا کام کرتی ہے اور مریضوں کے لئے
شفاء کا سبب ہے - یہ لوگ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ
کی خدمت میں رہتے ہیں اور تخلقوا باخلاق اللہ کے
مصداق اللہ تعالیٰ کے اخلاق ان میں سرایت کرجاتے ہیں
- اور نفس و شیطان سے نجات پاکر اسرار الٰہی سے واقف
ہوجاتے ہیں - اے طالب اپنے مقصود کے حصول کے
لئے اور مطلوب تک پہنچنے کی خاطر طالب صادق بن
کر کمر خدمت کو باندھ لے اور جان و تن و مال
و جاہ وزن و فرزند اور خانماں کو اس پر فدا کردے
تاکہ اس کے سایہ میں تجھ کو جگہ ملے :۔

توکب تک یہ دیکھتا رہے گا کہ بایزید ایک بے مثال شخص ہیں۔
بایزید کے جیسا ہونے کے لئے بایزید کی خدمت کرنی ہوگی

کسی نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ آپ کی صحبت
حضرت عثمان انصاری سے کیسی رہی تو انہوں نے منہ
پلٹا کر ان کو دیکھا اور فرمایا کہ میں ان کی صحبت میں
نہیں تھا بلکہ خدمت میں تھا - یہ بات متحقق ہے کہ
خدمت ہی کو صحبت کہتے ہیں - پس جب طالب

معانی لطیف بسبب صحبت سرایت کردن گیرد چوں
چراغے نا آفروختہ بصحبت چراغے افروختہ گردد
مسئلہ پیر و مرید حقیقی اینجا محقق گردد و سری کہ
در پیری و مریدی است ایں جا معلوم شود چنانکہ باید
کہ از حسن تالیف بحکم صحبت کہ میان پیر و مرید
است مرید جزء میگرد از اجزاء پیر چنانکہ فرزند را
ولادت حاصل میشود یکے از راہ صورت و دیگر از راہ
صفت از راہ صورت فرزند پدر خود است و از راہ
صفت فرزند پیر خود بدانکہ حضرت عیسیٰ صلوات
اللہ علیہ و سلامہ ، فرمودہ اند لن یلج ملکوت السموات
و الارض من لم یولد مرتین یعنی ہر کہ دوبارہ زائیدہ
نشود در ملکوت آسمان و زمین و ہرگز درنیاید یعنی
چنانچہ در زادن صورت در ملک در آید و عالم ملک را
مشاہدہ نماید کذا در زادن صفت در ملکوت آسمان و
زمین در آید و آنچہ در ملکوت است از اسرار و خزائن
حق تعالی اورا مشاہدہ گردداین را کشف گویند بعدہ
صرف یقین ولادت صفت حاصل شود و بدیں ولادت
صفت مستحق میراث انبیاء علیہم السلام گردد کما قال
علیہ السلام العلماء ورثۃ الانبیاء بداں اے طالب بیان کہ
منکورشد انیست راہ برسیدن میراث انبیاء علیہم
السلام بداں کہ بزرگان فرمودہ اند ہر کہ میراث انبیاء
علیہم السلام نرسیدہ است اوہنوز زادہ نشدہ است
اگرچہ برکمال دانش بود کہ عقل خشک است و بداں در
ملکوت طواف نتواندکرد و در سرایں کائنات مطلع نتو
اند شد و بنور شرع منور نگردد مگر در ولادت

صادق طائفہ لولیاء کی صحبت میں آتا ہے تو ان کی تادیب سے
لوران کے شریفانہ احوال کے اثرات سے طالب کے
حالات بھی بورگانہ کیفیات کے حامل ہوجاتے ہیں ۔
جیسا کہ ایک بغیر سلگا ہوا چراغ ایک روشن چراغ کے
ساتھ رکھ دیا جائے تو وہ بھی روشن ہوجاتا ہے ۔ اسی
طرح ایک حقیقی مرید پیر کی صحبت میں محقق بن جاتا
ہے لور جو رازکہ پیر و مرید کے حسن الفت و صحبت
کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مرید پیر کا جزء بن جاتا ہے ۔
دیگر یہ کہ فرزند کی صورت و صفت جس طرح باپ
کی جیسی ہوتی ہے ۔ اسی طرح مرید میں پیر کی صفت
آجاتی ہے ۔ حضرت عیسیٰ الصلوۃ و السلام نے فرملیا
ہے کہ جو شخص دوبار نہیں پیدا ہوتا آسمان و زمین
کے فرشتوں میں ہرگز داخل نہیں ہوسکتا ۔ یعنی جب
پیدا ہوکر صورت ملک میں آتا ہے تو عالم ملکوت
کامشاہدہ کرتا ہے لور حق تعالیٰ کے اسرلر و خزاین کا
مشاہدہ کرتا ہے اس کو کشف کہتے ہیں ۔ اس کے بعد
یقین کا درجہ حاصل ہوتا ہے لور وہ میرلث انبیاء علیہم
السلام کا مستحق قرلرپاتا ہے ۔ جیسا کہ نبی کریم صلی
اللہ علیہ و سلم نے فرملیا ہے علماء انبیاء کےولرث ہیں
۔ پس جان العزیز کہ میرلث انبیاءؑ کا راستہ بتا دیا گیا
ہے ۔ بزرگوں نے فرملیا ہے کہ جو کوئی میرلث انبیاء
کونہیں پائے تو سمجھ کہ وہ ابھی پیدا ہی نہیں ہوا ہے
اگرچہ کہ وہ صاحب دانش ہو ۔ اس کی عقل خشک
ہوچکی ہے وہ عالم الملکوت کا طواف نہیں کرسکتا لور اس
کائنات کے اسرلر کو نہیں جان سکتا لور شرع کے نور

صفت چنانكه بيانش مذكور شد بداں اے طالب
صادق كه بريں معنى حجت از قرآن است كما قال
الله تعالى ووصينا الانسان بوالليه حملته امه وهنا علىٰ
وهن وفصاله ، فى عامين ان اشكر لى ولوالليك الىّ
المصير وان جاهد اك علىٰ ان تشرك بى ماليس لك به
علم فلا تطعهما وصاحبهما فى الدنيا معروف واتبع
سيل من اناب الىّ ثم الى مرجعكم فانبئكم بما كنتم
تعملون . ابوبكر طلمسانى رحمته الله عليه فرموده
اندا صحبو مع الله وان لا تطيقوه فاصحبوا مع من يصحب
مع الله ليو صلكم بركات صحبته الى صحبته الله تعالىٰ
بداں اے طالب صادق آنكه فرمودند اصحبوا مع الله
معنى انيست كه ہمواره حاضر باشيد بخدائے تعالىٰ
و ہيچ وقتى از اوقاف وحالے از حالات و نفسے از
انفاس غافل مباشيد واگر آں استعداد نداريد تا در
صحبت كسے باشيد كه وے ہميشه بدرگاه جهاں پناه
حاضراست تابه بركت صحبت دى حضورى حق
تعالى حاصل آيد و نشاں ايشاں انيست كه گفت ے

جاں فروشاں بارگاه عدم
خرقه پوشان خانقاه قدم
خورده ام يك پياله اے ساقى
ہرچه باقى است كرده در باقى
معتكف در سرائے راز ہمه
بے نيازان از نياز ہمه

بداں اے طالب صادق انچه بزرگى واحوال دوستان حق

سے سور نہیں ہو سکتا ۔ جیساکہ ملامت صفت میں اس کا
بیان ہو چکا ہے۔ پس جان اے طالب صادق کہ اس معنی میں
قرآن حجت ہے جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہیکہ ہم نے انسان کو
وصیت کی کہ اپنے والدین سے اچھا برتاؤ کرو۔ اسکی ماں وزن پر
وزن اٹھاتی ہے۔ لور دو سال تک اسکو پالتی ہے۔ تو میرا شکر لوا کر لور
اپنے والدین کا لور میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے ۔ اگر وہ یہ
کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ شرک کرے جسکا تجھ کو علم
نہو تو ان دونوں کی اطاعت مت کر لور دنیا میں انکا ساتھ مت
دے لور اطاعت کا راستہ اختیار کر۔ لور تم سب کو میری طرف
لوٹ کر آنا ہے پس میں تم سے بیان کرونگا جو تم کرتے تھے۔ ابو بکر
طلمسانیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کے ساتھ بیٹھو اگر تم سے ایسا نہیں
ہو سکتا تو ان لوگوں کے ساتھ بیٹھو جو اللہ کے ساتھ بیٹھتے ہیں
تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی صحبت کے برکات حاصل کر سکو اصحبوا مع اللہ
کے یہی معنی ہیں کہ ہر وقت حضور خدا میں رہیں لور کوئی بوقت لور
کسی حال میں خدا سے غافل نہ رہیں۔ اگر یہ استعدلو نہو تو کسی کی
صحبت میں رہیں جو ہمیشہ بدگاہ خدلوند میں حاضر رہتا ہو۔ تاکہ اسکی
صحبت کی برکت سے حضور حق حاصل ہو۔ لور ان لوگوں کی پہچان
یہ ہیکہ جیساکہ کسی شاعر نے کہا ہے ۔

بدگاہ عدم میں جان دینے والے
خرقہ پہنے ہوئے قدم کی خانقاہ والے
اے ساقی میں صرف یک پیالہ پیا ہوں
جو کچھ باقی ہے وہ بھی صرف کر دے
وہ سب سرائے راز میں معتکف بیٹھے ہیں
لور سارے جہاں سے بے نیاز ہیں

اے طالب صادق دوستان خدا کے احوال لور تمام

یعنی مرشد خویش وجمیع اولیاء الله ہست گفته میشود
نه که دینداری خود ہر گاه که درحال خود نظر کرده
میشود آه خجالت از دہان می رودوخوف عظیم روے می
نماید گویلکه مرئے بزبان ناگفته است بیت ؎

می خندد روزگار می گرید چرخ
برطاعت و برنماز و بر روزه ما

حق سبحانه تبارك و تعالیٰ بصدقه حضرت
مہدی موعود علیه السلام از عذاب ابدی نجات
دہد و ایمانی بخشدتا زہے سعادت اما بداں لے طالب
بیان فرزندیت مرید شنیدی اکنوں بیان وقت پیوسته
ماندن مرید را در صحبت پیر و وقت جداشدن ازوے
شنو که اجماع است جماعت اہل طریقت را که مرید را
باپیرد و وقت است چنانکه فرزنداں بما درش دو وقت
است یکے وقت رضاع دوم وقت فطام یعنی وقت شیر
خوردن و از شیر جدا شدن اگرچه فرزند صورت در
وقت شیرا خوردن از ما در جدا شود ہلاك شود
ہمچنیں فرزند صفت اگر بوقت پیوستگی از پیر جدا
شود ہلاك گردد بدانکه وقت شیر خوردن و از شیر
جدا شدن از شیر ہمه کس را معلوم است اما شیر
خوردن فرزند صفت دانی چیست یعنی لازم گرفتن
صحبت پیراست و پیر مدت آنرا میداند پس نشاید
مرید راکه از پیر جدا شود مگر بفرمان و دقت جدا شدن
وی از پیر آنست مستعد بذات خود شود آں انگاه بود
که چشم دلٗ وے کشاده گردد و تعریفات و تشبیہات
خداوند تعالیٰ را فہم تواند کرد که هذا من الله تعالی پس

لولیاء اللہ کے حالات بتا دیئے گئے ہیں ۔جب اپنی
دینداری پر نظر پڑتی ہے تو شرمندگی ہوتی ہے لور
خوف عظیم طاری ہوتا ہے۔ گویاکہ یہ بیت ہمارے
حسب حال ہے:۔

ہماری اطاعت و نماز و روزہ پر زمانہ ہنستا لور آسمان روتا
ہے

حق سبحانہ تعالیٰ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے
صدقہ سے عذاب ابدی سے نجات دے لور ایمان
عطا فرمائے لور راہ سعادت پر چلنے کی توفیق دے۔اے
طالب یہاں تک مرید کی فرزندیت کا بیان کیا گیا ۔
اب مرید کا پیر کی صحبت میں رہنے لور اس سے جدا
ہونے کا بیان کیا جاتا ہے ۔ لہل طریقت کا اس امر پر
اجماع ہے کہ مرید کے لئے پیر کی صحبت میں دو وقت
سخت آتے ہیں جیسا کہ بچہ کوماں کے ساتھ دو وقت
آتے ہیں ایک دودھ پینے کازمانہ لور دوسرا دودھ
چھڑانے کا زمانہ ۔ اگر دودھ پینے کے زمانہ میں بچہ کو
ماں سے جدا کردیا جائے تووہ مرجاتا ہے۔اسی طرح وقت
پیوستگی مرید پیر سے جدا ہوجائے تووہ ہلاک ہوجاتا ہے مرید کو
کس وقت جدا کیاجائے پیر بخوبی واقف رہتا ہے جیسا کہ
ماں بخوبی واقف ہوتی ہے کہ بچہ کو کب دودھ سے علحدہ کرنا
چاہیے۔ پس مرید کو چاہیے کہ جب تک پیر کا حکم نہ ہواس سے
جدانہ ہو۔ پیر سے جدا ہونے کا وہ وقت ہے جب کہ مرید اپنے
پاؤں پر آپ کھڑے رہنے کے قابل ہوجائے لوراس کے دل کی
آنکھ کشادہ ہوجائے لور خداوند تعالیٰ کی تعریفات بے نہایت کو
سمجھے لوریقین کرے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے پس

اگر بیش از وقت فطام جدا شود و راه معلول گردد و در دنیا و ہوا باز افتدو آں ہلاک وی بود چنانکه جدا شدن فرزند در وقت شیر خوردن لا فرق بینهما ولیں خود مشاہده است اما کدام نیك بخت را بداں راه دہند و کدام بے دولت را فرود گذارند چنانکه گفت مثنوی ـ

جز توبکه نالم که دگرد اور نیست
وز دست‌تو ہیچ دست بالاتر نیست
آنرا تو رہبری کسے گم نه کند
آنراکه تو گم کنی کسے رہبر نیست

من یهد الله فلا مضل له ومن یضلله فلا هادی له. قطعه ـ

شب تاریك دوستان خدا
می شناسند روز رخشنده
ایں سعادت بزور بازونیست
تانبخشد خدائے بخشنده

اگر شیر خواری کے زمانہ سے پہلے جدا ہو جائے علیل ہو جائیگا یعنی دنیاداری اور ہوا پرستی کا شکار ہو جائیگا اور ہلاک ہو جائیگا۔ شیر خوار بچے اور مرید میں کوئی فرق نہیں۔ یہ سب مشاہدات ہیں کس نیک بخت کو یہ راہ نصیب ہوتی ہے اور کس بے نصیب کو اس راہ سے ہٹادیا جاتا ہے۔ مثنوی ـ

تیرے سوا کس کے در پر آہ وزاری کروں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور تیرے ہاتھ سے اونچا کوئی ہاتھ نہیں۔ جسکو تو سیدھا راستہ بتائے اسکو کوئی بھٹکا نہیں سکتا اور جسکو تو بھٹکادے اسکو کوئی راستہ بتانے والا نہیں۔ اللہ جسکو ہدایت کرے اسکو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسکو وہ گمراہ کرے اسکو کوئی راہ ہدایت پر نہیں لاسکتا۔

قطعہ ـ اندھیری رات میں دوستان خدا ایسے منور رہتے ہیں جیسے دن میں روشنی رہتی ہے۔ یہ سعادت زور بازو سے حاصل نہیں ہوتی تاوقتیکہ اللہ کی عنایت نہ ہو۔

اے طالب چنانکه صحبت ایں طائفه عزیز و دقیق است رعایت آں ہمه از واجبات است چراکه العلم یوخذ من افواه الرجال. امام محمد غزالی را پرسید بدین منزلت چگونه رسیدی گفت ہرآنچه ندا نستم ازاں پرسیدن ننگ نداتم بیت ـ

بپرس ہرچه ندانی که دل زپر سیدن
دلیل راه تو گردد بعز و دانائی

بداں اے طالب که بیان رضاع و فطام صوری و معنوی شنیدی اکنوں بیان کارہائے بندگان خدا تبارك و تعالی و دانش خلائق که از حقیقت دین نادانند دانش مرید ستدی یداں اے طالب کارہائے بندگان حق جل و علا

طالب کو جاننا چاہیے کہ اس طائفہ کی صحبت نہایت عزیز و دقیق ہے اور اس کے سب واجبات کو پورا کرنا پڑتا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے علم لوگوں کی زبان سے حاصل کیا جاتا ہے۔ امام محمد غزالیؒ سے پوچھا گیا کہ آپ علم کی اس منزلت پر کیسے پہونچے تو فرمایا کہ میں جو چیز نہیں جانتا تھا اس کے بارے میں پوچھنے سے شرم نہیں کرتا تھا۔ تو جو چیز نہیں جانتا ہے اس کے بارے میں پوچھ۔ کیوں کہ پوچھنے سے عزت و دانائی کے ساتھ تیرا دل خود تیری رہنمائی کرے گا۔ اے طالب تو نے اب تک رضاع و فطام کے صوری و معنوی حالات سے واقفیت حاصل کی ہے اب ہم بندگان خدا کے کاروبار، دانش خلائق اور

مانند کوه اند و دانش و عقل خلائق بمثل ترازو ۔ صراف پس اگر دراں عقل رکیك اگر خواہند که کوه را سجنده تاچه طور توانند سنجید بدانکه بندگان حق تعالیٰ وقتے از اوقات و در حالے از حالات بخشیة الله تعالیٰ بالمرضات الله تعالی چناں کارے کنندکه خلائق ویرا مجنون پندارند ولا عقل دانند بلکه ویرا ملامت کنند و بدو دشمن شوند و اورا ایذاء رسا نند آرے چرانباشد که المرء عدو لما جهل حق است بداں اے طالب که اینکه گفته شد احتمال نیست بلکه یقین است چنانکه حضرت بندگی میاں سید خوندمیر رضی الله عنه ، در رساله فرموده اند که پس بداں اے عزیز هر که در طلب حق راسخ آید ودر محبت خدائے تعالیٰ صادق باشد آنکس خالی ازملامت خلق نباشد واورا بانواع بلابیاز مآیندو ابتلا کنند کما قال الله تعالیٰ لتبلون فی اموالکم وانفسکم و لتسمعن من اللذین اوتوا لکتاب من قبلکم ومن اللذین اشرکوا اذی کثیرا وان تصبروا وتتقوا فان ذالك من عزم الامور پس برمحب لازم است که صبر کند واز بلا نترسد واز ملامت خلق باك ندارد تا در زمره محبوباں درآید کما قال سبحانه و تعالیٰ فسوف یاتی الله بقوم یحبهم یحبونه اذلة علی المومنین اعزة علی الکفرین یجاهدون فی سبیل الله ولا یخافون لومة لائم ذلك فضل الله یوتیه من یشاء والله واسع علیم. بیت ؎

در عشق یگانه باش واز خلق چه باك

حقیقت دین کے بارے میں کچھ باتیں بتائیں گے بندگان خدا کے کاروبار ایک پہاڑ کے مانند ہیں اور خلایق کی دانش ایک صراف کے ترازو کی مانند ہے۔ عقل رکیک کس طرح ایک صراف کے چھوٹے سے ترازو میں تول سکتی ہے۔ بندہ خدا ہر وقت اور ہر حال میں اللہ سے ڈرتا ہے اور اللہ کی مرضی کے مطابق کام کرتا ہے تو خلایق اسکو مجنوں سمجھتی ہے اور اس پر ملامت کرتی ہے اور اس کی دشمن ہو جاتی ہے اور ایذا پہنچاتی ہے۔ آدمی اپنی جہالت سے دشمن بن جاتا ہے۔ حق ہے۔ جان اے طالب کہ یہ جو کچھ کہا گیا ہے اس میں کوئی احتمال نہیں بلکہ یہ ایک یقینی بات ہے حضرت بندگیمیاںسید خوندمیرؓ اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں "جان اے عزیز کہ جو کوئی طلب حق میں راسخ ہو اور خدائے تعالیٰ کی محبت میں صادق ہو تو وہ ملامت خلق سے خالی نہیں رہ سکتا۔ اور اس کو ہر قسم کی بلا سے آزمایا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اپنے اموال وانفاس سے ازمائے جاؤ گے اور تم اپنے سے قبل کے اهل کتاب سے سنا ہوگا اور مشرکین بہت تکالیف دیں گے۔ اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری کرو تو یہ بات عزم امور سے ہوگی۔ پس چاہیئے کہ تکلیف میں صبر کرے اور بلا سے نہ ڈرے اور ملامت خلق کا خوف نہ کرے تا کہ محبوبوں کے زمرہ میں شامل ہو سکے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "پس اللہ بہت جلد ایک ایسی قوم کو لائے گا جن کو وہ محبت کرے گا اور وہ لوگ اس سے محبت کرینگے وہ مومن کیساتھ منکسر المزاج رہیں گے اور کافروں پر غالب رہینگے۔ اللہ کے راستہ میں جہاد کریں گے اور ملامت کرنیوالوں کی ملامت سے نہیں ڈرینگے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اللہ واسع علیم ہے۔

عشق میں بے مثال ہو جا اور مخلوق سے مت ڈر معشوق میرے

معشوق ترا و بر سر عالم خاك

اگر کسے گویدکه ایں آیات ایذاء که از کفار مومناں را رسیده است برای نازل شده اند نه بر ایذاء مردمان امت تاجواب آنست که بدانکه بندگان خدا را از کفار ہم ایذاء رسیده است واز بعضے مردمان امت ہم ایذاء رسیده است برقصه ٔ حضرت امامؓ حسنؓ و حسینؓ که بحکم الحدیث هما سید الشباب اهل الجنة مخصوصه وبکریمه ندع ابتائنا وابنائ کم منصوص دربلاء کربلا از دست اولاد اصحاب و سائر از مردمان امّت چه شربتها و جفا چشیده اندوچه کوه ہائے عنا کشیده اندایضا وقتے حضرت بندگی میاں سید محمود خاتم مرشد حسین ولایت نبسه ٔ حضرت مهدیؑ و مبشربلسان مبارک حضرت مهدیؑ رایا دکن که تمام گروه حضرت امام علیه السلام بشرف آنجناب قدس سره قبول کردند وعدو الله که ساکن شهر کهنڈیله بود و شخصے شیالی نامی ساکن دولت آباد بود ہر دو کس باذات آنحضرت قدس الله سره العزیز بمثل یزید دشمنی میدا شتند کذا وکذا از اولیاء الله بعضے مرد ماں امت چندانکه مخالفت نموده اند و ایذا رسانینده اند بر اہل علم خافی نیست چانکه گویند که خواجه بایزید بسطامی را بعضے ازعلماء فتواء ضلالت کرده از شهر دو ازده مرتبه اخراج کرده اند باوجود که از اتفاق دینداراں خواجه بایزیدؒ ذاتی اند ایضاً بداں اے طالب تلکه گفتار حق و سخنان راست در بندگان حق تعالیٰ جاری است مخالفت خلق نیز باایشاں جاری است چنانکه شاہنشاه منظر الهٰ حضرت بندگی میاں سید

ساتھ ہے دنیا جہاں سے ہے تعلق ہو جاؤ اور اسپر خاک پڑنے دے

اگر کوئی کہے کہ یہ آیات تو اس ایذا کے بدلے میں ہیں جو کفار مومنوں کو پہنچاتے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بندگان خدا کو بھی کفار ایذا پہنچاتے ہیں اور مردمان امت سے بھی اہل اللہ کو ایذا پہنچی ہے۔ اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کے قصہ پر غور کرو کہ وہ دونوں نوجوان اہل جنت کے سردار ہیں۔ اور نص قرآن سے ان کی فضیلت ثابت ہے۔ کربلا میں اصحاب کی اولاد اور مردمان امت سے ان کو کیا کیا تکالیف نہیں دی گئیں اور کیسے کوہ ہائے ستم ان پر نہیں ڈھائے گئے۔ اسی طرح جب بندگیمیاںسید محمود خاتم المرشد حسین ولایت نبیسہ ٔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام اور مبشر امامؑ کا شرف تمام گروہ نے قبول کیا تو ایک اللہ کا دشمن ساکن شہر کھنڈیلہ اور دوسرا شالی نامی ساکن دولت آباد آپؓ کے دشمن ہوگئے اور مثل یزید آپ سے دشمنی رکھتے تھے۔ انہوں نے حضرت کو ایذا پہنچائی اور یہ بات اہل علم سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ خواجہ بایزید بسطامیؒ کو اسی طرح علماء سوء ضلالت کا فتویٰ دیکر بارہ مرتبہ شہر بدر کروا دیئے تھے حالانکہ اس وقت کے سب دین داروں کا اتفاق اس بات پر ہے کہ خواجہ بایزیدؒ اہل اللہ سے ہیں۔ اے طالب! جاننا چاہیے کہ بندگان حق کی سچی باتیں ہمیشہ رہیں گی اور بندگان حق سے مخالفت بھی ہمیشہ رہے گی گی۔ چنانچہ شاہنشاہ منظر الہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ

خوندمیر رضی الله عنه فرموده اند که تا آنرماں که خلق
ما مخالف اند امید دین ہست و وقتیکه خلق باما مخالف
نشوند معلوم شود که از ما دین رفت بداں اے طالب که
آنحضرت خلیفۂ خلیفته الله است و براں ذات تمام دین
تا آخر نفس قائم بود وایں فرموده ہوشیلر ساختن
است ما پسیناں راپس درینجا ملوا بسیار ہوشیار باید
شدن و در مناجات بودن که حق سبحانه و تعالیٰ
بصدقهٔ آنحضرت مارا بردین ہمواره ثابت دارد و
حضرت بندگیمیانسید قاسم قدس سرة العزیز درحاشیه
منقولات دریں محل نوشته اند که مخالفت خلق ضرر
نیست بلکه زینت دین است و نیز نقلست که بندگی
میاں قاسم قدس الله سره العزیز فرمودند که مارا بر نیك
گفتن خلق یا بربد گفتن نظر بناید کرد در ہرچه
خشنودی خدائے تعالیٰ باشد آں بایدکرد پس بدانکه ہر
که طالب حق تعالیٰ باشد ویرا ہر کاریکه پیس آید
بایدکه بریں نقلیات نظر کرده از روے دیانت عمل نماید
وقتیکه رفتن ایں راه میسر شده فقل الحمد لله علی
ذالك وذالك فضل الله یوتیه من یشاء والله ذوالفضل العظیم
ایضا وجه پسند و عبارت ارجمند در بیان صحبت کرده
میشود اگر تو طالب صادق ہستی تابگوش جاں
بشنوکه دریں موعظه تمام و کمال است بدانکه وعدہائے
حق سبحانه تبارك و تعالیٰ حق اند لاریب فیها آں انیست قال
الله تعالیٰ من کان یرجو لقاء ربه ان اجل الله لات و قوله ،
تعالی من کان یرجو لقاء ربه فلیعمل عملاً صالحاً ولایشرك
بعبادة ربه احداً ایضا کلام قدسی است من طلبنی وجدنی

نے فرمایا ہے جب تک مخلوق ہم سے مخالفت کریگی
سمجھو کہ دین ہم میں باقی ہے ۔ اور جب مخلوق ہم
سے مخالفت کرنا چھوڑ دے تو سمجھ کو کہ ہم میں
دین باقی نہیں رہا ۔ جان اے طالب کہ آنحضرت
خلیفہ ٔ خلیفتہ اللہ تھے اور آپ کی ذلت گرامی پر تمام
دین قائم تھا اور یہ بات جو آپ نے فرمائی ہے ہم کو
ہوشیار کرنے کے لیے ہے اور دعا کرنا چاہیے کہ حق
سبحانہ تعالیٰ آنحضرت کے صدقہ سے ہم کو دین پر
ثابت قدم رکھے ۔ حضرت بندگی میاں سید قاسمؒ حاشیہ
منقولات میں اس بارے میں فرماتے ہیں کہ خلق کی
مخالفت سے کوئی ضرر نہیں بلکہ یہ زینت دین ہے نیز
نقل ہے کہ بندگیمیاسید قاسم قدس اللہ سرہ، فرماتے ہیں کہ ہم کو
مخلوق کے نیک کہنے یابرا کہنے پر نظر نہ رکھنی چاہیے۔بلکہ جس
کام میں خدائے تعالیٰ کی خوشنودی ہووہ کام کرنا چاہیے پس طالب
خداکو چاہیے ان نقلیات پر نظر رکھتے ہوئے جو کام بھی پیش آئے
اس کو دیانتداری سے انجام دے۔ پس کہو کہ اس بات پر اللہ تعالیٰ کا
شکر ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کابڑا فضل ہے اور وہ جس کو چاہتا ہے عطا
کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے ایضاً۔ ایک نہایت پسندیدہ و
ارجمند بات صحبت کے بیان میں کی جاتی ہے اگر تو طالب صادق
ہے تو گوش جان سے سن کہ ان نصیحتوں میں کامل و مکمل ہے وہ یہ
کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے وعدے حق ہیں بے شک اس میں کوئی
شک کی گنجائش نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی اپنے رب کے
دیدار کا طالب ہو تو جان لو کہ اللہ کی وہ گھڑی آنے والی اور اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے۔ جو کوئی اپنے رب کے دیدار کی آرزو رکھتا ہے پس اس کو
چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی اور کو

شریک نہ بنائے۔ نیز کلام قدسی ہے :۔جو کوئی مجھے طلب کرے وہ مجھے پالے گا اور جو مجھے پالے گا مجھے پہچان لے گا۔ جو مجھے پہچان لے گا۔وہ مجھ سے محبت کرنے لگے گا اور جو مجھ سے محبت کرے گا پس میں اس سے محبت کروں گا اور اس کو قتل کروں گا اور یہی اس کی دیت (خون بہا) ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ اور مہدی موعود علیہ السلام کی زبان مبارک سے یہ خبر دی ہے کہ :
۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے اپنے پیٹوں کو خالی رکھو اور کلیجوں کو پیاسے رکھو اور اپنے جسدوں کو لاغر بنادو تاکہ تم اپنے رب کو دیکھ سکو اور مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا آنکھوں کی نماز یہ ہے کہ تم اپنے رب کو دیکھو۔ پس جاننا چاہیے کہ یہ سب حق ہے اور امت پیغمبرؐ اور گروہ مہدی موعودؑ میں دوستان خدا مقتدا و مرشد ہوئے ہیں۔ اور ان کی بزرگی اور کمال میں کوئی شک نہیں۔ جو لوگ ان کے پاس طالب بن کر آئے اور فقیر بن کر رہے ان میں سے اکثر مقصود کو نہیں پہنچے اور ان کو دینی فائدہ بھی حاصل نہ ہوا اور بہت سوں میں سے اقل قلیل ہی کو اصلی فائدہ حاصل ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چند لوگ دین حق کو اختیار کر کے دائرہ میں رہے اور دین مہدیؑ کو اختیار کیا لیکن حدود شریعت محمدیؐ اور حدود متابعت مہدیؑ سے متجاوز ہو گئے اور اپنے مذمومہ صفات کو انہوں نے نہیں بدلا اور طالب صادق کے اخلاق ان میں نہیں پائے گئے پس ایسے لوگوں کو اصلی فائدہ کیسے حاصل ہو سکتا تھا۔ بعض لوگ دائرہ دین میں آئے اور اعمال دینی میں کوشش کیے لیکن جو کچھ انہوں نے کیا اپنی دانش و پندار سے کیا اسی وجہ سے ان میں سے کسی کو بھی فائدہ حاصل نہ ہوا۔ یہ سخن بالکل صحیح ہے اگر کسی کو شک ہو و اس کو چاہیے کہ کتب سلف کا مطالعہ کرے صحبت و مریدی یہ ہے کہ اپنے علم و

عرفنی ومن وجدنی عرفنی ومن عرفنی یحبنی ومن احبنی فاحببته وقتلته ، فانا دیته ، وکذا حق سبحانه و تعالیٰ بزبان محملین خبرداد قال النبی صلی الله علیه و سلم اجیعوا بطونکم واظمواکبادکم و عروا احبسادکم للعکم ترون ربکم کفاحا وقال المهدی الموعود صلی الله علیه و سلم الصلواة العینین فانظرواربکم بدانکه این همه حق است و دوستان خدائے تعالیٰ درامت حضرت پیغمبرؐ و در گروه حضرت مهدی موعودؑ مقتداو مرشد شدند و در بزرگی و کمالیت ایشاں شکے نیست و شبهے نه ومردماں که پیش ایشاں از روے طلب آمده و فقیر شده می ماندندبمه کس بمقصود چرانرسید ندبمه کس را فائده دینی چرا حاصل نشده بدانکه دربسیار کساں اقل قلیل بفائده اصلی رسیدند بدانکه آنهاکه دنیا ترك کرده پیش ذوستان حق تعالیٰ آمدند دریں چند قسم شدند بعضے کساں دین حق اختیار کرده در دائره دین آمدند و رعایت حدود شریعت محمدی و حدہائے متابعت حضرت مهدی علیه السلام ابدی درست نه آمدند وصفات مذمومات خود را بدل نساخته و اخلاق طالب صادق حاصل نه کردند پس بدانکه چنیں کساں را رسیدن بفائده اصلی چوں میسر آیدو بعضے در دائره دین آمدند و براعمال دینی کوشش نمودند و لیکن ہرچه کردند بدانش و پندار خویش کردندبایں سبب ہمه کس بفائده نرسیذند ایں سخن صحیح است ہرا که شك آید ویرا باید که کتب سلف تحقیق نماید چراکه صحبت و مریدی آنست که تمام دانش خودرا گذاشته دانش مرشد

حاصل کند چنانکه در کتاب مقصد الاقصیٰ گفته که کمال خلاصه آدمی در انست که دعوی محققی خود ازسر بنهد وپائے ازحد تقلید بیرون ننهد بداں اے طالب که مرشد دوست دینی است مر طالب را و نفس طالب دشمن طالب است که راه حصول مقصودش گرفته نشسته است چنانکه فرموده اند بیت ؎

ازیں کافر که مارا در نہا داست
مسلماں در جہاں کمتر فتاد است

پس بدان که مرشد آں تدبیر میکند که نفس طالب از میان راه برخیزد و آں چیست بدانکه آں پیروی مرشدان است چراکه ایشان را پیروی صحابه رضی الله عنهم بتعلیم دست بدست رسیده بود و صحابه رضی الله عنهم پیر و حضرت رسول الله ﷺ و حضرت مهدی مراد الله اند پس بدانکه بجز پیروی حضرت محمدین خاتمین نفس دشمن از میاں راه ـ برنخیزد و طالب بمقصود نرسد چنانکه شیخ سعدی قدس الله سره العزیز فرموده اند

خلاف پیمبر کسے ره گزید
که ہرگز بمنزل نخواہد رسید

پس بدانکه برائے دانستن آں پیروی ورسیدن بمقصود تدبیر آنست که دنیا وحب دنیا را بگذارد وجمله اوامر اختیار کند واز ہمه نواہی پرہیز کند و جمیع صفات مذمومات را دور اندازد و تمام صفات محمودات حاصل کند یعنی طالب صادق شده اختیار خود را بدست بنده حق تعالیٰ سپارد و پیش وی برائے حصول

دانش کو چھوڑ کر مرشد سے دانش حاصل کرے۔ جیسا کہ کتاب مقصد الاقصیٰ میں بیان فرماتے ہیں کہ آدمیت کا کمال یہ ہے کہ دعویٰ محققی کو سر سے نکال کر راہ تقلید سے باہر قدم نہ ڈالے۔ اے طالب اس بات کو سمجھ کہ مرشد دینی دوست ہوتا ہے۔ خود طالب اور اس کا نفس دونوں اس کے دشمن ہیں کہ حصول مقصود کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ بیت ؎

اس کافر کی وجہ سے جو ہماری نہاد میں ہے دنیا میں
مسلمان بہت حقیر ہوگئے۔

پس جان لو کہ مرشد ایسی تدبیر کرتا ہے کہ نفس طالب کے درمیان سے اٹھ جاتا ہے مرشد کی پیروی اس لئے ضروری ہے کہ اس کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے دست بدست فیض ملا ہے۔ اور صحابہؓ حضرت رسول اللہ ﷺ اور مہدی موعودؑ سے فیض حاصل فرمائے ہیں پس یہ دشمن نفس خاتمین علیہما السلام کی پیروی کے بغیر راستے سے نہیں ہٹ سکتا اور طالب اپنے مقصود کو نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت شیخ سعدیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

جو کوئی پیغمبر ﷺ کے خلاف راستہ چلے گا
وہ ہرگز منزل کو نہیں پہنچے گا

پس جان لو کہ اس پیروی کو سمجھنے اور مقصود تک پہنچنے کی تدبیر یہ ہے کہ دنیا اور حب دنیا کو چھوڑ دیں اور جملہ احکام خداوندی پر عمل کریں اور جن چیزوں سے خداوند تعالیٰ نے منع فرمایا ہے ان سے پرہیز کریں۔ اور تمام صفات مذمومہ سے دور ہو جائیں اور صفات محمودہ حاصل کریں یعنی طالب صادق بن کر اپنے مقصود کے حصول کے لئے خود کو کسی بندہ خدا کے سپرد

مقصود خود چناں تسلیم شود که جامه در تحت تصرف گاذر و بدانکه اوجا مهارا بانواع وجه پاك میسازد چنانچکه براہل خرد خافی نیست که جامۂ نوکه از نزد حائك می آرد آنرا نبو علیکه می بایست بہمان نوع پاك می سازد و جامہٴ که نام کهنه باشد آنرا بوجہی دیگر و جامه پشمی را بطریق دیگر و جامه ریشمی رابنمطی دیگر بدانکه ہریکے را پلکی می خواہد و از دریدن وضائع شدن محافظت می نماید بداں اے طالب کذا مرشد برائے پاك شدن طالبان را از صفات ممنوعات و مذمومات بنوعها تدابیر میکند و ازہلاکی ایشانرا محافظت می نماید ولیکن ہر طالبے راکه صفقہائے طالب صادق محصول باشندآں کس مرشد خود را دوست خویش پندارد و نصیحت وی را در عمل آرد چنانکه خواجه حافظ قدس سره فرموده اند ؎

نصیحت گوش کن جاناں که از جاں دوست تردارند
جوانان سعادت مند پند پیر دانا را

بداں اے طالب ہر که بدنیوجه در صحبت صادقاں درآید بفضل الله تعالی بمقصود درسد انیست شرائط صحبت نه که مرشد مر طالب خود را چناں فکری دارد که ہم چو کف دست را نگاه و محافظت میکنند و ملاحظه میدارند که مبادا ویرا آسیب رسد یا اند کی ہم سوده شودتا ویرا رد رسد اگر مرشد را ہمیں فکری باد که اگر اورا چیزے نصیحت کنم او بد دل گردد و طالب ہمیشه در ہمیں حال که ہر گاه که اورا نصیحت کرده شود اوراز پیر بد دل و شکوه گیر شود نعوذ بالله من

کریں اور اس کے ہر حکم کی تعمیل میں اپنی گردن جھکادیں اس طرح جیسے کوئی کپڑا دھوبی کے تصرف میں رہتا ہے اور وہ اس کو مختلف طریقوں سے پاک کرتا ہے ۔ اور یہ بات اہل خرد سے چھپی نہیں ہے کہ دھوبی نئے کپڑے کوایک طریقہ سے دھوتا ہے اور پرانے کپڑے کودوسرے طریقے سے اسی طرح جامہ پشمی وجامہ ریشمی کودھونے کے جداجدا طریقے ہوتے ہیں جن کو دھوبی خوب جانتا ہے کہ تاکہ وہ پھٹنے اور ضائع ہونے سے محفوظ رہیں۔ اسی طرح مرد طالبوں کے صفات ممنوعہ و مذمومہ کوپاک کرنے کی تدابیر جانتا ہے اور کرتا ہے تاکہ وہ ہلاک نہ ہوجائیں اور محفوظ رہیں۔ جس طالب میں طالب صادق کی صفات موجود ہوتی ہیں وہ اپنے مرشد کواپنا عزیزدوست سمجھتا اور اس کی ہر نصیحت پر عمل کرتا ہے۔ جیساکہ حافظ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

اے دوست نصیحت کو سن اور اس پر عمل کر۔ کیونکہ جوانان سعادت مند عقل مند بوڑھوں کی نصیحت کواپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔

پس جان اے طالب کہ جو کوئی اس طرح صحبت صادقان اختیار کرے وہ انشاء اللہ تعالیٰ اپنے مقصد کو پہنچے گا اور یہ ہیں شرائط صحبت نہ کہ مرشد اپنے طالب کی ایسی فکر کرے جیسے اپنے کف دست کی کرتا ہے اور محافظت کرتا ہے کہ کہیں ہتھیلی کو تکلیف نہ ہوجائے یا ہتھیلی گھس جائے اور اس میں درد پیدا ہو ۔ چنانچہ ایسی ہی فکر طالب کے ساتھ کرے کہ اگر اس کو کچھ نصیحت کروں تو وہ بددل ہوجائے گا۔ اور پیر کا شکوہ کرنے لگے گا۔ اگر فی الحقیقت طالب کا

ذالک الحال که باچنیں حال چوں حاصل آید طلب ذوالجلال بدانکه احوال طالب در راه حق تعالیٰ چناں باید که ہم سیر گوے میان چوگان ہایا بمثل سنگے که در راه افتاده می باشد یا بمثل خاک یا بمثل آب یا چوں ماہی در دست یا چوں ماه درسیر که ہیچ گو نه خودی وے نماند چراکه بزرگان فرموده اند که خود پرست خدا پرست نباشد و خود بیں خدا بین نباشد چنانکه فرموده اند خدا دیدن کسے را نیست دشوار خدا خواہی خودی خویش بگزار۔ بیت ؎

خاک شو خاک تا بروید گل
که بجز خاک نیست مظہر کل

ایضا ؎ ہرگز نشوی شیر بیابان حقیقت
تا خوار شده چوں سگ بازار نگردی

در استماع ایں طالب را شوق و محبت جل و علا پیدا شود چنانکه حدیث است قال علیه السلام الدین یسر آمنا و صدقنا ؎

آسودگی کیست رنج دیدن
بر وعده دیدن نگارے
عیش است و فراغ و بہجت تام
جاں باختن از براے یارے

بداں اے طالب که اذا خدم خدم حق است

عاشق در راه حق خوں خورده اند
بندگی حق گذاری نگرده اند
لا جرم در بندگی سلطان شدند
مہتر خلق جہاں ایشاں شدند

ایسا حال ہو تو ہم اس حال سے اللہ سے پناہ مانگتے ہیں۔ طالب کو تو چاہیے راہ خدائے تعالیٰ میں ایسا رہے جیسے چوگاں کا گیند یا ایک پتھر کے مانند جو راستہ میں پڑا رہتا ہے یا مثل خاک یا مثل آب یا مثل مچھلی جو کہ ہاتھ میں ہے۔ ماہی یا ماہ جو ہمیشہ سیر میں رہتا ہے۔ اور ان چیزوں میں خودی باقی نہیں رہتی۔ اسی لئے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ خود پرست خدا پرست نہیں ہوتا اور خود بین خدا بین نہیں ہوتا جیسا کہ فرمایا ہے

خدا دیدن کسے را نیست دشوار۔ خدا خواہی خودی خویش بگذار

خدا کو دیکھنا کسی کے لئے دشوار نہیں اگر خدا سے ملنا چاہتا ہے تو اپنی خودی کو چھوڑ دے

ایضاً

تو ہرگز بیابان حقیقت کا شیر نہیں بن سکتا توقتیکہ تو ذلیل و خوار ہو کر بازاری کتے کی طرح (راہ خدا میں) نہ پھرے

طالب میں اللہ جل شانہ کا شوق و محبت پیدا ہونے کے لئے یہ وجوہ بتائے گئے ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ دین بہت آسان ہے۔ آمنو صدقنا

معشوق کے وعدہ دیدار میں رنج برداشت کرنا ہی آسودگی ہے۔ اور معشوق کے لئے جان دے دینے میں ہی عیش و فراغت اور مکمل خوشی ہے۔

اے طالب یہ بات صحیح ہے کہ جب خدمت کرو تو کرتے ہی رہو عاشقوں نے راہ خدا میں بہت تکالیف اٹھائی ہیں۔ اور اس طرح خدمت کا حق ادا کیا ہے۔ بے شک وہ بندگی و خدمت کر کے بادشاہ بن گئے اور زمانہ میں سب سے بزرگ و برتر ہو گئے۔

اے طالب اس بات کو سمجھ لے کہ بندگان خدا پیغمبروں کے تابع

ایضاً بداں اے طالب که بندگان خدائے تعالی
تابع و میراث داران پیغمبران اندو اہل دنیا تابع
ہواء نفس و دنیا محبوب و مطلوب نفس اماره
امابداں که دنیا مطرود از درگاه جهان پناه
است تعالیٰ شانه چنانکه کلام قدسی است یا دنیا
مری علی اولیائی لهذا جمیع انبیاء علیهم السلام
دنیا و حب دنیا ترک کردن فرموده اند کما قال
علیه السلام مابعث الانبیاء قط الا لانفزار الخلق
عن الدنیا الی المولیٰ وسنذکر مذمة الدنیا و مضرتها
ووجوب ترکها فی فصل ترک" الدنیا انشاء الله
الکریم پس بداں اے طالب که، ہمه انبیاء علیهم
السلام مثل حکیمانند در تدابیر دین و کتب
سماوی بمثل خزانه دواہا و کما قال الله تعالی .
ونزل من القرآن ماهو شفاء و رحمة للمومنین .
وخلائق امت بمثل بیماراں پس ایشاں علیهم .از
کتب ہریکے را علاج می کنند کذا ہمه از کتب
ہریکے را علاج می کنند کذا ہمه اولیاء علیهم الرحمته
و مومناں رحمهم الله که تابعان و میراث داروں انبیاء
علیهم السلام ہستند ایشانرا حکم انیست که کلموالناس
علی قدر عقولهم پس ایشاں نیز بآں پیروی ہر یکے
طالب را تدبیر دردین برائے فائده اش بانواع مختلف
میکنند یعنی براندازهٔ طلب واستعداد وی تعلیم دین می
فرمانید چنانچه حکیم ہریك بیمار را تداوی بدواء
مختلف بحسب مرضش میکند بعضے راشیریں و بعضے
را تلخ آنرا که شیریں باید داداگر تلخ دہد ہلاکش
کندو آنرا تلخ باید داداگرشیرین دہد ہم ہلاکش
کند کذا غذاء مختلف می فرماید چوں بعضے رایعنے
نرم و طعام بے نمك وبه بعضے مرغ و پلاؤ پس
اگر خواسته حق جل و علاباشد تا مرض بصحت
بدل گردد وآں بیمار میان چند ایام شفایابدو صحیح

اور انکے ورثہ ہیں اور اہل دنیا ہوا و نفس ہیں اور دنیا ان کی محبوب و
مطلوب ہے۔ دنیا اللہ تعالیٰ جل شانہ کی درگاہ سے مردود کردی گئی
ہے۔ کلام قدسی میں ہے کہ "دنیا میرے دوستوں پر تلخ کردی گئی
ہے۔ لہذا جمیع انبیاء علیہم السلام نے دنیا اور دنیا کی محبت کو چھوڑ دینے کا
حکم فرمائے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء کی بعثت
صرف اسی لئے ہوئی ہے کہ مخلوق کو دنیا سے ہٹا کر مولیٰ کا راستہ بتلایا
۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم آئندہ "فصل ترک دنیا" میں دنیا کی مذمت اور
اسکے نقصانات اور اسکو ترک کرنے کے واجبات کا بیان کریں گے
پس جان اے طالب کہ سب انبیاؑ حکیموں کے مانند ہیں اور کتب
سماوی دواؤں کے خزانہ کے مانند اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
۔ اور ہم نازل کرتے ہیں قرآن سے وہ باتیں جن میں مومنین
کیلئے شفا اور رحمت ہے۔ اور خلائق امت بیماروں کے مانند ہیں پس
انبیاء علیہم السلام اپنی کتابوں سے ہر ایک کا علاج کرتے ہیں اور
سب اولیاء علیہم الرحمہ اور مومنین انبیاء علیہم السلام کے تابعدار و
وارث داران ہیں۔ اور ان کو یہ حکم ہے کہ لوگوں سے
بات کرو تو ان کی سمجھ کا اندازہ کرکے بات کرو پس
اس حکم کی تعمیل میں مرشد اپنے طالب کو اس کی
استعداد و طلب کے مطابق تعلیم دیتے ہیں جیسا کہ
حکیم بیمار کو اس کے مرض کا لحاظ کرتے ہوئے
بعض کو میٹھی اور بعض کو کڑوی دوا دیتے ہیں ۔ اگر
شیریں کے بجائے تلخ اور تلخ کی بجائے شیریں دوا
دیدیں تو مریض ہلاک ہوجاتا ہے ۔ اسی طرح غذائیں
بھی بعض کو نرم غذا اور بعض کو مرغ و پلاؤ کھانے کی
ہدایت کرتا ہے ۔ اگرچہ حق جل وعلا چاہے تو مریض
تھوڑے ہی دنوں میں شفایاب ہوجاتا ہے اور صحیح

البدن شود ولائق عبادت گردد بفضل الله تعالی قال علیه السلام لکل داء دواء فاذا اجیب دواء براء باذن الله پس بداں اے طالب کذا مرشدیکے طالب رابر تخت بنشاند ودیگر برا برزمین ویك رانزدیك خود نبساند و دیگری را درنعلین خاص وعام ویکے را الوان نعمت بخوراند و دیگر را جواری ویکے راگر سنه و تشنه ودارد و دیگری را بارہا بخوراند و بنوشاند ویکے راپوشاك اعلیٰ بپوشاندد دیگر را جا مہابا پیوند بسیار ویکی را کار خیر کند ودیگریرا فرد دارد کذاوکذا ہرچه میکند برائے فنا شدن نفس میکند کسے رابا مرشد سوال نیست برفرموده او اعتقاد درست باید از روئے ... سرور و شادی نه ازروے کلفت و کدورت چنانکه بزرگان ودر محل محبت و اطاعت فرموده اند

اگر شه روزا را گوید شب است این

بباید گفت اینك ماه و پرویں

وانچه اولیك الله رحمته الله علیهم درباب محبت و اطاعت فرموده اند بر اہل علم خافی نیست دریں جارقم نمودن صلاح نیافته موقوف داشته شد ایضا بداں اے طالب چنانکه اقتداء امام در حال نماز برمقتدیاں واجب است ہمچناں اطاعت و اخلاص مرشد برطالبان در دین حق تعالیٰ لازم چراکه ایشاں دانند یاند انند او دوست دینی ایشانست بدانکه اگرچه مقتدی از امام پیش ایستد یا در رکوع و سجود متابعتش ترك کرده تا نماز آن مقتدی چگونه درست شود پس طالب رابايد که چناں نکند که درصفات طالب صادق عمر تمام کند یعنی

البدن ہوکر عبادت کے قابل ہوجاتا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایاہر مرض کیلئے دوا ہے اور جب میں دواکو قبول کرلیتاہوں تواللہ کے حکم سے صحتیاب ہوجاتا ہوں پس جان اے طالب کہ مرشد ایک طالب کو تخت پر بٹھاتا ہے۔ اور دوسرے کو زمین پر ایک کو اپنے نزدیک بٹھاتا ہے اور دوسرے کو خاص و عام کے نعلین کے پاس ایک کو الوان نعمت کھلاتا ہے۔ اور دوسرے کو جوری۔ ایک کو بھوکا اور پیاسا رکھتا ہے اور دوسرے کو بار بار کھلاتے اور پلاتا ہے۔ ایک کو بھاری لباس پہناتا ہے اور دوسرے کو پیوند لگا ہوا پوشاک۔ ایک کا کار خیر کرتا ہے اور دوسرے کو مجرد رکھتا ہے۔ اس طرح جو کچھ مرشد کرتا ہے اس کے نفس کو مارنے کیلئے کرتا ہے ۔ کسی کو مرشد سے سوال کرے کی مجال نہیں۔ اسکے حکم پر اعتقاد رکھنا چاہیے۔ کوئی کلفت و کدورت سے نہیں بلکہ سرور شادی سے یہ سب برداشت کرنا چاہیے جیساکہ محبت واطاعت کے بارے میں بزرگوں نے فرمایا ہے۔ اگر شاہ دن کو کہے کہ یہ رات ہے تو کہنا چاہیے کہ ہاں چاند اور تارے بھی نکلے ہیں

محبت و اطاعت کے بارے میں اولیاء اللہ رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے جو کچھ فرمایا ہے اہل علم سے پوشیدہ نہیں ہے یہاں بتانے کی ضرورت نہیں ۔ جان اے طالب کہ نماز میں مقتدیوں پر امام کی اقتدا واجب ہے اسی طرح طالبوں پر واجب ہے کہ دین حق میں مرشد کے ساتھ اطاعت و اخلاص سے رہیں ۔ خواہ وہ جانیں یا نہ جانیں وہ ان کا دینی دوست ہے اگر کوئی مقتدی امام کی اتباع کو چھوڑ کر امام کے سامنے کھڑا ہوجائے اور رکوع سجود کرنے لگے تو اس مقتدی کی نماز کیسے درست ہوگی پس طالب کو چاہیے کہ طالب صادق کے صفات حاصل کرنے

هیچ وقتے از اوقات و حالے از حالات خلاف آں صفات راجائ نشید و برذات خود روا ندارد بلکه ازانجا ہم پیشی کند اگر طالب را چنیں حال میسر آید فلیقل الحمد لله علی ذالك که چنیں کس بمقصود اصلی رسد بفضل الله تعالیٰ بداں اے طالب که ایں راه حکمت است

کور ہرگز کے تواند رفت راست

بے عصائش کور را رفتن خطاست

ولیکن فرض است بجزادا کردن راست نباید و دیگر راه قدرت قادر قدیم ہم جاری است برحق است خواہد بنده را دریك ساعت بنو ازد مشرك را موحد گرداند و کافر را مسلمان گرداند و منافق را مخلص گرداند فاسق را صالح گرداند اذا اراد الله شیئاً فیقول له کن فیکون آمناو صدقنا۔ بداں اے طالب که عزیز بن محمد نسفی در کتاب مقصد الاقصیٰ در بین صحبت فی فصل پنجم بدیں وجه فرموده اند بدانکه صحبت اثر ہائے عظیم و خاصیت ہائے بسیارد اردہم در بدی وہم در نیکی ہر سالکے که بمقصود رسید و مقصوده حاصل کردے ازاں بودکه بصحبت دانائے رسید وہر سالکے که بمقصود نرسید و مقصود حاصل نکرد ازاں بود که بصحبت دانائے نرسید کار صحبت دانا اثر ہادارد ایں ہمه ریاضت و مجاہدات وایں ہمه آداب و شرائط از جہت آنست که سالك شائسته صحبت دانا شود چونکه سالك شائسته صحبت دانا گشت کار سالك تمام شدائے درویش اگر سالك یکروز بلکه یك ساعت بصحبت دانائے رسید و مستعد باشد و شائستهٔ صحبت دانائے

میں تمام عمر صرف نہ کرے یعنی بعض لوقات یا بعض حالات میں ان صفات سے گریز کرکے پیش قدمی کرے اگر طالب کو بہتر حال نصیب ہوتو اللہ تعالیٰ کا شکر لوا کرے ایسا شخص بفضل خدااپنے مقصود کو پہنچ سکتا ہے لور یہ راہ حکمت ہے

اندھا کس طرح سیدھے راستہ پر چل سکتا ہے

لوراندھے کا بغیر عصا کے چلنا لوی غلطی ہے

لیکن راہ راست پر چلنا فرض ہے لور قادر قدیم کی قدرت کا راستہ بھی ہے جو جاری لور برحق ہے۔ وہ چاہے تو بندہ کو ایک ساعت میں نواز دیتا ہے لور مشرک کو موحد بنا دیتا ہے لور کافر کو مسلمان بنا دیتا ہے منافق کو مخلص لور فاسق کو صالح کردیتاہے۔جب اللہ کسی چیز کا ارادہ کرتاہے تو اس کو فرماتا ہے ہوجا لور وہ ہوجاتی ہے۔ آمنا و صدقنا۔ اسی وجہ سے عزیز بن محمد نسفی کتاب مقصد الاقصیٰ کی فصل پنجم میں "صحبت کے بیان میں" فرماتے ہیں کہ صحبت کے بہت بڑے اثرات ہوتے ہیں خواہ بدی میں ہو خواہ نیکی میں۔ ہر سالک جو اپنے مقصود کو پہنچالور مقصود حاصل کیاتو یہ سبب تھاکہ اس کو پیر دانا کی صحبت ملی تھی لورجو سالک مقصود تک نہیں پہنچالور مقصود حاصل نہ کیاتو سمجھو کہ اس کو پیر داناکی صحبت نہیں میسر آئی تھی ۔پیر داناکی صحبت کابہت سااثر ہوتاہے۔یہ سب ریاضیات و مجاہدات لوریہ سب آداب و شرائط اس لئے کہ سالک پیر دانا کی صحبت کے قابل ہوجائے۔جب وہ پیر دانا کی صحبت کے قابل ہوگیاتو سمجھو کہ سالک کا کام پورا ہوگیا ۔ اے درویش اگر سالک ایک دن بلکہ ایک ساعت

بود بہترا ازاں باشد کہ صد سال بلکہ صد ہزار سال
بریاضات و مجاہدات بخود مشغول بود بے صحبت دانا
وان یوما عند ربک کالف سنة مما تعلون امکان ندارد کہ
کسے بے صحبت دانا بمقصود دررسد و مقصود حاصل
کند اگرچہ مہتعد باشد و بریاضیات و عبادات مشغول
بود الاماشاء اللہ مگر انچہ خواہد خدائے تعالیٰ یعنی
بکرم و فضل خویش نظری بربندہ کندو اورا بے استاد و
بے شیخ راہ بنماید اے درویش یسار کن بصحبت دانا
رسند وایشانرا از دانا ہیچ فائدہ نباشد واین از دوحال
خالی نبودیا آنکہ استعداد ندارد یا طلب نبوداے درویش
چو بصحبت درویشاں رسی باید کہ خاطر مجتمع داری
و سخن کم گوئی و سخن کہ از تونپرسند نگوئی وتا از
تو سوال نکند جواب نگوئی واگر از تو چیزے سوال
کنند و جواب ندانی باید کہ زود تر بگوئی کہ نمی دانم و
شرم نداری واگر جواب دانی جوابی مختصر بافائدہ
بگوئی ودرازنکشی واز درویشاں بطریق امتحان چیزے
سوال نکنی و در بند بحث و مجادلہ نباشی و درمیان
درویشاں تکبر نکنی و درنشستن بالانطلبی بلکہ بالارا
ایثار کنی وچوں اصحاب حاضر باشند و خلوت باشد
باید کہ در خلوت تکلف نکنی و در آداب مبالغہ ننمائی
کہ در چند موضع تکلف نمی بایدکردن کہ بے تکلفی
آزادیست و علامت محبت و مودت است ۔ اے درویش
بدانکہ بے ادبی دربمہ مکاں و زماں حرام است و ہر
موضع ادبی خاص دارد و دراں موضع آں آداب رانگاہ
باید داشت و اگر نگاہ نداری بے ادب باشی مراد آنست

پیر دانا کی صحبت میں رہے تو یہ بات اس سے بہتر
ہے کہ وہ تنہا سو سال یا ہزار سال ریاضات و مجاہدات
میں مشغول رہے ۔ بے شک اللہ کا ایک دن تمہارے
ہزار سال کے برابر ہے جس کی تم گنتی کرتے ہو یہ
ناممکن ہے کہ کوئی بغیر صحبت پیردانا اپنے مقصود کو
پہنچے ۔ اگرچہ کہ وہ مستعد ہو اور ریاضات و مجاہدات
میں مشغول بھی ہو ۔ لیکن اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنے
فضل و کرم سے اس پر نظر لطف فرماتا ہے اور بے
استاد و شیخ اسکی رہنمائی فرماتا ہے۔اے درویش! بہت لوگ پیر
دانا کی صحبت اختیار کرتے ہیں۔ لیکن ان کو کوئی فائدہ حاصل
نہیں ہوتا تو یہ بات دوحال سے خالی نہیں ہے یا تو استعداد نہیں یا
طلب صادق نہیں۔اے درویش اگر تو درویشوں کی صحبت اختیار
کرے تو خاطر جمع رہ اور بات بہت کم کر۔ تاوقتیکہ کوئی تجھ سے
سوال نہ کرے اس کا جواب نہ دے اگر تو اس سوال کا جواب نہیں
جانتا ہو تو فوراً کہدے "میں نہیں جانتا" اور اپنی لاعلمی پر شرم نہ
کر اگر تو جانتا ہو تو مختصر اور پر مغز جواب دے جواب طویل نہ ہو اور
درویشوں کی آزمائش نہ کر اور ان سے کوئی سوال نہ کر اور ان سے
بحث و مبادلہ نہ کر۔ اور درویشوں سے تکبر نہ کر اور ان کے درمیان
اونچے مقام پر مت بیٹھ بلکہ انکساری سے نیچے بیٹھ اور جب سب
اصحاب خلوت میں بیٹھیں تو خلوت میں زیادہ تکلف مت کر اور
ادب میں مبالغہ سے کام نہ لے ۔ چند حالات میں تکلف نہیں
کرنا چاہیے اور بے تکلفی آزادی کی علامت ہے اور اس سے
محبت و مودت ظاہر ہوتی ہے۔ ہر مقام کے ایک خاص آداب
ہوتے ہیں اور اس مقام کا لحاظ کرتے ۔ ادب کرنا چاہیے۔ اگر آداب
کو ملحوظ رکھے تو بے ادب کہلائے گا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ

که در خلوت باید که بااصحاب بے تکلف زندگانی کنی
که اگر تکلف کنی دیگر انراہم تکلیف باید کرد و در
ایشاں بدین سبب گرانبار باشند و درمیان اصحاب باید
که بت پرست نباشی و چیزے را بت خود نسازی
آنچناں که ا صحاب می کنید توہم میکن اے درویش ہر
کاریکه مباح است و در نکردن آں ضرورت نیست
دراں کار موافقت کردن با اصحاب از کرم و مروت باشد
واگر موافقت نکنی بے مروت باشی و ہرکاریکه نه فرض
است و نه ضرورت و نه سبب راحت اصحاب دراں کار
عادت نباید کردن که چوں عادت کنی بت شود و
درمیان اصحاب بت پرست باشی و ترک عادت کردن و
بت شکستن کار مردانست انتہیٰ بدانکه تاثیرات
صحبت اولیاء الله بسیار نوشته اند دریں جابجہت
طول شدن کلام مرقوم نگشته

فصل دوم
در بیان ترک دنیا

بداں اے طالب که در کلام قدسی چنیں حکم شده
است که یا دنیا مری علی اولیائی پس چونکه دنیا
مطرود از درگاه الٰہ العالمین است لہذا درہمه جا در
ہر زماں طلب وے حرام گشته و مذمت آں از ہمه
جا ظاہر و باہر است یعنی در قرآن و احادیث
نبوی و نقول حضرت مہدی صلوات الله علیہما
ابدی قال الله تعالیٰ فاما من طغیٰ و آثر الحیوٰة الدنیا فان
الجحیم ھی الماویٰ و اما من خاف مقام ربه و نھی
النفس عن الھویٰ فان الجنة ھی الماویٰ وقوله تعالی من

خلوت میں اصحاب سے بے تکلف زندگی اگر تکلف
کرے گا تو دوسروں کو تکلیف ہوگی اور درویشوں کے
لئے گرانباری کا سبب ہوگا ۔ اور اصحاب کے درمیان
بت پرست بن کر نہ رہ اور کسی چیز کو اپنا بت نہ
بنالے جو کچھ اصحاب کریں تو بھی وہی عمل کر ۔ اے
درویش جو کام مباح ہو اس کام کو اصحاب کی موافقت
میں انجام دے، یہ کرم و مروت کی بات ہوگی اگر موافقت نہ کرے
گا تو بے مروت کہلائے گا اور وہ کام جو فرض نہ ہو اور بے ضرورت
ہو نیز اصحاب کی راحت کا سبب بھی نہ ہو تو اس کام کی عادت نہ ڈال
لینی چاہیے ۔ اگر عادت ڈال لے گا تو وہ تیرا بت کہلائے گا اور
اصحاب کے درمیان بت پرست مت بن ۔ عادت کو ترک کرنا اور
بت کو توڑنا مردوں کا کام ہے ۔ انتہیٰ جاننا چاہیے کہ اولیاء اللہ کی
صحبت کی تاثیرات بہت ہیں یہاں بوجہ طوالت مضمون نہیں
لکھے گئے ہیں۔

فصل دوم
ترک دنیا کے بیان میں

اے طالب کلام قدسی میں حکم ہے کہ اے دنیا میرے دوستوں سے
دور ہو جا۔ پس چونکہ دنیا مردود بارگاہ الٰہ العالمین ہے تو ہر جگہ اور ہر
زمانہ میں اسکی طلب حرام ہے اور دنیا کی مذمت ہر جگہ اظہر من
الشمس ہے قرآن و حدیث النبوی ﷺ میں نقول حضرت
مہدی موعودؑ میں اس کی مذمت کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :
۔ پس جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو اختیار کیا پس جہنم اسکا
ٹھکانہ ہے۔ اور جو اپنے رب سے ڈر کر اپنے نفس کو خواہشات سے
بچالیا پس جنت اسکا مقام ہے اور جو کوئی دنیا کی کھیتی کا ارادہ رکھتا ہے
اسکو اسکی کھیتی میں اتارا جائے گا۔ اور جو کوئی دنیا کی کھیتی کا ارادہ رکھتا

کان یرید حرث الآخرة نزوله ، فی حرثه ومن کان یرید
حرث الدنیا نوته منها وما له فی الآخرة من نصیب و
قوله تعالیٰ من کان یرید الحیواة الدنیا و زینتها نوف الیهم
اعمالهم فیها وهم فیها لایبخسون اولئك الذین یس لهم
فی الآخرة الاالنار وحبط ماصنعوا فیها وباطل ماکانوا یعملون
وقال النبی صلی الله علیه و سلم مابعث الانبیا قط الا لانفرار
الخلق عن الدنیا الی المولیٰ ایضا قال النبی علیه السلام عرض
علیّ ربی فجعل لی بطحاء مکة ذهباً قلت لایارب ولکن
احببت ان اشبع یوماً واجوع یوماً ایضاً روی عن عائشه
رضی الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ یا عائشه الدنیا لا
ینبغی لمحمد ولا لآل محمد یا عائشة ان الله تعالی لم یرض
من اولی الا العزم الا بصبر عن مکروهها و صبر عن محبوبها
فلهذا قال علیه السلام الدنیا لکم والمولیٰ لی کذا قال الامام
المهدی الموعود علیه السلام الدنیا لکم ایها الکافرون
والعقبیٰ لکم ایها المومنون الناقصون والمولیٰ لی ولمن اتبعنی
کذا بسیار وجه مذمت دنیا اظهر است کما قیل الدنیا حرام
علی اهل الآخرة والآخرة حرام علی ' اهل الدنیا وقال علیه
السلام الدنیا جیفة وطالبها کلاب وقیل الدنیا جیفة الدنیا
کنیفة الدنیا مزبلة کذا وکذا انچه مذ مت دنیا در کتب
علماء اہل تصوف که مرقوم است بر اہل علم خافی
نیست دریں محل مختصر کرده شد . اکنوں مقصود
آنکه در دین حضرت مہدی موعود علیه السلام ترک
دنیا فرض است پس دنیا را بکدام وجه ترک باید نمود
بدانکه بدنیوجهکه اول طالب حق طلب رویه الله در دل
آورده فرموده حضرت مہدی موعودؑ را بالیقین حق

ہے اسکو دنیا ہی دی جائے گی اور آخرت میں اسکا کوئی حصہ نہیں اور
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو کوئی حیات دنیا اور اسکی زینت کا ارادہ رکھتا
ہے اسکو اسکے اعمال کے لحاظ سے حصہ دیا جائے گا اور اس میں کوئی
کمی نہیں کی جائے گی اور انکو آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہ ملے گا
اور انکے اعمال کو باطل قرار دیدیا جائے گا۔ اور نبی کریم ﷺ نے
فرمایا کہ انبیاءؑ کی بعثت صرف اسی لئے ہوئی کہ مخلوق کو دنیا سے
دور کر کے مولیٰ کی طرف لیجائیں۔ نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
میرے رب نے مجھ سے کہا کہ اگر تو چاہے تو بطحاو مکہ کو سونے
سے بھر دوں تو میں نے عرض کیا اے میرے رب میں اس بات
کو پسند کرتا ہوں کہ ایک دن کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں۔ نیز
عائشہؓ سے روایت ہیکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عائشہ دنیا محمدؐ
اور آل محمدؐ کیلئے نہیں ہے۔ نیز فرمایا نبی ﷺ نے دنیا تمہارے
لئے ہے اور مولیٰ میرے لئے اسی طرح امام مہدی موعود علیہ
السلام نے فرمایا اے کافرو دنیا تمہارے لئے ہے اور مومنین
ناقصین عقبیٰ تمہارے لئے ہے اور مولیٰ میرے لئے ہے اور
میری اتباع کرنے والے کیلئے۔ اسی طرح دنیا کی ہر طرح سے
مذمت کی گئی ہے جو اظہر ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے، دنیا حرام ہے
اہل آخرت پر اور آخرت حرام ہے اہل دنیا پر اور نبی کریم ﷺ
نے فرمایا دنیا مردار ہے اور اسکا طالب کتا ہے۔ نیز فرمایا مہدی
موعودؑ نے دنیا مردار ہے دنیا نجس ہے۔ سر گھن ڈالنے کی جگہ ہے
۔ اسی طرح علماء اہل تصوف کی کتابوں میں دنیا کی مذمت
موجود ہے۔ جو اہل علم سے چھپی نہیں ہے۔ یہاں مختصر بیان کیا
گیا ہے۔ یہاں مقصود یہ ہیکہ حضرت مہدی موعودؑ کے دین میں
ترک دنیا فرض ہے۔ سوال یہ ہیکہ دنیا کو کس وجہ سے ترک کرنا
چاہیے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے طالب حق اللہ کے دیدار کی

دانسته تدبیر روزی و اشیاء دنیا که محبوبه نفس اند ترک کند وآں انیست کما اخبر الله تعالیٰ من حب الانسان الی اشیاء حیواۃ الدنیا قوله تعالی زین اللناس حب الشهوات من النساء والبنین و القناطیر المقنطرة من الذهب والفضة والخیل المسومة والانعام والحرث ذالك متاع الحیواۃ الدنیا الایه. در بیان ایں آیت حضرت مهدی ومعود علیه السلام فرموده اند که من ترک هذه الاشیاء فهو مفلح پس طالب را باید بعد ترک اینها باز بریں چیز ہا مائل نشود و محبت ایں چیز ہارا در دل جائے ندہد چراکه دل یکست در بطن انسان و دریك شی دو چیز را گنجائش نبود بیشك قال الله تعالیٰ ماجعل الله لرجل من قلبین فی جوفه چونکه محبت حق تعالیٰ در دل قرار گیرد حب دنیا راجائے نماند واگر حب دنیا را در دل جائے دہد تا محبت حق تعالیٰ در دل چوں سرایت کند چنانکه فرموده اند دریك دل دو اندیشه درنگنجد ازمرکب بشریت پیاده شوکه در مجلس شاہاں خرنگنجد پس دیگر آنکه تدبیر رزق بالکلیه منقطع کند یعنی کسب روزی من کل الوجوه ترک نماید و باکسے سوال نکند وبدانکه سوال برسه وجه است یکے سوال بزبان است دوم سوال بفعل و سیوم سوال بحال پس طالب را ایں ہر سه سوال نیز ترک باید کرد و درخانه اہل فراغ نرو دواز آنہا الفت و محبت ندارد چراکه حضرت امام مهدی موعودؑ فرموده اندکه ہرکه بخانه اغنیاء رود وازیشاں الفت و محبت دارد از آں من نیست وازاں

طلب کا شوق دل میں پیدا کرے اور فرمان مہدی موعودؑ کو بایقین حق سمجھ کر تدبیر روزی اور اشیاء دنیا جو نفس کے محبوب ہیں۔ ترک کردے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ انسان حیواۃ دنیا کے اشیاء کو دوست رکھتا ہے۔ جیسا کہ قرآن میں فرمایا ہے۔ شہوت کی خاطر عورتوں سے محبت، اولاد، سونے چاندی کے ذخیرے سواری کے جانوروں کے جھنڈ اور دوسرے چوپائے اور کھیتی وغیرہ سب لوگوں کی زینت و تفاخر کے اسباب ہیں اور یہی حیات دنیا کی متاع ہے۔ اس آیت کا بیان کرتے ہوئے حضرت مہدی موعودؑ فرمائے ہیں کہ جس نے ان اشیا کو ترک کردیا اس نے فلاح پائی۔ پس طالب کو چاہیے کہ ان چیزوں کو چھوڑ دینے کے بعد دوبارہ انکی طرف مائل نہ ہو اور ان چیزوں کی محبت کو دل میں جگہ نہ دے۔ انسان کے ایک دل میں دو چیزوں کے رکھنے کی گنجائش کہاں ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ہم نے انسان کے سینہ میں دو دل نہیں بنائے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں قرار پالے تو دنیا کی محبت کے لئے جگہ کہاں ہوگی جب اللہ تعالیٰ کی محبت سرایت کرجاتی ہے تو فرماتے ہیں ایک دل میں دو اندیشہ سما نہیں سکتے بشریت کے اس مرکب کو چھوڑ کر پیادہ چل کیونکہ شاہوں کی مجلس میں گدھا کیسے جاسکتا ہے دیگر یہ کہ تدبیر رزق کو بالکلیہ قطع کردے یعنی کسب روزی کے ہر راستہ کو ترک کردے اور یہ بات سمجھ لے کہ سوال تین طریقہ کے ہوتے ہیں۔ ایک سوال زبان سے ہوتا ہے۔ دوسرا فعل سے تیسرا سوال حال سے۔ طالب کو چاہیے کہ ان ہر سہ سوالوں سے گریز کرے اور اہل ثروت کے گھروں کو نہ جائے اور ان سے الفت و محبت نہ رکھے کیونکہ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام فرمائے ہیں کہ جو کوئی اغنیا کے گھر کو جائے اور ان سے دوستی رکھے وہ مجھ سے نہیں

محمد نیست وازان خدا نیست بدانکه در ابتداء صورت ترک دنیا انیست و در انتہا صورت ترک انیست که وجود خود را ترک کند چراکه ہمیں وجود راکه نقد ہستی طالب است حضرت رسول الله و حضرت مہدی مراد الله ﷺ این را دنیا فرموده اند چنانچه شخصے حضرت رسالت پناه ﷺ عرض نمود که ما الدنیا یا رسول الله قال علیه السلام دنیاك نفسك اذا فینتها فلا دنیا لك ۔ کذا حضرت مہدی موعود صلی الله علیه و سلم فرموده اند که وجود حیوة دنیا کفر است یعنی زیستن بجاں که آنراہستی و خودی گویند و ہر چیز یراکه در کتاب الله متاع حیات دنیا نام کرده اند چنانچه زنان و فرزندان و اموال و حیوانات و زراعات و عمارات و ملبوسات و ملکولات و جزآں ہر که ایں اشیاء را محب و مرید باشد و بدین مشغول گردد او کافر است واگر کسے باوی صحبت کند یا خانه اوبرود یا الفت و محبت دارد از آں مہدی علیه السلام نیست و ازان نبی علیه السلام نیست و ازان خدائے نیست تعالی شانه کما قال الله تعالیٰ زین للناس الی آخر الآیته وبدانکه خلیفه خلیفة الله بدر المنیر بندگی میاں سید خوندمیر رضی الله عنه در رساله خود فرموده اند

نقد ہستی محوکن در لا اله
تابیابی دار ملك بادشاه

ایضاً از آں حضرت رضی الله عنه

خدا از عابداں آنرا گزیند
که در راه خدا خود رانه بنید

ہے اور محمدؐ سے بھی نہیں ہے اور خدا سے بھی اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ تو ترک دنیا کی ابتدائی صورت ہے اور انتہائی صورت یہ ہے کہ اپنے وجود کو جو نقد ہستی ہے ترک کردے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ اور حضرت مہدی موعود اسی کو دنیا فرمائے ہیں ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور سوال کیا دنیا کیا چیز ہے یا رسول اللہ ﷺ تو حضورؐ نے فرمایا تیری دنیا تیرا نفس ہے۔ جب تو نے اسے فنا کر دیا تو پھر تیرے لئے دنیا نہیں رہی اسی طرح حضرت مہدی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حیات دنیا کا وجود کفر ہے یعنی جان سے جینا کہ اسے ہستی اور خودی کہتے ہیں اور ہر چیز جسے قرآن شریف میں دنیا کی پونجی کا نام دیا گیا ہے جیسے عورتیں 'اولاد' مال' جانور' کھیتی باڑی' عمارتیں' لباس اور غذائیں وغیرہ جو شخص ان چیزوں کا طلب گار اور چاہنے والا ہو اور ان چیزوں میں مشغول رہتا ہو وہ کافر ہے اور اگر کوئی شخص اس کی صحبت میں رہتا ہو یا اس کے گھر آتا جاتا ہو یا اس سے الفت و محبت رکھتا ہو وہ شخص بھی مہدی علیہ السلام کی آن سے نہیں ہے اور حضرت نبی علیہ السلام کی آن سے بھی نہیں ہے اور خدائے تعالیٰ کی آن سے نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لوگوں کے لیے زینت دی گئی ہے۔ الخ۔ اور معلوم کرو کہ خلیفۃ اللہ کے خلیفہ بدر منیر بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے رسالہ میں فرمایا ہے کہ

اپنی ہستی کی پونجی کو لاالہ میں فنا کردے تاکہ تجھے بادشاہ کے ملک کا گھر ملے۔

ایضاً حضرت رضی اللہ عنہ یہ بھی فرمایا ہے کہ خدا اپنے عبادت گزاروں میں سے اس کو پسند کرتا ہے جو خدا کی راہ میں خود کو نہیں دیکھتا۔ اور اسی طرح تمام

کذا اقرار ہمه روندگان راه حق و جویندگان ذات مطلق
که بهره مند از فیض ولایت اند ہمیں است که طالبرا
ہیچ چیز زیاں کارتر از خودی وی نیست چنانچه
فرموده اند بیت

نسیان وجود مغز دین است
اجماع محققاں برین است

و حضرت بندگی میاں مصطفیٰ در مکتوب سیوم در
بیان ترك دنیا کردن ابراہیم ادهم رحمته الله علیه
فرموده اند که چوں دانست که باوجود دران عالم نتواں
رسید و باشعور دین عالم جمال آں چهره نتواں دید کل
شئی هالك الا وجه برخواند چنانکه لزو دروی ہیچ
نماندالی آخر المکتوب ۔ پس برائے دفع شدن علت
وجود علاجی چیست بدانکه علاج انیست که اول
صفات مذمومات که حب دنیا و مال و جاه ۔ و حقدو
حسد و کبر و بخل وما نند آن ترك باید کرد و صفاتے که
محمودات است ہمه اختیار یعنی حاصل باید کرد
چنانچه توبه و زہد و توکل و رضا وتسلیم و تفویض و
حلم و مروت مانند آں ۔ ایضاً بداں که بندگی میاں
مصطفی قدس سره در مکتوب یاز دہم برائے تبدیل
احوال خوش تدبیر و نموده اندوطالبانرا ترغیب نموده
اند چنانکه گفته اند

۱ تو اے خواجه اگر دیندار مردی
چرا از بهر لقمه خوار گردی
۲ چرا دعوای بے معنی نمائی
اگر ہستی تو مرد پارسائی

حق کے راستہ میں چلنے والوں اور ذات مطلق کے ڈھونڈنے
والوں جو فیض ولایت سے بہرہ مند ہیں کا اقرار یہی ہے کہ طالب
کے لیے کوئی چیز اپنی خودی سے بڑھ کر نقصان رساں نہیں ہے
جیساکہ فرمایا ہے

دین کا مغز اپنے وجود کو بھول جانا ہے
محققوں کا اسی بات پر اجماع ہو گیا ہے

اور حضرت بندگی میاں مصطفیٰ رحمتہ اللہ علیہ اپنے
تیسرے مکتوب میں حضرت ابراہیم ادھم رحمتہ اللہ
علیہ کے ترک دنیا کے بیان میں فرماتے ہیں کہ جب
انہوں نے جان لیا کہ اپنی خودی کے ساتھ اس عالم
میں نہیں پہنچ سکتے اس دنیا کے شعور کے ساتھ اس چہرہ کا جمال
نہیں دیکھ سکتے۔ ہر شئے ہلاک ہونے والی ہے سوائے
اس کے چہرے کے یہ سبق پڑھ لیا اس طرح کہ ان میں ان کا
میں پن نہیں رہا پس وجود کی بیماری دور کرنے کا کیا علاج ہے جان
لے کہ علاج یہ ہے۔ پہلے برے صفات یعنی دنیا، مال، عزت کی
محبت، کینہ، دشمنی، حسد، تکبر، کنجوسی وغیرہ کو ترک کرنا چاہیے اور
اچھے صفات کو اختیار حاصل کرنا چاہیے۔ مثلاً توبہ، پرہیزگاری،
رضا، تسلیم، تفویض، حلم، مروت وغیرہ ایضاً جان لے کہ بندگی
میاں مصطفیٰ قدس سرہ اپنے گیارہویں مکتوب میں احوال کی
تبدیلی کے لیے ایک اچھی تدبیر بتاتے ہیں اور طالبان حق کو
ترغیب دیتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

۱۔ اے خواجہ اگر تو دین دار مرد ہے تو ایک
لقمہ کے لئے کیوں اتنا ذلیل ہو کر پھرتا ہے
۲۔ اگر تو مرد پارسا ہے تو کیوں بے معنی
دعویٰ کرتا ہے

٣	بزعم خویشتین مغرور گشتی زنور باطنی بس دور گشتی	۳۔	تواپنے زعم باطل میں مغرور ہو گیا ہے اور نور باطنی سے دور ہو گیا
٤	ترا خود از غم تو راه برداشت بوادی مہا لکہات بگذاشت	۴۔	تجھ کو اس دنیا کا غم راستے سے ہٹادیا ہے اور مہلک ولوی میں تجھ کو پھینک دیا ہے
٥	ہلا اے مرد زیرك پند بشنو طریق خویش رابشناس ومیرو	۵۔	اے ہشیار آدمی اس نصیحت کو سن اپنے راستہ کو سمجھ اور اس پر گام زن ہو
٦	ہوا بگذار اگر مرد خدائی خدا خواہی گزیں ازخود جدائی	۶۔	اگر تو مرد خدا ہے تو خواہشات کو چھوڑ دے اگر خدا سے ملنا چاہتا ہے تو خود سے جدا ہو جا
٧	گریز از اہل دنیا اے خرد مند که انگه سود مند آید ترا پند	۷۔	اے عقل مند اہل دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر اور اسی وقت تجھ کو یہ نصیحت فائدہ دے گی
٨	زباں بر بند از بے ہودہ گفتن رہا کن عادت بسیار خفتن	۸۔	بے ہودہ گفتگو سے اپنی زبان کو بند کر لے اور زیادہ سونے کی عادت چھوڑ دے
٩	چه جائے خواب باشد اے جوانمرد دل مردان دیں باید پر از درد	۹۔	اے جواں مرد یہ سونے کا کیا مقام ہے مردان دین کا دل تو درد سے بھر لرہنا چاہیے
١٠	دمے آسودہ بودن اندرینجا سفاہت می شمر اے راہ پیما	۱۰۔	اے راستہ چلنے والے اس مقام پر تھوڑی دیر بھی آسودہ بیٹھنا بے وقوفی ہے
١١	رہے دور است مرکب لنگ باتو ترا خود فرض آمدجنگ باتو	۱۱۔	راستہ دور ہے اور تیرا مرکب لنگڑا ہو چکا ہے اور تجھ پر خود اپنے ساتھ کشمکش کرنا فرض ہو گیا ہے
١٢	تو نادانی و دشمن درکمین است یکے در دراه تو دشوار این است	۱۲۔	تو نادان ہے اور دشمن تیرا پیچھا کر رہا ہے اور یہ بات تیرے راستے میں بہت دشوار ہے
١٣	شب تار و بیاباں بس خطرناك بہشیاری بروے مرد چالاك	۱۳۔	رات اندھیری ہے اور بیابان خطرناک ہے اے مرد چالاک بہت ہشیاری سے جا
١٤	خرد مند انجود اندیشه میکن نیاز و درد مندی پیشه میکن	۱۴۔	اے خرد مند اپنے آپ کی فکر کر اور نیاز و دردمندی کو اپنا پیشہ بنا لے
١٥	مسافر سست منزل دور ہے ہے	۱۵۔	افسوس! کہ مسافر سست ہے اور منزل دور ہے

دگر ہمراہ ایں پر زور ہے ہے

اور ہمراہی یعنی نفس بہت طاقتور ہے

١٦ جوانمرد ادم اخلاص می زن
نہال عجب را از بیخ برکن

١٦۔ اے جواں مرد اخلاق کا دم بھر اور غرور کے پودے کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دے

١٧ بسے رہرو جواں ینجا گشت ہالك
ریاء و عجب قید پاے سالك

١٧۔ یہاں اس راستے پر چلنے والے بہت سے ہلاک ہو چکے ہیں، ریاکاری اور غرور سالک کے پاؤں قید کی زنجیر کی مانند ہیں۔

١٨ ہر آنکو دید خوؔدر اگشت ابلیس
مبیں خود را ہلکن زرق و تلبیس

١٨۔ جو خودبین ہوتا ہے وہ ابلیس ہو جاتا ہے غرور جھوٹ اور نفاق کو چھوڑ دو

١٩ ہمیں آئین اہل رسم و عادت
نمودن خلق را زہد و عبادت

١٩۔ رسم و عادت والوں کا یہی طریقہ ہے کہ وہ ریاکاری کرتے ہیں اور مخلوق کو اپنی زہد و عبادت بتاتے ہیں

٢٠ تو زیں آئیں خدا کن اے جوانمرد
کن آلودہ خود ازیں چنیں گرد

٢٠۔ تو ان کے اس آئین سے پرہیز کر اور اس کی گرد بھی اپنے جسم پر نہ لگنے دے

٢١ ریاء و عجب چوں زہریست قاتل
ہلا ہشیار باش اے مرد عاقل

٢١۔ اے مرد عاقل ہوشیار ہو جا کہ غرور اور ریاکاری زہر قاتل ہے جو تیری جان لے لیتا ہے

٢٢ بغفلت کے تواں در راہ رفتن
ببغل گندہ پیش شاہ رفتن

٢٢۔ تو غافل بن کر اس راستے سے کیسے جا سکتا ہے اور بدبودار جسم سے بادشاہ کے حضور میں کس طرح جائیگا

٢٣ بہشیاری سفر کن اندریں راہ
شوی از جملہ خاصان درگاہ

٢٣۔ اس راستہ میں بہت ہشیاری سے سفر کر تاکہ تیرا شمار خاصان درگاہ میں ہو جائے

٢٤ یقیں میداں کہ باپندار ہستی
نخواہی یافت بوے حق پرستی

٢٤۔ اس بات کو یقینی سمجھ لے کہ غرور و پندار جب تک تجھ میں رہیگا تجھ کو حق پرستی کی بو بھی نہیں لگے گی

٢٥ رواں شو در رہ تقدیر یك چند
بتسویلات نفسلنی مشو بند

٢٥۔ یہ تیرے مقدر کا راستہ ہے اس پر چلتے رہ اور نفسانی افتراپردازیوں اور بے ہودہ باتوں میں مت الجھ

٢٦ اگر خواہی بدست آری تویاری
ترا با خویشتن باید کار زارے

٢٦۔ اگر تجھے اس یار کو پانا ہے تو تجھ کو اپنے آپ سے جنگ کرنی ہوگی

٢٧ اگر کارے بگفتارے شدے بے راست
نبایستے ترا از خوشتین خاست

٢٧۔ اگر کام صرف گفتگو سے سیدھا ہو جاتا تو تجھ کو اپنی جگہ سے اٹھ کر کوشش نہ کرنی پڑتی

۲۸ ولیکن کار در رفتار آمد
ازاں برہم چو تو دشوار آمد
۲۹ ہمه خلقاں سوے گلبن دویدند
اگر گلہا ہمه بے خار دیدند
۳۰ درون خانه تو انگبین است
ولے بانیشہا مشکل ہمیں است
۳۱ چراکس از سفرمستی نمودے
مقام گنج اگر بے مار بودے
۳۲ تو خود نزدیك دشواری نیائی
بروزیں ره که ایں ره رانشائی
۳۳ یکے بشنو اگر در تو کری نیست
خیال عشق باتن پروری نیست
۳٤ بدعواہاے بے معنیٰ چه نازی
کجاتن پروری کو عشق بازی
۳٥ رہا کن وادی پندار ہشدار
بنادانی مشو مغرور زنہار

رحم الله من انصف و صلی الله علیٰ خلقه محمدین و آلهما اجمعین بداں اے طالب که تغیر مزاج و تبدیل اخلاق و احوال میسر نیاید مگر بفضل و کرم وجود و عطاء حضرت واہبالعطیات اله العالمین تعالی شانه پس بداں اے طالب که فضل حق چوں دانسته شود بدانکه ہر بندہراکه پیروی حضرت محمد رسول الله و حضرت مہدی مراد الله صلی الله علیہما و سلم داده شده بروی فضل حق جل و علاء است پس بدانکه محض عطا که ہست آں از اختیار بنده بیرون است و براے حصول ایں

۲۸۔ لیکن کام اب چالو ہو گیا ہے لیکن دشوار اور محنت طلب ہے
۲۹۔ اگر پھولوں کو کانٹے نہ ہوتے تو سب لوگ پھول باغ کی طرف بھاگتے تھے
۳۰۔ تیرے مکان میں بھی شہد ہے لیکن مکھیوں کی نیش کا خوف ہے
۳۱۔ اگر خزانہ کے مقام پر سانپ نہو تا تو کون شخص وہاں تک پہنچنے میں سستی کرتا
۳۲۔ تو خود اسکی دشواری کو سمجھکر اسکے قریب نہیں آرہا ہے تو اس راستہ سے ہٹ جاکہ تو اس راستہ پر چلنے کے قابل نہیں ہے
۳۳۔ اگر تو بہرا نہیں ہے تو میری بات سن کہ عاشق کو تن پرور نہیں ہونا چاہیے
۳۴۔ ان بے معنی دعووں پر کیا فخر کیا ہے تن پروری کہاں اور عشق بازی کہاں
۳۵۔ اس وادی پندار سے اپنے آپ کو آزاد کرلے اور غرور و تکبر نہ کر

اللہ رحم کرے اس پر جو انصاف کرتا ہے اور درود و سلام ہو محمدین اور ان کی آل پر ۔ اس بات کو بہ خوبی سمجھ اے طالب کہ مزاج میں تغیر اور احوال و اخلاق کی تبدیلی اس وقت تک میسر نہیں ہوتی جب تک حضرت واہب العطیات الہ العلمین کا فضل و کرم اور جود عطا نہ ہو فضل حق کی پہچان یہ ہے کہ بندہ کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور مہدی مراد اللہ کی پیروی کی توفیق حاصل ہوتی ہے اور یہ توفیق و عطا بندہ کے اختیار

معنیٰ یعنی آں پیروی بندہ را مخیر گردانند انو برائے
آں کسب فرمودہ اند پس بداں اے طالب تلکہ طالب را
صفات طالب صادق حاصل نشود پیروئے حضرت
محمدین خاتمین صلی اللہ علیہما و سلم ہم معلوم نگردد
شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرموند اند

محال است سعدیؒ کہ راہ صفا
تواں رفت جز درپے مصطفی
خلاف پیمبرؐ کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

وشرف اطاعت آنحضرت ﷺ انیست کہ من اطاع الرسول فقد اطاع اللہ وکذا شرف حضرت مہدی موعود علیہ السلام در کتب سلف مرقوم است کہ من اطاعہ فقد اطاع اللہ ومن عصاہ فقد عصی اللہ پس بداں اے طالب کہ برائے حصول آں پیروی بزرگ کہ برائے رسیدن بایمان واسطہ ایست تدبیر انیست کہ ازروے صدق و دیانت طالب صادق شدہ عزت و لذت دنیاوی تمام از ذات خویش دور اندازد و کمر از یقین بربندد و قدم ہمت در راہ طلب مردانہ واربنہد و امیدوار برحمت حق تعالیٰ کہ رحمن و رحیم است شود کہ حکم اینچیں‌شدہ است در کلام قدسی سبقت رحمتی علیٰ غضبی با ایں صفات موصوف شدہ وہمہ اوصاف اختیار نمودہ بدست بندہ خدا (خود را) بسپار واز روے اخلاص و شادمانی نہ از کلفت و کدورت نعوذ باللہ من ذالك بداں اے طالب کہ بندہ خدائے تعالیٰ دردین خدائے تعالیٰ واسطہ و وسیلہ است مرطالبانرا پس بدانکہ بجز واسطہ ووسیلہ یعنی

سے باہر ہے لور اس پیروی کے حصول کے لیے بندہ کو مخیر ہونا چاہیے اسی لئے اس کو کسب کا حکم دیتے ہیں ۔ طالب صادق کے صفات حاصل کرنے کے لئے نبی کریم ﷺ لور مہدی موعودؑ کی پیروی لازم ہے جیساکہ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

اے سعدی راہ صفا پر چلنا بہت مشکل ہے
مصطفیٰ کی پیروی کے بغیر اس راستہ پر نہیں
چل سکتے۔ جو کوئی پیمبر ﷺ کے خلاف
راستہ پر چلتا ہے وہ ہرگز منزل کو نہیں پہنچ سکتا

آنحضرت ﷺ کی اطاعت کا شرف یہ ہے کہ جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی پس اس نے اللہ کی اطاعت کی لور اسی طرح حضرت مہدی موعودؑ کی اطاعت کا شرف سلف کی کتابوں میں اس طرح مرقوم ہے کہ جس نے اس کی پیروی کی پس اس نے اللہ کی پیروی کی لور جس نے اس کی نافرمانی کی پس اس نے اللہ کی نافرمانی کی جان اے طالب کہ اس بزرگ پیروی کا ذریعہ ایمان ہے لور اس کی تدبیر یہ ہے کہ صدق و دیانت کے ساتھ طالب صادق بن کر عزت و لذت دنیوی کو اپنی ذات سے نکال کر باہر پھینک دے لور یقین و پختہ ارادہ کے ساتھ راہ طلب میں ہمت سے قدم رکھ لور حق تعالیٰ رحمان ور حیم کی رحمت کا امیدوار بن کہ ایسا ہی حکم ہے کلام قدسی میں ہے میری رحمت کو میرے غضب پر سبقت حاصل ہے۔ ان صفات سے موصوف ہو کر اپنے تمام اختیارات کو کسی بندہ خدا کے سپرد کردے لور اخلاص و شادمانی سے نہ کہ کلفت و کدورت سے (نعوذ باللہ من ذالک) اس کا ہو جا۔ اے طالب اس بات کو جان لے کہ طالبوں کے لئے دین کے راستہ میں بندہ خدا ایک واسطہ لور وسیلہ ہے۔ اس واسطہ و وسیلہ

بجز تعلیم بندہ خدائے کہ خود پیش کسے دوست حق
جل و علا تعلیم گرفتہ باشد پیروی حضرت محمدین
خاتمین صلی اللہ علیہما و سلم . محال شدن محاصل
است چنانکہ بندگیمیانسید قاسم قدس سرہ در رسالہ
ماہیتہ التقلید مبینا بتفصیل شرع و تقلید و انواع
سوالات و جوابات است شرف و ترتیب صحبت
فرمودہاند ازحوالہ تفسیر نیشاپوری و تفسیر
رحمانی و تفسیر بیضاوی ذکر تحت قولہ تعالیٰ فہدی
اللہ اللذین آمنوا لما اختلفوا فیہ ای بلا دلیل نقلی ولامعلم
بشری اما بعد از تصدیق ذات اوہیچ مخلصے بجز
تقلید وے چارہ نیافت و ہرگز برسخن وے دلیل
جستن برخود رو اند اشت وایں طریق طالبی و
مرشدی جمیع اولیاء اللہ کہ افضل مشائخ
طریقت و اہل حقیقت ومعرفت اند تا قیامت جاری
داشتہ اند وہذا لایخفیٰ لمن لہ ادنیٰ درایتہ فی
سلوکہم ایضا در اخر اوراق ہمیں رسالہ در سوال
رتبہ تقلید مرشداں و عالماں را جواب فرمودہ اند
بدانکہ طالب را بمرشد ہمچو میت بغسال تسلیم
باید شد وایں خا فی نیست و تقلید ہمیں است و ازیں
طریق پیری و مریدی ہیچ نسخہ تصوف خالی نباشد
الا ماشاء اللہ بداں اے طالب اینکہ گفتہ شد راست و
درست است چراکہ بغیر از تعلیم مرشد مرید را راہ دین
یا فتن مشکل است قال علیہ السلام من لا شیخ لہ فلہ
الشیخ ابلیس حق است نقلست کہ در زمانہ حضرت
بندگی میاں قاسم نور اللہ وجہہ ، مردے از اغنیا بود
مسمی مصطفیٰ خاں دریک دائرہ از دائر ہائے مرشدان

کے بغیر یعنی بندہ خدا کی تعلیم کے بغیر نبی کریم ﷺ اور مہدی
موعودؑ کی پیروی حاصل ہونا محال ہے۔ چنانچہ بندگی میاں سید
قاسم قدس سرہ رسالہ ماہیتہ التقلید میں شرع و تقلید اور انواع
سوالات وجوابات کے ساتھ تفصیل سے صحبت کا شرف بیان
فرمائے ہیں۔ اور اس کتاب میں تفاسیر نیشاپوری اور رحمانی و بیضاوی
کے حوالے مندرج ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ فهدى الله الذين
آمنو لما اختلفوا فيه یعنی اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی ایمان
والوں کی اس مسئلہ میں جس میں وہ اختلاف رکھتے تھے ۔ یعنی
بغیر دلیل نقلی و معلم بشری۔ پس اس ذات کی تصدیق کے
بعد کسی مخلص کو اس کی تقلید کے بغیر چارہ نہیں۔ اور اس کے
سخن پر دلیل ڈھونڈھ روا نہیں اور اس طریق طالبی و مرشدی کو
تمام اولیاء اللہ اور مشائخ کبار طریقت و اہل حقیقت و
معرفت قیامت تک جاری رکھے ہیں اور یہ بات کسی سے
پوشیدہ نہیں جس کو اس راستے کے کوئی معلومات بھی ہوں
نیز اس رسالہ کے آخر اوراق میں تقلید کے مرتبہ کے
بارے میں سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ طالب کو
چاہیے کہ اپنے آپ کو اس طرح مرشد کے حوالہ
کردے جیسے میت غسال کے ہاتھ میں ہوتی ہے ۔ یہ
بات پوشیدہ نہیں ہے اور تقلید یہی ہے اور پیری و
مریدی کا یہ طریق ہر تصوف کی کتاب میں مذکورہ
ہے الا ماشاء اللہ۔ سمجھ اے طالب کہ یہ جو کچھ کہا
گیا ہے راست و درست ہے ۔ کیوں کہ مرشد کی
تعلیم کے بغیر مرید کو دین کا راستہ ملنا مشکل ہے نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جس کو مرشد
نہیں اس کا مرشد ابلیس ہے ۔ یہ بات حق ہے ! نقل

ساکن شهر دولت آباد سکونت میداشت روزے بندگی
میاں سید قاسم و بندگی میاں سید اشرف قدس الله سر
هما و جمله مرشداں ! رحمهم الله که در شهر مذکور
حاضر بودند ضیافت نموده بعد چونکه ایشاں رحمهم
الله براں مکاں که دعوت خاں مذکوره کرده بود مجتمع
شدند بعده خاں مذکور بعد از خوردن طعام تحت
بندبسته درمیان حلقه مجلس مرشدان علیهم الرحمته و
فقراء آمده برزمین بغلطید وباہمه مرشدان ملتمس شد که
بنده را تعزیر بدہید یعنی بفرمائید که کسے تعزیر بدہد
بدانکه چوں بدیں التماس ملتمس شد حضرت بندگیمیاں
قاسم قدس الله سره فرمودند که اورا بگوئید که اول
ازاں یک کس باش پس ہرچه او بفرماید بکن بدانکه
آنحضرت ایں سخن نصیحت بزبان مبارک خویش
فرموده بر خاستند ہمچناں درانوقت بندگیمیانسید
اشرف قدس سره و ہمه مرشداں وفقراء رحمهم الله
برخاستند و سوے مسکن ہائے خویش راہی شدند
مصطفیٰ خاں چنانکه افتاده بود برزمین ہمچناں افتاده
ماندو ایشاں رح از گله مند شدن وے یعنی خانمذکور
ہیچ ملاحظه نکردن بداں اے طالب که تعزیر از قرآن
ثابت است کما قال الله الزانیة والزانی فاجلدوا کل واحد
منهما مائة جلدة ولیکن اداء آں عمل ہم بر تعلیم مرشد
موقوف داشته اند پس بدانکه دریں محل طالب رافهم
ودیانت درکار است یعنی بداندکه تمام اعمال دینی بر
تعلیم مرشد موقوف است بحدیکه روزے حضرت
بندگیمیانسید نور محمد نور الله وجیه فرمودند قرآن

ہے کہ بندگی میاں سید قاسم کے زمانہ میں ایک
پٹھان مسمی مصطفیٰ خاں شہر دولت آباد کے دائرہ میں
سکونت پذیر تھے ۔ خان مذکور نے ایک دن میاں سید
قاسم بندگی میاں سید اشرف اور دیگر مرشدوں کو جو
شہر دولت آباد میں رہتے تھے دعوت دی ۔ سب
بزرگان دین خان مذکور کے مکان پر مجتمع ہوئے کھانا
کھانے کے بعد مرشدوں کی مجلس کے حلقہ میں
مصطفیٰ خاں پھیچی باندھ کر ۔ ۔ زمین پر لیٹ گئے اور
سب مرشدوں سے التماس کی کہ اس بندہ کو تعزیر
فرمائیں بندگی میاں قاسم نے فرمایا کہ ان سے کہو کہ
پہلے کسی ایک مرشد کے ہوجائیں بعد ازاں مرشد جو
حکم دے اس پر عمل کریں ۔ یہ بات کہہ کر میاں
سید قاسم اور بندگی میاں سید اشرف اور سب فقراء
اپنے اپنے گھروں کوواپس تشریف لے گئے اور مصطفیٰ
خاں جس طرح زمین پر لیٹتے تھے لیٹے رہے ۔
مرشدوں نے خان مذکور کا کوئی ملاحظہ نہ کیا ۔ اے
طالب اس بات کو سمجھ کہ تعزیر قرآن سے ثابت ہے
کہ زانی مرد اور زانیہ عورت کو سو کوڑے مارو لیکن اس
حکم کی تعمیل کے لئے بھی مرشد کی ضرورت ہے اس
مقام پر طالب کو فہم و دیانت درکار ہے کہ تمام اعمال
دینی مرشد کی تعلیم پر موقوف ہیں ایک دن بندگی
میاں سید نور محمد نے فرمایا قرآن نہیں آتا مگر جو
شخص پڑھتا ہے اسی کو آتا ہے ۔ پھر فرمایا معنی قرآن
نہیں آتے مگر جو شخص اس کو پڑھتا ہے اسی کو آتے
ہیں ۔ لیکن ان کا استعمال نہیں جب تک کسی کے

نیاید مگر کسے که خواند اورا آید باز فرمودند معنی
قرآن نیاید مگر آنہم کسے که بخواند اورا آید باز
فرمودند مگر خرج آں نیاید تلکه کفشهائے کسے
برنداردبدانکه مقصود انیست که تلکه صحبت یکے بنده
از بندگان حق تعالیٰ نکند خرج قرآن نیاید ایضاً بدانکه
بندگیمیاں مصطفیٰ" ہمچنیں صاحب حال بودند که از
شکم مادر خود آوازمی داده بودند ایشاں چونکه پیش
حضرت بندگیمیانسید محمود نور الله روحه وجسده
بانوار التجلیات الذات برائے صحبت که آمدند و صحبت
آنحضرت اختیارکردند بعده آنحضرت با بندگیمیانسید
شهاب الدین قدس الله سره العزیز ونور روحه مشورت
کرده بندگیمیاں مصطفیٰ" را باذن خود درجائے
فرستادند وایشاں" ازآں‌حضرت ماذون شده ہرجائیکه
دائره کرده ماندند باعبادت حق تعالیٰ مشغول شدند و
خلق را براداء احکام دین حضرت مہدی موعود دعوت
کردند بدانکه که باوجود این چنیں کمالیت وچنداں
بزرگی صحبت آنحضرت قدس سره بدیں حدود
اداکردند که بعد از رحلت بندگیمیاں مصطفیٰ" حضرت
بندگیمیانسید محمود نور الله وجه ، روزے درحق ایشاں"
فرمودند که دران جاکه علمائے ہند خراسان حاضر
بودند گفتند که گویا که بابله ہمه نشسته است
مسئله حیض و نفاس راہریکے می داند و لیکن
مصطفیٰ حکم این مسئله ہم بجز پرسیده من جاری
نساخته ازین جا در ہر دو نقول نیك نگه کن اے
طالب که حضرت بندگیمیان سید قدس سره مبتدی
راہم ہمیں نصیحت فرمودند که ہر چه کند بتعلیم
مرشد کنه و حضرت بندگی میاں سید محمود نور

جوتیاں نہ اٹھائیں ۔ اس عبارت سے مقصود یہ ہے
کہ جب تک بندگان خدا کی صحبت اختیار نہ
کریں قرآن کا استعمال نہیں آتا ۔ نیز جاننا چاہیے
کہ بندگی میاں شیخ مصطفیٰ رحمتہ اللہ علیہ ایسے ہی
صاحب حال بزرگ تھے کہ اپنی ماں کے شکم سے خود
آواز دیتے تھے ۔ جب آپ" حضرت بندگی میاں سید محمود
نور اللہ روحہ وجسدہ ذات کی تجلیات کے انوار سے روشن
کردے کہ پاس صحبت کے لیے آئے اور میاں مذکور" کی صحبت
اختیار کرلی۔ اس کے بعد میاں مذکور" نے بندگی میاں سید شہاب
(قدس اللہ سرہ العزیز ونور روحہ) سے مشورہ کرکے بندگی میاں
مصطفیٰ" کو اپنی اجازت سے کسی مقام کو بھیجا اور میاں (مصطفیٰ")
حضرت" سے اجازت پاکر جس جگہ بھی دائرہ باندھ کر رہے خدائے
تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہے اور مخلوق کو حضرت مہدی
موعود علیہ السلام کے دین کے احکام کی ادائی کی دعوت دے رہے
اور جاننا چاہیے کہ ایسے کمال اور بزرگی کے (حامل ہونے کے)
باوجود حضرت (سید محمود) قدس سرہ کی صحبت اعلیٰ شرائط کے
ساتھ ادا فرمائی کہ بندگی میاں مصطفیٰ" کے انتقال کے بعد
حضرت بندگی میاں سید محمود (نور اللہ وجہہ) نے ایک دن میاں
مصطفیٰ" کی شان میں فرمایا کہ جس جگہ ہندستان اور خراسان
کے علماء حاضر ہوتے، آپ نے فرمایا کہ میاں مصطفیٰ" ان علماء
کے درمیان اس طرح بیٹھتے جیسا کہ سب کا باپ (استاد) بیٹھا ہو۔
مسئلہ حیض ونفاس ہر (عالم) جانتا ہے لیکن مصطفیٰ اس مسئلہ
(کو بھی) مجھ سے پوچھے بغیر جاری نہ کرتے تھے، اس مقام پر
دونوں نقلوں پر اچھی طرح غور کرو۔ اے طالب میاں سید قاسم"
فرماتے تھے کہ جو بھی کرو مرشد کی اجازت سے کرو

الله ذاته هم در حق طالب کامل روشن ضمیر همین فرمودند و پسند کردند و خوشنود شدند بردینداری ایشان که هرچه کرد بتعلیم مرشد خود کرد چرانباشد که حضرت رسالت پناه ﷺ چنیں فرمودند که الشیخ فی قومه کالنبی فی امته مراد آنست که در زمانه انبیاء علیهم السلام انبیاء خلائق را از دنیا انفرار میفرمودند و سولے خالق جل جلاله ، وعم نواله ، دعوت میکردند و خلائق ازیشاں علیهم السلام فیض مندمی شدند چونکه حضرت پیغمبر ﷺ ختم انبیاء شدو آنحضرت ازیں جهاں رحلت فرمود بعده از پیروی و تعلیم آنحضرت علیه السلام صحابه آنحضرت رضی الله عنهم خلائق را دعوت میکردند و خلائق از ایشاں رضی الله عنهم مستفیض می شدند کذا بعد از زمانه صحابہؓ تابعین از تعلیم و پیروی صحابه رضی الله عنهم خلائق را دعوت میکردند و خلائق بالشیاں فیض می یافتند بعده تبع تابعین که الیٰ یوم الدین بر پیروی صحابه و تابعین باشند ایشاں میراث داران آنحضرت عله السلام اندو در حق ایشاں حضرت نبینا حضرت ﷺ فرموده اند العلماء ورثة الانبیاء به پیروی مقتدایان خویش خلائق را بر دین حق تعالیٰ دعوت میکنند و خلائق را از واسطه ایشاں فائده دینی حاصل میشود بفضل الله تعالیٰ ۔ انیست معنی حدیث الشیخ فی قومه کالنبی فی امته مبادا کسے ازینجا تسویت شیخ بانبی داند نعوذ بالله من ذالک بدانکه جمیع انبیاء علیهم السلام خلیفته الله هستند جمله شیوخ ایمان آرندگان شاں علیهم السلام و ازیں حدیث

میاں سید محمودؒ بھی طالب کامل اور روشن ضمیر کو یہی نصیحت فرماتے تھے اور جو کوئی تعلیم مرشد پر عمل کرتا اس کو پسند کرتے اور خوش ہوتے تھے ۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ شیخ اپنی قوم کے لیے ایسا ہوتا ہے جیسے کوئی نبی اپنی امت کے لیے ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ انبیاء اپنے زمانہ میں خلایق کو دنیا سے انفرار اور خالق کی عبادت کی تعلیم دیتے تھے ۔ اور انبیاء علیہم السلام سے خلایق فیض مند ہوتی تھی ۔ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خاتم انبیاء تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی عمل فرمایا ہے ۔ آنحضرت ﷺ کی رحلت کے بعد آپ کی پیروی اور تعلیم کے مطابق صحابہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی عمل فرمایا اور خلایق ان سے مستفیض ہوئی اسی طرح تابعینؒ صحابہؓ کی تعلیم سے فیض حاصل کیے اور خلق خدا کو دعوت الی اللہ دی پھر تبعین نے تابعین کی پیروی میں وہی عمل فرمایا اور قیامت تک ان کی پیروی میں دعوت الیٰ اللہ کا کام جاری رہے گا اور یہ لوگ نبی کریم ﷺ کے میراث دار ہیں جیسا کہ ان کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے " علماء انبیاء کے وارث ہیں " اور اپنے مقتدوں کی پیروی میں خلایق کو دین حق کی دعوت دیتے ہیں اور ان کے واسطہ سے خلق کو بفضل اللہ تعالیٰ دینی فائدہ حاصل ہوتا ہے اور یہی معنی میں حدیث الشیخ فی قومه کالنبی فی امته کے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ شیخ اور نبی کی تسویت کا اعتقاد بن جائے ۔ نعوذ باللہ من ذالک جمیع انبیاء علیہم السلام اللہ کے خلیفے ہیں اور شیوخ ان پر ایمان لانے والے لوگ ہیں اور اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے

صحیح و ثابت شدکه کساں پیغمبر علیه السلام تا قیامت خواہد بود اما در ایمان آرندگان حضرت مہدی موعود علیه السلام نه در منکراں چراکه حضرت پیغمبر علیه السلام در حق حضرت امام علیه السلام فرموده اند من آمن به فقد آمن بی ومن کفر به فقد کفر بی و بدانکه بمانند ایں حدیث حضرت مہدی موعود علیه السلام فرمودند که کسان ما تا قیامت باشند آمنا و صدقنا بدانکه پیش قیام قیامت ہر گاه که حضرت سبحانه تبارك و تعالیٰ خواہد حضرت عیسیٰ علیه السلام را از سماوات بر زمین نازل سازد پس بعد نزول آنحضرت علیه السلام ہر که او علیه السلام را ایمان آرد و اطاعت او علیه السلام کند آنکس ازان مہدی و ازاں محمد علیهما السلام باشد والا فلا بداں اے طالب بیان فرضیت ترك دنیا کرده شد حق است اگر تو طالب ہستی تاپیش میار ہیچ اشکال یقین داں فماذا بعد الحق الا الضلال

(فصل سیوم)

در بیان فضیلت فرضیت طلب لقاء الله تعالیٰ

بدانکه حضرت مہدی موعود علیه السلام فرموده اند بر ہریك مرد و زن طلب دیدار خدائے تعالی فرض است تاآنکه بچشم سر یا بچشم دل یا در خواب خدائے تعالیٰ رانه بیند مومن نباشد مگر طالب صادق آمنا و صدقنا ہرچه حضرت مہدی موعود علیه السلام فرموده اند در امور دین ہمه

کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والے قیامت تک باقی رہیں گے ۔ اس کا اطلاق صرف مہدی موعود علیہ السلام کے ماننے والوں پر ہوگا اور منکرین اس سے مستثنیٰ رہیں گے کیوں کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام ، امام علیہ السلام کے حق میں فرمائے ہیں کہ جس نے اس پر ایمان لایاپس تحقیق کہ اس نے مجھ پر ایمان لایا اور جس نے اس کاانکار کیا اس نے میرا انکار کیا ۔ نیز حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایاکہ ہمارے لوگ قیامت تک زندہ رہیں گے ۔ آمنا و صدقنا۔ جب بھی حق سبحانہ وتعالیٰ چاہے گا۔ حضرت عیسیٰؑ کو سماوات سے زمین پر نازل فرمائے گا۔ اور جو کوئی آنحضرتؑ پر ایمان لائے اور آپ کی اطاعت کرے وہ آن مہدیؑ و آن محمدؐ سے ہوگا ورنہ نہیں ۔ اے طالب فرضیت ترک دنیا کا بیان ہوچکا یہ سب حق ہے اگر تو طالب صادق ہے تو یقین کر اور کوئی تذبذب مت کر ۔ حق کے بعد یہ گمراہی کیسی ؟

فصل سیوم

طلب دیدار خدا کے بارے میں

دیدار خدا کی طلب فرض ہے اور حضرت مہدی موعود علیہ السلام فرمائے ہیں کہ طلب دیدار خدا ہر مرد وزن پر فرض ہے جب تک چشم سر سے یا چشم دل سے یا خواب میں خدائے تعالیٰ کو نہ دیکھے مومن نہیں ہوسکتا مگر طلب صادق۔ آمنا و صدقنا۔ امور دین میں جو کچھ مہدی موعودؑ فرمائے ہیں فرمان خدائے تعالیٰ سے فرمائے ہیں اور یہ بخوبی جان لو کہ مہدی موعودؑ کے فرامین پر

بفرمان خدائے تعالیٰ است بدانکه بر فرموده حضرت
امام علیه السلام قرآن شاہد و ناطق است من کان
فی هذه اعمیٰ فهو فی الاخرة اعمیٰ واضل سبیلا و ایضا
در امکان روية الله تعالیٰ حضرت مہدی موعود علیه
السلام فرموده اند که خدائے تعالیٰ را بچشم سر
در دار دنیا دیدنی است باید دید ایضاً فرمودند
علیه السلام که چشم حاصل کنید و به بنید بداں اے
طالب کذا برجو از رویت آیات قرآن شاہد اند کما
قال الله تعالیٰ من کان یرجوء لقا ربه فلیعمل عملاً
صالحاً ولا یشرك بعباده ربه احدا وقوله تعالیٰ من
کان یرجولقاء الله فان اجل الله لات کذا کلام
قدسی است من طلبنی وجدنی ومن وجدنی یعرفنی
ومن یعرفنی یحبنی ومن یحبنی فاحبته ومن احبته فقتلته
ومن قتلته ، فانا دیته ،کذا در انجیل است تجوع ترانی
تجرد تصل ایضا قد امر الله تعالیٰ لحبیبه ؐ قل هذا
سبیلی ادعوالی الله علی بصیرة انا ومن اتبعنی وقد اخبر
الله تعالی عن قول موسیٰ علیه السلام قال رب ارنی انظر
الیك و قال النبی صلی الله علیه و سلم اجیعوا بطونکم
و اظماؤ اکباد کم و عروا اجسادکم لعلکم ترون ربکم
کفاحا ایضا نقلست که روزے شخصے باللباس شیخی
آمد و گفت که سید را خبر کنید یاراں گفتند صبر
کنید خود بیروں خواہند آمد صبرنکرد و گفتگو
آغاز کرد ہمدرین میاں حضرت امام مہدی علیه
السلام بیروں آمدند اورا نیت بحث در باب
بینائی بود حضرت مہدی موعود علیه السلام

قرآن شاہد و ناطق ہے۔ من کان فی هذه اعمی فهو فی
الاخرة اعمیٰ و اضل سبیلا جو کوئی اس دنیا میں اندھا ہوگا وہ
آخرت میں بھی اندھا اور راستہ بھٹکا ہوا ہوگا۔ نیز اللہ تعالیٰ کے دیدار
کے بارے میں حضرت مہدی موعودؑ نے فرمایا ہے کہ خدائے
تعالیٰ کو اس دنیا میں چشم سر سے دیکھنا چاہیے نیز فرمایا علیہ السلام
نے کہ وہ آنکھ پیدا کرو کہ خدا کو دیکھ سکو۔ جان اے طالب کہ
رویت باری تعالیٰ کے جواز پر قرآن کی آیتیں شاہد ہیں جیسا کہ اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی اپنے رب کے دیدار کی تمنا رکھتا ہے اسکو
چاہیے کہ عمل صالح کرے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کسی
کو اپنے رب کا شریک نہ بنائے۔ نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جو
کوئی اللہ تعالیٰ کے دیدار کی آرزو رکھتا ہے تو بے شک اللہ تعالیٰ کے
طرف سے وہ وقت آنے والا ہے۔ کلام قدسی میں ہے جو مجھے
طلب کرے گا مجھے پائے گا اور جو مجھے پائے گا مجھے پہچان لے گا اور
جو مجھے پالے گا مجھ سے محبت کریگا اور جو مجھ سے محبت کرنے لگے
گا میں اسکو قتل کردونگا اور یہی اس کی دیت ہے (یعنی دیدار قتل کا
خونبہا ہے) اسی طرح انجیل میں ہے تو بھوکا رہ مجھے دیکھے گا۔ تو
مجرد رہ مجھ سے تیرا وصل ہوگا۔ نیز اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو
حکم فرماتا ہے کہہ دے یہ میرا راستہ ہے جس پر میں اور میری اتباع
کرنے والا البصیرت کی دعوت دیتے ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے موسیٰ
علیہ السلام کے قول کی خبر دی موسیٰؑ نے عرض کیا اے رب
مجھے دکھائے دے۔ نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اپنے پیٹوں کو بھوکا رکھو اور اپنے جگر کو پیاسا رکھو اور اپنے جسم کو
برہنہ رکھو تو شاید تم اپنے رب کو دیکھ سکو نیز نقل ہے کہ ایک دن
کوئی شخص شیخ کا لباس پہنے ہوئے آیا اور کہا کہ سید کو خبر کردو یاروں
نے کہا کہ صبر کرو وہ خود باہر آئیں گے۔ وہ صبر نہ کیا اور یاروں سے

ناپرسیده فرمودند که رویة الله بهذا العین واقعة و هر دو انگشت بر هر دو چشم نهادند و بعد از چند سخن حضرت امام علیه السلام فرمودند موتوا قبل ان تموتوا حدیث مصطفی صلی الله علیه و سلم هست یانه آں شیخ گفت آرے هست باز فرمودند وعده دیدار بعد از ممات مومن را در بهشت هست یانه گفت آرے هست فرمودند ان الله تعالیٰ جنة لیس فیه حور ولا قصور بل تجلیٰ ربنا ضاحکا این حدیث مشهور هست یانه گفت آرے هست و حال شیخ بدیدن روئے مبارک چناں تغیر شد که هیچ سخن گفتن نتوانست و برفت حضرت امام علیه السلام فرمودند بیت

ملرا برائے دیدن یار آفریده اند
ورنه وجود مابچه کار آفریده اند

ایضا خلیفه حضرت امام علیه السلام شاہنشاه منظر اله روشن ضمیر شمس منیر مفخر السادات بندگی میاں سید خوندمیر رضی الله عنه ، در تصنیف خویش که رساله درباب ثبوت حضرت امام علیه السلام ساخته بر جو از رویت در دار دنیا فرموده اند که همه علماء اہل دین و مشائخان صاحب یقین برجواز رویت در دنیا متفق اندو هیچ یکے از اہلسنت و جماعت در جواز رویت اختلاف نمی کند یعنی در وقوع اختلاف میکنند و اکثر ایشاں برویة الله حضرت مصطفیٰ علیه از شب معراج . گواہی می دہند چنانچه حسن بصری رحمته الله علیه

گفتگو آغاز کردیا۔ اسی دوران حضرت امام مہدی موعودؑ باہر تشریف لائے۔ اس کی تمام بحث بینائی خدا کے بارے میں تھی۔ حضرت مہدی موعودؑ نے اس سے کچھ پوچھے بغیر فرمایا ان دونوں آنکھ سے خدا کو دیکھنا حق ہے اور اپنی ہر دو انگشت مبارک دونوں آنکھ پر رکھ دیں چند باتیں کرنے کے بعد حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا موتوا قبل ان تموتوا (یعنی تم مرنے کے پہلے مرجاؤ) حدیث مصطفیٰ ؐ ہے یا نہیں۔ شیخ نے کہا ہاں ہے۔ پھر آپؑ نے سوال کیا مرنے کے بعد مومن کو بہشت میں وعدہ دیدار ہے یا نہیں شیخ نے کہا ہاں ہے۔ پھر فرمایا "اللہ تعالیٰ کے پاس جنت ہے جس میں حور ہیں نہ قصور بلکہ تجلی ہے جہاں ہمارا رب ہنستا ہے" کیا یہ حدیث ہے یا نہیں۔ شیخ نے کہا ہاں ہے۔ اس کے بعد روئے مبارک کو دیکھ کر شیخ کا حال متغیر ہوگیا۔ اور بغیر کچھ کہے چلا گیا۔ حضرت امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

ہم کو دیدار یار کے لئے پیدا کیا گیا ہے
ورنہ ہمارا وجود کس کام کے لیے پیدا کیا گیا ہے

شاہنشاہ منظر الہٰ روشن ضمیر شمس منیر مفخر السادات خلیفہ حضرت امام علیہ السلام بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ ثبوت مہدیت کے بارے میں جو رسالہ تصنیف کئے ہیں اس رسالہ میں فرماتے ہیں کہ اس دنیا میں سر کی آنکھ سے خدا کو دیکھنا ممکن اور جائز ہے اور سب علماء اہل دین و مشائخان صاحب یقین اس دنیا میں رویت باری کے تعلق سے متفق ہیں اور اس دنیا میں رویت باری کے جواز سے کسی نے اختلاف نہیں کیا ہے اور ان میں سے اکثر شب معراج میں نبی کریم ﷺ کو دیدار خدا حاصل ہونے پر گواہی دیتے ہیں۔ چنانچہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے خدا کی محمدؐ نے اپنی آنکھ سے اپنے رب کو دیکھا ہے۔

یفرماید و الله لقلر ای محمد علیه السلام ربه بعینه دیگر
صاحب مغنی از ابن عباس روایت کرده است که او گفت
اتعجبون ان تکون الخلة لابراهیم علیه السلام والکلام
لموسیٰ علیه السلام والرویة لمحمد علیه السلام و در حق
مکذبان لقا چنیں خبر آمده است در قرآن مجید لقد
خسر الذین کذ بوا بلقاء الله حتی اذا جاء تهم الساعة بغته قالوا
یا حسرتنا علی ما فرطنا فیها و آیات دیگر نیز در قرآن
بسیار اندکه گواہی میدہند بروعید منکران رویت
بدانکه دراں رساله آنحضرت برجو از رویت دلائل
جلائل از آیا تکلام الله تعالیٰ و احادیث حضرت رسول
الله واز اقوال صحابه علیهم رضوان الله فرموده اند
درینجا بجهت تطویل کلام ارقام نیافته ہر که طالب این
معنی باشد باید که در رساله آنحضرت نظر فرماید بداں
اے طالب که چو بیان فرضیت طلب روية الله تعالیٰ
وجواز آں در دنیا و آخرت شنیدی اکنوں بیان طلب
عطائی و طلب کسبی بشنو نقلست که در ملك خراسان
وقتے پیش حضرت امام مہدی موعود علیه السلام
مولانا درویش نعره زدندو عرض نمودندکه میرانجی
چندیں عشق بیان می شود عشق از کجا آریم حضرت
مہدی موعود علیه السلام فرمودند که عشق عطائی
انبیاء راست و مومناں را کسبی است کسب باید کرد
ار گوئی که عطاء عشق در امت حضرت پیغمبر صلی
الله علیه و سلم بر بعضے اولیاء و در گروه حضرت
مہدی موعود علیه السلام بربعضے مومناں پیش از
اختیار کسب شده است تا جواب این است بداں اے

دیگر صاحب مغنی ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کیا تم
تعجب کرتے ہو کہ ابراہیمؑ کو خلت (دوستی) موسیٰؑ کو کلام اور محمد کو
دیدار کی نعمتیں کس طرح عطا ہوئیں اور قرآن مجید میں مکذبان
دیدار کے لیے یہ خبر آئی ہے تحقیق کہ گھاٹے میں رہے وہ لوگ
جنہوں نے اللہ کے دیدار کو جھٹلایا حتیٰ کہ وہ ساعت یکایک آپہنچی
افسوس ہے جس پر ہم نازاں تھے اور قرآن میں بہت آیات ہیں
جن میں منکران رویت کو وعید ہے۔ اپنے رسالہ میں آنحضرتؓ
نے آیات کلام اللہ تعالیٰ اور احادیث رسول اللہ ﷺ اور اقوال صحابہ رضی
اللہ عنہم سے جواز رویت باری پر بہت دلائل جمع فرمائے ہیں۔
بوجہ طول کلام یہاں نہیں لکھے گئے۔ اگر کسی کو اس بارے میں
تجسس ہو تو آنحضرت کے رسالہ میں دیکھ سکتا ہے۔ یہاں تک
طلب دیدار خدا کی فرضیت اور دنیا میں خدا کے دیدار کے جواز میں
بیان تم نے سنا۔ اب طلب عطائی اور طلب کسبی کے
بارے میں بیان کیا جاتا ہے نقل ہے کہ جب ملک
خراسان میں حضرت امام مہدی موعودؑ کے حضور میں
مولانا درویش نے نعرہ لگایا اور عرض کیا کہ
میراں جی عشق کا بیان تو بہت ہوتا ہے لیکن
عشق کہاں سے لائیں ۔ حضرت مہدی موعود
علیہ السلام نے فرمایا کہ عشق عطائی انبیاء کے لئے
ہے اور مومنوں کو کسب کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔
اگر تم کہتے ہو کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ و سلم کی امت
میں بعض اولیاءاللہ کو گروہ مہدی موعودعلیہ السلام میں
بعض مومنوں کو بغیر کسب کے عشق عطا ہوا ہے تو
اس کا جواب یہ ہے کہ یہ راہ قدرت ہے اور حق
سبحانہ تعالیٰ کی قدرت ہمیشہ جاری ہے ۔ اے

طالب که بر بعضے اولیاء الله و مومنان که عطا شده است ایں راه قدرت است و قدرت حق سبحانه و تعالیٰ ہمیشه جاری است۔ بداں اے طالب که اولیاء مومنین که پیش از کسب بتشریف عشق نواخته شدند در ایشاں نیز دو قسم شدندیکے آنکه بعد از حالت ہوش ایشاں ازیں عالم فوت نشده بود در تمام ہوشیاری بودند ایشاں بعد ازاں ہم کسب اختیار کردند و اگرچه بعضگاں در غلبه حال دینی بزیادتی سکر چند روز معذور شریعت شده اند و لیکن چوں صحو غالب شد باز ہمه فرائض و واجبات و سنن و مستحبات ادا کرده خلائق را براں دعوت نموده اند و مرید انرا تعلیم داده اند وقسم دوم آنا نند که چوں برایشاں عشق عطا شد بعد ازاں سوے ایں جہاں ہیچ التفات نشد بعده ایشانرا مجذوب می نامند و ایشانرا اختیار نمانده بود که تمام اعمال شرعی بجا آرند چراکه آں تعلق بہوش دارد و از ایشاں فوت شده بود پس بدانکه پیش ایشاں یعنی بعد ہم سلسله جاری نشده و قسم اول که گفته شد خود عامل شریعت و طریقت و معلم آں باحصول حقیقت و معرفت بودند و بعد ایشاں سلسله‌جاری شدبداں اے طالب که غرض آنست که طالب مبتدی باشد یا منتهی بجز طاعت حق تعالیٰ ہیچ یکے زا چاره نیست چنانکه گفته اند نظم

گرچه دولت دانشی بیعلت است
طاعت حق کار صاحب دولت است
راه بنمایندیک ساعت ترا
می بباید عالمے طاعت ترا

طالب ! اس بات کو بخوبی سمجھ کہ جن اولیاء اللہ اور مومنین کو بغیر کسب عشق کی عزت سے نوازا گیا ۔ ان کے دو اقسام تھے پہلی قسم میں وہ لوگ تھے جن کو مکمل ہوشیاری تھی اور بعد میں عشق مکمل کرنے کسب کیا اور بعض کو سکر کی زیادتی کی وجہ سے چند روز اتباع شریعت سے معذور رہنا پڑا اور جب صحو غالب آیا تو فرائض و واجبات و سنن و مستحبات کی ادائیگی کی اور خلق خدا کو دینی احکام پر چلنے کی دعوت دیئے ہیں ۔ اور مریدوں کو تعلیم دیئے ہیں اوردوسری قسم ان لوگوں کی ہے جن کو عشق عطا ہوا اور زیادتی سکر کی وجہ سب جذب ہوگیا اور اس جہاں سے دوبارہ ملتفت نہ ہوئے ۔ ان کو مجذوب کہتے ہیں اور ان کو اعمال شرعی کی بجا آوری کا اختیار نہیں کیونکہ اس کا تعلق ہوش سے ہے اور ان کو کسی بات کا ہوش نہیں رہتا ۔ پس ان کا سلسلہ بعد میں جاری نہیں رہتا ۔ قسم اول میں جیسا کہ کہا گیا ہے عام شریعت و طریقت و معلم ہوتے ہیں اور حقیقت ومعرفت سے واقف ہوتے ہیں ان کا سلسلہ جاری رہتا ہے ۔ اے طالب غرض اس بیان سے ہے کہ طالب مبتدی ہو یا منتہی حق تعالیٰ کی طاعت کے بغیر کسی کو چارہ نہیں : بغیر کسی وسیلہ کے عطا کی ہوئی دانش بڑی دولت ہے اور اللہ کی عبادت اسی صاحب دولت کام ہے تجھ کو ایک ساعت میں راستہ بتلادیتے ہیں لیکن تجھ کو مقصود تک پہنچنے کے لئے ایک زمانہ تک عبادت و اطاعت کرنا پڑتا ہے۔

بداں اے طالب چنانکه براے رسیدن بهریك مقصود
واسطه و وسیله است کذا براے رسیدن در درگاه
باجاه حق سبحانه تبارك و تعالیٰ واسطه عشق
است و برائے حصول عشق کسب واسطه و وسیله
است و آں باتمام نگاه حدود شریعت متابعت
حضرت مهدی موعود علیه السلام است و آں هر
هفت فرائض اند که آں حضرت بفرمان رب العالمین
آورده و آں ادا نشوند تلکه صفات طالب صادق
حاصل نکند و بدانکه طالب صادق از فرموده
حضرت مهدی موعود علیه السلام آنست که روئے
دل خود را از غیر گرداینده سوی مولا آورده
است و از دنیا و خلق عزلت گرفته است و همواره
مشغول با خدائے تعالیٰ است و همت از خود بیرون
آمدن می کند . ایضاً حضرت امام مهدی موعود علیه
السلام فرموده اند که بر طالب حق چه چیز فرض است
که بداں بخدائے تعالیٰ برسد باز فرمودند که آں چیز
عشق است و نیز فرمودند که عشق چگونه حاصل
شود باز فرمودند که توجه دل دائم سوئے حق دارد
چنانکه در دل هیچ چیز را جائے ندهد و برهیچ
چیز مائل نشود و برائے حصول ایں معنی همیشه
خلوت اختیار کند و باهیچکس نه پردازد نه بایار
ونه با اغیار و درهمه حال ملاحظه حق کند پس
بداں اے طالب که دریں نقل بر طالب برائے رسیدن
بخدائے تعالیٰ عشق کسبی فرض کردند بداں که ازیں جا
ثابت شد که بے وسیله عشق رسیدن بخدائے از جمله

اے طالب جیسا کہ کسی بھی مقصود کو حاصل کرنے کے لیے
واسطہ ووسیلہ کی ضرورت پڑتی ہے اسی طرح حق سبحانہ تعالیٰ
کی درگاہ تک پہنچنے کا وسیلہ عشق ہے۔ اور عشق کے حصول کا
واسطہ ووسیلہ کسب ہے اور کسب یہ ہے کہ حضرت مہدی موعود
علیہ السلام کی متابعت میں تمام حدود شریعت کی حفاظت کرے
اور جو سات فرائض آنحضرت علیہ السلام بفرمان خدائے تعالیٰ
بتائے ہیں ان پر عمل کرے تو طالب صادق کے صفات حاصل
ہوتے ہیں۔ طالب صادق جیسا کہ حضرت مہدی موعودؑ نے
فرمایا ہے کہ طالب صادق وہ ہے جو اپنے دل کو غیر اللہ سے پھیر
کر مولا کی طرف لاتا ہے اور جو دنیا اور دنیا کی مخلوق سے عزلت
اختیار کرلیتا ہے اور ہمیشہ یاد خدا میں مشغول رہتا ہے اور اپنے آپ سے
باہر آنے کی ہمت کرتا ہے۔ نیز حضرت امام مہدی موعود علیہ
السلام فرماتے ہیں کہ طالب حق پر کونسی چیز فرض ہیکہ وہ
خدائے تعالیٰ تک پہنچے ؟ پھر فرمایا کہ وہ چیز عشق ہے
۔ نیز فرمایا کہ عشق کیسے حاصل ہوسکتا ہے ؟ پھر فرمایا
توجہ دل سے یعنی دل کو ہمیشہ اللہ کی طرف متوجہ
رکھنا چاہیے اور دل میں کسی دوسری چیز کو جگہ نہیں
دینی چاہیے اور نہ کسی چیز پر مائل ہونا چاہیے اور اس
مقصد کے حصول کیلیے خلوت اختیار کرنی چاہیے۔ کسی یار و
اغیار سے نہیں ملنا چاہیے اور ہر ہر حال میں حق کی طرف
متوجہ رہنا چاہیے ۔ پس جان اے طالب کہ اس نقل
میں خدائے تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے عشق کسبی فرض کیا
گیا ہے اور عشق کے وسیلہ کے بغیر خدائے تعالیٰ تک پہنچنا
محال ہے۔ پس ابتدا میں طالب پر جو چیز فرض کی گئی
ہے یہی کسب عشق ہے ۔ جس کے راستہ میں بہت

محالات است پس ابتدا بر طالب که فرض است
ہمیں کسب عشق است که بردارنده ہمه سختیہا و
ملامتہا و مکروہ ہاو خلافہا و ملامہتا که در پیش
است ہمیں عشق است پس بے وسیله او قطع بادیه
ایں راہ ورسیدن به سر منزل ممکن نیست نظم

اے پردن نشیں ایں گذر گاہ
بے عشق نصیب نیست ایں راہ
صد قافله دم بدم روانست
عشق است که میر کاروانست

ایضاً

گر عشق نه بودے طلب و شوق نه بودے
بے شوق طلب در دو جہاں ذوق بنودے
درشوق طلب عشق عیانست ونہانست
چندیں خوشی ذوق ازاں در دو جہانست

بدانکه کسب عشق را بر توجه دوام دل موقوف داشته
اندو توجه دل را بر دوام خلوت موقوف ساخته اندپس
معلوم شدکه خلوت اصل کسب عشق و اہم فرائض است
برطالب نظم ـ

خلوت گزیدہ را بتماشاہ چه حاجتست
چوں کوے دوست ہست بصحراچه حاجت است

وفوائد خلوت بسیار اند در فصل بیان عزلت
نوشته خواہد انشاء الله وحدہ۔

بداں اے طالب که عطا ہم بردونوع است یکے آنست که
یکایك در باطن طالب طلب حق تعالیٰ پیدا میشود و از
دل وے ذکر الله تعالیٰ جاری شود و محبت پیدا گردد و

محنت اور مشقت اٹھانی پڑتی ہے ۔ مخالفتوں اور ملامتوں کو
برداشت کرناپڑتا ہے اور منزل تک پہنچنے کے لئے اس
راستے میں حائل صحرائے لق و دق کوپار کرنے کے
لیے وسیلہ کی ضرورت ہ اور بغیر وسیلہ کے منزل تک پہنچنا
ناممکن ہے۔ نظم :۔

اے اس گذر گاہ کے پردہ نشیں
بغیر عشق کے یہ راستہ نصیب نہیں ہوسکتا
سو قافلے مسلسل جا رہے ہیں
اور عشق ان کا میر کارواں ہے

نیز فرماتے ہیں۔

اگر عشق نہ ہوتا تو طلب ہوتی نہ شوق ہوتا اور بغیر
شوق طلب کے دونوں جہاں میں کوئی دلچسپی نہ ہوتی
شوق طلب میں عشق کبھی ظاہر ہوتا ہے کبھی پوشیدہ
رہتاہے دونوں جہاں میں خوشی و ذوق اسی عشق کی وجہ
سے ہے جانناچاہیے کہ بزرگان دین کسب عشق کے
لئے دل کو توجہ دوام میں مصروف کردیے ہیں اور توجہ دوام کو
خلوت پر موقوف رکھے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ خلوت کسب
عشق کے لئے اہم فرض ہے۔ نظم

خلوت میں رہنے والے کو تماشاہ دیکھنے کی کیاضرورت۔ جب
دوست کا کوچہ مل گیا تو صحرا کی کیاضرورت ہے خلوت کے فوائد
بہت ہیں انشاء اللہ تعالیٰ عزلت کی فصل میں بیان کیاجائے گا۔
اے طالب! عطابھی دو قسم کی ہوتی ہے۔ پہلی یہ کہ طالب کے دل
میں خود بخود طلب حق پیدا ہوتی ہے اور اس کے دل سے اللہ کا ذکر
جاری ہوجاتا ہے محبت پیدا ہوتی ہے اور عشق وقوع پذیر
ہوجاتاہے جیساکہ فرمایا ہے عشق اللہ کی آگ ہے جب مومن

عشق وقوع یا بد چنانکه فرموده اند العشق نور الله اذا وقع فی قلب المؤمن العارف یحرق غیر الله بدانکه این محض کرم و فضل وعین عطاء باری تعالی است و ہمواره آنرا طالبان حق می خواہند چنانکه در دیوان فرموده اند ؎

ہم تبو سوے تو تواں یافته راه
نیست مرا جز کرمت عذر خواه
یار ہم آں لطف بما کے شود
کز کشش کون و مکاں طے شود

و دوم عطا توفیق طاعت است چراکه طاعت موجب قربتست و معصیت موجب بعد پس ہرکرامی نوازند ازراه طاعت می نوازند و ہرکرامی رانند از ترک طاعت می رانند پس باید که سنت و متابعت حضرت رسول الله ﷺ و حضرت مہدی؈ اختیار کند که آں واسطه است برائے حصول عشق و عشق واسطه برائے رسیدن بحق تعالی لهذا شیخ سعدی رحمته الله علیه فرمودند ؎

سعدی ہنرے گیر که آں سر ہنر است
جز عشق خدا ہر ہنرے بے ہنر است

و خواجه عطارؒ فرموده ؎

ہر که در سر محبت بنده شد
تا ابد ہم محرم وہم زنده شد

کذا اہل صفا ہمیں فرموده اند وبدانکه خلاصه وصیت در تمام ادیان انبیاء پیشیں علیہم السلام و در دین محمد مصطفیٰ علیه السلام ہمیں طلب رویة الله بوده و نتیجه د جزا مراد کنندگان [illegible] بنو را رویة الله تعالیٰ است

کے دل میں وقوع پذیر ہوتا ہے تو غیر اللہ کو جلا کر خاک کردیتا ہے۔ سمجھ لو کہ یہ کرم و فضل اور عین عطائے باری تعالیٰ ہے ورنہ طالبان حق آرزو کرتے رہتے ہیں جیسا کہ دیوان میں فرماتے ہیں۔

میں تیرا راستہ کس طرح پاسکتا ہوں
تیرے کرم کے سوا میرا کوئی عذر خواہ نہیں
اے میرے رب ہم پر وہ لطف کب ہوگا
کہ کون و مکان کی کشش سے یہ راستہ طے ہو جائے گا

دوم عطا طاعت و عبادت کی توفیق ہے کیوں کہ طاعت قربت الٰہی کا سبب ہے پس جب کسی کو نوازنا چاہتے ہیں طاعت کی راہ سے نوازتے ہیں۔ اور جس کو دھتکارتے ہیں اس کو ترک طاعت کی وجہ سے دھتکارتے ہیں۔ پس چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مہدی موعود علیہ السلام کی سنت و متابعت کو اختیار کریں کہ یہ حصول عشق کا وسیلہ ہے جو حق تک پہنچاتا ہے۔

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں

سعدی وہ ہنر سیکھ جس میں سب ہنر کے راز موجود ہیں
عشق خدا ایسا ہنر ہے جس کے آگے سب ہنر بے کار ہیں

خواجہ عطارؒ فرماتے ہیں۔

جو کوئی محبت کا راز پا کر اس کا بندہ بنا
وہ ابد تک زندہ اور محرم راز بنا

اسی طرح اہل صفا فرماتے ہیں کہ تمام انبیاء سابقین علیہم السلام کے ادیان میں [illegible] دین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں اہم جز یہی طلب رویت اللہ ہے پس یہی طلب رویت اللہ

پس بدانکه آں وصیت در دین حضرت مہدی موعود علیه السلام بر جمله اناس فرض گشت بدانکه قاضی القضاة قاضی منتجب در رساله خود در بیان رویت که آن بلفظ احسان است میگویند لان اصل الایمان و الاسلام ماوضع الالمعرفة الاحسان ای رویة الله تعالیٰ فی الدنیا پس بدانکه چوں بنیاد ایمان شرعی و اسلام که ایں ہر دو اصل ہمه فرائض و اعمال اند موضوع نباشد مگر برلے معرفت رویة الله تعالیٰ و رویت متعلق بهستی ذات است یعنی نزد اہل حق علت رویت ہر شے ہستی اوست و ہستی مشترك است میان صانع و غیر او پس علت رویة الله تعالیٰ ہم ہستی اوست و آں صاحب ہمه فرضہا است و ہمه فرضہا ازو و برائے او گشتند پس وقتیکه انیچیں نعمت عظمیٰ و عطاء کبری در دنیا دیده شود و بدست ہم آید و بداں رسیدن ممکن باشد پس بر طالبان آں فرض گشت برائے آں او ہرچه ورلے آنست بگذارند و بیزار شوند و وجود خود را بروجود آں قربان کنند و از خود بے خود شوند و از ہستی خود بفنا ونیستی رر آیند تابذات وصال آں نعمت برسند وبداں بہره در شوند بدانکه شاہنشاه منظر اله خلیفه خلیفته الله حضرت بندگی میاں سید خوندمیر علیه رضوان الله در رساله خود فرموده اند یعنی آدمی تاآنکه از قید بشریت بیروں نیاید و مطلق نشود و تخلقوا باخلاق الله حاصل نکند لائق معرفت خدائے تعالیٰ نگردد وجائے دیگر فرموده اند که ہر که طلب رویت و معرفت کند باید که از خود بیروں آید

دین مہدی موعود علیہ السلام میں جملہ عوام الناس پر فرض کردی گئی ہے۔ اسی طرح قاضی القضاۃ قاضی منتجب اپنے رسالہ میں رویت کے بیان میں فرماتے ہیں کہ وہ لفظ احسان ہے یعنی ایمان و اسلام کی اصل احسان و معرفت ہے یعنی دنیا میں خدائے تعالیٰ کا دیدار۔ پس جان کہ ایمان شرعی اور اسلام تمام فرائض کی بنیاد ہیں اور رویت باری تعالیٰ ہستی سے متعلق ہے۔ یعنی اہل حق کے نزدیک کسی چیز کی رویت کا سبب اس شئے کی ہستی ذات ہے اور وہ تمام مشترک ہے صانع اور اس کے ماسوا چیز میں اور رویت اللہ تعالیٰ کا سبب بھی اس کی ہستی ہے اور وہ تمام فرائض سے بلند ہے اور تمام فرائض اسی سے نکلے ہیں اور اسی کے لیے ہیں۔ پس جب بھی یہ نعمت عظمیٰ و عطاء کبریٰ دنیا میں دیکھنا نصیب ہو تو اس تک پہنچنا ممکن ہے۔ پس طالبوں پر فرض ہے کہ اس کے ماورا جو کچھ ہے اس کو چھوڑ دیں اور خود کو اس پر سے قربان کردیں اور خودی کو ترک کرکے بے خودی اختیار کریں اور اپنی ہستی کو فنا و نیستی میں بدل دیں تاکہ اس کے وصال کی نعمت سے بہرہ ور ہوں۔ شاہنشاہ حضرت بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تک آدمی قید بشریت سے باہر نہیں آتا، تخلقوا باخلاق اللہ کا مرتبہ حاصل نہیں کرسکتا اور معرفت خدائے تعالیٰ کے قابل نہیں ہوتا۔ پھر فرماتے ہیں جو کوئی رویت و معرفت کا طالب ہو تو اسکو چاہیے کہ اپنی خودی سے باہر آجائے اور موتوا قبل ان تموتوا (یعنی مرنے

وموتوا قبل ان تموتوا حاصل کندو جاے دیگر فرموده
اند ہر کہ خدایرا بجوید و دیدار او طلب کند باید
کہ از دنیا و صفات بشریت بیروں آید و فنا
حاصل کند چنانچہ شخصے پیش مصطفیٰ صلی
اللہ علیہ و سلم سوال کرد ماالدنیا یا رسول اللہ قال
علیہ السلام دنیاك نفسك فاذا افنیتها فلادنیا لك پس
ہر کہ از خود فانی شدا ورانہ دنیا باشد نہ خلق
چوں حجابہا برداشتہ شدند دیگر ہیچ چیز لقاء
خدائے تبارك و تعالیٰ رامانع نیست فمن کان یرجو
لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولایشرك بعبادة ربہ احد
احضرت مہدی موعود علیہ السلام معنی عمل صالح
عدم وجود فرمودہ اند و معنی آیت آنست کہ ہر
کہ باشد امیدوار دیدار پروردگار خود را پس باید
کہ عمل صالح کند یعنی عدم وجود کند و باید کہ
شریك نسازد در عبادت پروردگار خود ہیچ یکے
را دریں آیت مر طلب دیدار را ارشاد صریح بنفی
وجود کردہ اند و دیدار ہم بریں معنیٰ موقوف
گذاشتہ اند بامری و نہیی امر بعمل صالح یعنی بعدم
وجود و نہی از شرك و معنی شرك نزد متکلماں دو
معبود دیدن است و نزد محققاں دو موجود دیدان است
پس ازیں آیت برنفی یك چیز براے حصول دیدار
بامرونہی تاکید کردہ اند وآں وجود غیر است کہ
حقیقتہً وجود ندارد وجود حقیقی ہمیں وجود واجب
الوجود است ووجود غیر در حکم عدم است رباعی
بگویم سر وحدت گوش داری

سے پہلے مرجاؤ) کا مقام حاصل نہ کرے دیدار کے قابل نہیں
ہوتا۔ پھر فرماتے ہیں جو کوئی خدا کی تلاش کرتا ہے لور اسکے دیدار
کا طالب ہے اسکو چاہیے کہ دنیا لور صفات بشریت سے باہر آجائے
لور فنا حاصل کرے۔ چنانچہ کوئی شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا
لور پوچھا "دنیا کیا ہے یا رسول اللہ" تو آپ نے فرمایا تیسری دنیا تیرا
نفس ہے اگر تو اسکو فنا کردے تو پھر تیرے لئے کوئی دنیا نہیں۔
پس جو کوئی خود کو فنا کردے۔ اسکے لئے کوئی دنیا رہیگی نہ خلق لور
درمیانی پردے اٹھادیئے جائیں گے۔ دیگر یہ کہ کوئی چیز لقائے
خدائے تبارک و تعالیٰ کے مانع نہیں ہے۔ جیسا کہ اس آیت
شریفہ میں فرمایا ہے۔ "پس جو کوئی اپنے رب
کی عبادت میں شرک نہ کرے حضرت مہدی
بندوں میں سے کسی کو اسکا شریک نہ ٹھہرائے حضرت مہدی
موعودؑ عمل صالح کے معنی عدم وجود فرمائے ہیں لور اس آیت
کے معنی یہ ہیں کہ جو کوئی اپنے پروردگار کے دیدار کا امیدوار ہو
پس اسکو چاہیے کہ عمل صالح کرے یعنی اپنے وجود کو میٹ دے
لور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔ اس
آیت میں طالب دیدار کے وجود کی بھی نفی ہے لور دیدار بھی اسی
معنی پر موقوف رکھا گیا ہے۔ اس آیت میں امر و نہی ہر دو ہیں۔
امر عمل صالح کرنا یعنی اپنے وجود کو فنا کردینا لور نہی شرک سے
بچنا لور متکلمین کے نزدیک شرک کے معنی دو معبود دیکھنا ہے لور
محققین کے نزدیک دو موجود دیکھنا ہے۔ پس اس آیت کے ذریعہ
امر و نہی سے حصول دیدار کیلیے ایک چیز کی نفی کی تاکید کی گئی ہے
لور وہ وجود غیر ہے۔ حقیقتاً اس کا وجود نہیں ہے لور وجود حقیقی تو وہی
وجود ہے جو واجب الوجود اور وجود غیر تو حکم عدم میں ہے۔ رباعی
میں تجھے وحدت کا راز بتاتا ہوں اگر سماعت رکھتا ہے۔ تو سن اس

در انجا در نگنجد ہوشیاری
اگر بے خود شوی این سربدانی
کہ باخود کس نداند سر باری

مقام پر تیری ہوشیاری کچھ کام نہیں آسکتی اگر تو بے خود ہے (یعنی اپنی خودی کو مٹا چکا ہے) تو اس راز کو سمجھے گا۔ اگر تجھ میں خودی باقی ہے تو اللہ کے اس راز کو نہ سمجھ سکے گا۔

پس وجود مانند وجود حقیقی ہمچو اب است و مانند وجود غیر ہمچوں سراب۔ نظم

پس وجود حقیقی پانی کے مانند ہے اور وجود غیر سراب کے مانند۔ نظم

بحر چوں دانست گہر وصف آں
موج پیاپے دو جہانش جہان
تو ہمہ آبی و خود یم سراب
آب حیاتی و ظلامم حجاب

سمندر ذات کے مانند ہے اور گوہر اس ذات کی صفت ہے اور یہ مسلسل امواج دونوں جہاں سے تعبیر کئے جاسکتے ہیں۔ تو سر تاپا آب ہے اور یہ سمندر، سمندر ان میں ہے بلکہ سراب ہے۔ تو آب حیات ہے اور ظلمت تیرا حجاب ہے

ماسوای حق جل و علا در معرض زوال است وفنا حقیقتش معلومسیت معدوم ، و صورتش وموجودیست موہوم ، دیر و زنہ بوداںست نمود ، امروز نمودیست بے بود پس ہر کہ دعوی وجود خود کند و خود را بجز وجود او تعالیٰ شانہ موجود بیند داعی باطل و مدعی کذاب است بدانکہ حق تعالیٰ و بندگان اوجل شانہ از وجود غیر بیزار اند کہ شرک باطنیست چنانچہ نقلست کہ درویشے را در حال نزع پرسیدند کہ ہیچ آرزوے داری تابیاریم گفت عدمے کہ اورا وجود نبود پس این نہایت مبالغت است در بیزاری وجود و نفی او نظم

خدائے بزرگ و برتر کے سواء جو بھی ہے زوال پذیر ہے اور اس کا انجام فنا ہے۔ اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ معدوم ہے۔ اگرچہ کہ اس کی صورت موجود ہے لیکن وہ موہوم ہے۔

دیروز نہ بود ست نمود امروز نمودیست بے بود

(کل اس کا وجود نہ تھا۔ آج اس کا وجود ہے لیکن فنا پذیر) پس جو کوئی اپنے وجود کا دعویٰ کرے اور خود کو اللہ جل و شانہ کے سوا موجود سمجھے وہ مدعی کذاب ہے۔ حق تعالیٰ اور اسکے خاص بندے غیر کی وجود سے بیزار ہیں کہ وہ شرک باطنی ہے چنانچہ نقل ہے کہ ایک درویش سے لوگوں نے حالت نزع میں پوچھا کہ آپکی کوئی آرزو ہو تو بتایئے تاکہ فراہم کریں فرمایا ایسا عدم لاؤ جس کا کوئی وجود نہ ہو۔ وجود سے بیزاری اور وجود سے نفی کے بارے میں یہاں مبالغہ سے کام لیا گیا

ظلمت ہستی زمیاں چوں رود
زاب معین زندہ بیچوں شود
ہست نما نیست شود نیست ہست
پس لمن الملك بخواند درست

وجود ہستی کا یہ اندھیرا درمیان سے کب ہٹ جائے گا اور پاک و صاف پانی سے کب یہ زندہ ہو جائے گا جو چیز موجود دکھائی دیتی ہے نہیں ہے اور جو نہیں ہے وہ وجود میں آجاتی ہے۔ اور لمن الملک کی تسبیح پڑھتی ہے۔ جاننا چاہیے کہ یہاں ایک بد نکتہ ہے۔ سب

باید دانست کہ اینجا نکتہ ایست باریك یعنی درجات مزجودات ہمہ محال جمال اویند

و مراتب کائنات مرائی کمال اویند تعالیٰ شانہ پس ہر کہ جرم آئینہ درمیان دید از جمال صورت حقیقی در حجاب شد اما بدانکہ ایں حاصل نشود تاآنکہ بانکر خفی مداومت نہ نماید و در مخالفت نفس نباشد و نکوشد

موجودات درجہ بدرجہ اسکے جمال کے مظہر ہیں اور کائنات کی ہر شئے میں اسکی صفت کا کمال موجود ہے۔ پس جو آئینہ کو درمیان میں رکھے تو حقیقی صورت کا جمال پردہ میں چھپ جاتا ہے اور جب ذکر خفی کی مداومت نہ ہو اور نفس کی مخالفت نہ کریں جمال کا مشاہدہ ناممکن ہے

یك قدم برنفس خود نہ دیگر در کوئی دوست پس ازینجا تحقیق شدکہ طالب دیدار مانع از دیدار ہمیں وجود اوست پس ہر کہ بخودنزدیك است از خدائے تعالیٰ دور وہرکہ از خود دور بخدائے تعالیٰ نزدیك ہمچناں بخود حاضر از خدائے تعالیٰ غائب و از خود غائب بخدائے تعالی حاضر پس بر طالب لازم گشت کہ در محو وجود خود بکوشد وایں را دشمن سخت پندارد کہ مانع مراد است و در مجاہدہ او بہمت تمام و قوت کمال در آید تا فتح باید چنانچہ میگویند رباعی

ایک پاؤں سے نفس کو کچل اور دوسرا پاؤں یار کے کوچہ میں رکھ پس یہاں اس امر کی تحقیق ہو گئی کہ طالب دیدار کے لئے جو چیز مانع دیدار ہے وہ وجود ہے پس جو شخص اپنے خود کے نزدیک ہے وہ خدائے تعالیٰ سے دور ہے۔ اور جو خدائے تعالیٰ سے قریب ہے۔ وہ اپنے آپ سے دور ہے۔ اسی طرح جو اپنے آپ میں حاضر ہے وہ خدائے تعالیٰ سے غائب ہے جو خدائے تعالیٰ کے پاس حاضر ہے وہ اپنے آپ سے دور ہے۔ پس ہر طالب پر لازم ہے کہ خود کے وجود کو میٹنے کی کوشش کرے اور اس کو اپنا دشمن سمجھے کہ وہ مانع مراد ہے۔ وہ تمام ہمت و قوت کے ساتھ طالب خدا پر فتح پانے کی کوشش کرتا ہے۔ جیساکہ اس رباعی میں فرماتے ہیں۔

اندر طلب دوست چو مردانہ شدیم
اول قدم از وجود بیگانہ شدیم
او علم نمی شنید لب بر بستیم
او عقل نمی خرید دیوانہ شدیم

طلب دوست میں جب ہم نے مردانگی اختیار کی اور اس راہ قدم رکھا تو سب سے پہلے اپنے وجود سے بیگانہ ہو گئے۔ وہ ہمارے علم کے بارے میں کچھ نہیں سنا۔ ہم نے اپنی زبان بند کرلی۔ اس نے ہماری عقل کا سودا نہیں کیا تو ہم نے دیوانگی اختیار کرلی۔

ایضاً

نیز فرماتے ہیں۔

تا دل زو جود خویش بر کندہ نہ
در بند خودی خدائے رابندہ نہ
گیرم کہ تو جانی و جہاں زندہ زتست
تا زندہ بجاناں نشوی زندہ نہ

جب تک تو اپنے وجود کا خیال دل سے نہیں نکال دے گا تو سمجھ کہ تو بند خودی میں گرفتہ ہے اور خدا کا بندہ نہیں ہے میں مانتا ہوں کہ تو زندہ ہے اور یہ زمانہ تجھ سے زندہ ہے۔ لیکن جب تک اپنے محبوب (خدا) کے پاس زندہ نہ ہو (یعنی ذکر خدا میں مشغول نہو) سمجھ کہ تو زندہ نہیں ہے۔ نیز فرمایا:۔

ایضا

یا دل از خانماں خود برکن
یا تمنا، عشق کمتر کن

یا تواپنے دل کو گھر بار سے اٹھالے یا اپنے عشق کی تمنا کو کم تر کردے

گز مرائے ز وصل می خواہی
ہمه تدبیر خویش ابتر کن

اگر محبوب سے وصل کی مراد رکھتا ہے تو اپنی تدبیر کو خاک میں ملادے

دیگر ۔

دیگر

حافظ صبور باش که در راه عاشقی
آنکس که جاں نداد بجاناں نمی رسد

اے حافظ تو صبر کر کہ عاشقی کے راستہ میں جس نے اپنی جان نہیں گنوائی وہ اپنے محبوب تک نہیں پہنچ سکتا۔

نظم ۔

نظم :۔

خدا دیدن کسے را نیست دشوار
خدا خواہی خودی خویش بگذار

خداکودیکھنا کسی کے لئے دشوار نہیں ہے
اگر خداکو چاہتا تو اپنی خودی کو چھوڑدے

ایضا ۔

نیز فرماتے ہیں۔

توز خود گم شو وصال انیست وبس
تو مباش اصلا کمال انیست و بس

توجب اپنی خودی سے گم ہوجائے تو بس سمجھ یہ یہی وصال ہے
جب تیری خودی مٹ جائے اور تو اپنے آپ میں نہ رہے تو سمجھ کہ تجھ کو یہ کمال حاصل ہوگیا

پس ازینجا ازروئے قطع و یقین معلوم گشت که بجز بیروں آمدن کلی از ہستی خود و گم شدن تمام از خودی خود رسیدن بوصال نیست پس بداں لے طالب که برائے حصول ایں معنیٰ تدبیر انیست که چنانچه دانه در صحبت خاک خود را خاک می سازد خلاصه که دروی ہست برمی آید ہمچناں طالب حق رابابد که در صحبت بنده خدائے تعالیٰ بتعلیم وے در کلمه لا اله الا الله خود را بفنا برساند تا بفضل الله تعالیٰ ببق برسد پس وقتیکه بدیں بزرگی رسیدی قل الحمد الله علی ذالك و قل ہذا فضل الله یوتیه من یشاء والله ذوالفضل العظیم بفضل حق رسد آنجا چوں سالك شود بر جمله اشیا مالك بیان ایں معنی لا نہایت است ایں مختصر مقصر چه طاقت و

پس یہاں سے ازروئے قطع و یقین یہ بات واضح ہوگئی کہ اپنی ہستی سے مکمل طور پر باہر آجاتے اور اپنی خودی کو کم کردینے وصال محبوب تک پہنچنا آسان نہیں ہے تلاتیجہ طالب اپنے مطلب کے حصول کے لئے تدبیر نہ کرے ۔چنانچہ دانہ خاک کی صحبت میں رہ کر خاک بنتا ہے پھر درخت بن کر ابھرتا ہے اور اس کو پھل لگتے ہیں۔اسی طرح طالب حق کو چاہیے کہ کسی بندہ خدا کی صحبت میں رہ کر اس سے کلمہ لا اللہ الا اللہ کی تعلیم حاصل کر کے فنا کے مرتبہ کو پہنچے۔اور بعد میں بقا کے مرتبہ کو پہنچے۔پھر کہے اس بات پر اللہ کا شکر ہے اور کہے " یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے ۔ اوراللہ بہت بڑے فضل و کرم والا ہے اور جب وہ سالک کا مقام حاصل کرلیتا ہے تو تمام اشیاء کا

گنجائش در بیان این معنی دارد که زبان کشاید و لیکن بحکم نقل مرشد المرشدین حضرت بندگی میاں سید خوندمیر رضی الله عنه که فرموده اند انچه حق است باید گفت که بارے از گفته خود ہم شرم آید برائے ہوشیار ساختن و ترسانیدن ذات خود را وشنوانیدن طالبان حق فالله الهادی الیٰ رویته تعالی شانه اللهم اهدنا الی رویتك برحمتك یاارحم الرحمین و بکرمك یا اکرم الاکرمین یا عزیز یا غفور یا ستار یا حیّ یا قیوم

مالک بن جاتا ہے ۔اس معنی کا بیان لامتناہی ہے۔ اس مختصر رسالہ میں اسم معنی کے بیان کی طاقت و گنجائش کہاں ۔لیکن جیسا کہ حضرت مرشد المرشدین بندگی میاں سید خوندمیرؒ حکم فرمائے ہیں کہ جو کچھ حق ہو کہنا چاہیے شرم نہیں کرنی چاہیے ۔اور یہ حکم طالبان حق کو سنانے کے لیے اور ان کو ہوشیار بنانے اور خود اپنی ذات سے ڈرانے کے لئے ہے۔ پس اللہ اپنی رویت کا راستہ بتا اپنی رحمت سے یاارحم یاالراحمین اور اپنے کرم سے یا اکرم الاکرمین۔ یا عزیز یا غفور یا ستار یا حی یا قیوم ۔

فصل چهارم
در بیان ہجرت

بداں اے طالب که ہجرت عبارت است از جد اشدن از چیزے وہجرت وطن فرض شده است فرموده حضرت مہدی موعود علیه السلام و بریں معنی شہادت از قرآن مجید ظاہر و باہر است کما قال الله تعالی ومن یخرج من بیته مهاجرا الی الله و رسوله ثم یدرکه الموت فقد وقع اجره علی الله بدانکه اجر مہاجراں از فرموده حضرت مہدی موعود علیه السلام و از قرآن مجید ثابت است . پس بداں اے طالب که ترتیب ہجرت وطن این است که ترک دنیا کرده و طلب حق تعالیٰ اختیار نموده از وطن خویش که آبا و اجداد دراں می ماندند و نفس بداں الفت میداشت جدا شود وخانماں خود را بگذارد پیش بنده خدائے تعالیٰ رود چنیں بنده که ہیچ وطن مقید ندارد که ہمه اوطان بخشیته الله و لمرضات الله گذاشته است و در ولایت درد و محبت حق وطن ساخته است

فصل چہارم
ہجرت کے بیان میں

جان اے طالب کہ ہجرت کے معنی کس چیز سے جدائی کے ہیں ۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے فرمان سے ثابت ہے کہ وطن سے ہجرت کرنا فرض ہے اور اس بات پر قرآن مجید گواہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کرکے اپنے گھر سے نکل جائے پھر اسکو موت پکڑلے تو اسکا ثواب اللہ کے ذمہ ہوچکا۔ پس مہاجروں کا اجر آیات قرآن مجید سے ثابت ہے ۔ پس اے طالب سمجھ لے کہ وطن سے ہجرت کا طریقہ ہے کہ ترک دنیا کرنا طلب حق اختیار کرنا اور اپنے آبائی وطن کو جس سے محبت ہے چھوڑ دینا ۔ اور جو کوئی اس راستہ پر چلتا ہے اپنے گھر کو چھوڑ دیتا اور اللہ کے خوف سے اور اس کی مرضی سے سب چھوڑ کر ولایت عشق حق کو اپنا وطن بنالیتا

ہمه مرادات باشارت سلطان عشق در باخته است طوعاً و رغبتاً دراں وطن مانده است حدیث حب الوطن من الایمان برخود خوانده است ہمگی رختِ وجود آنجا برده است سفر ازاانجا قطعه من النار شمرده است کالاء ہستی را بتاراج داده است خانه نیستی رابنیادنهاده است ہر لحظه دو دیده خویش تر میکند کاریکه ویرا فرموده اند پیشتر می کند ، عجب کاریست که اورا داده اند تحفه باریست که بر سر اونهاده اند پس بدلں اے طالب که بنده خدائے تعالیٰ ہیچ وطن مقید نمیدارد و باہیچ جائے دل نمی بندد و ہرجلکه می باشد محض الله تعالیٰ و ازہر جاکه می خیزد محض لله تعالیٰ پس ہر که در صحبت بنده خدائے تعالیٰ برائے حصول مقصود خود می باشد ہمیں نیت کرده می باشد که ہر سو که بنده خدائے تعالیٰ روانه شود ہمراه او شویم و ہرجاکه اقامت نماید نزدش بمانیم و ہمه اوطاں گذاشتیم و ہیچ وطن نداریم مگر در طاعت حق سبحانه تبارك و تعالیٰ

ہے لور سلطان عشق کے اشلروں پر چلتا ہے لور نہایت اطاعت و رغبت سے اس وطن میں رہتا ہے ۔ لور یہی وہ وطن ہے جس کے بدلے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرملیا ہے حب الوطن من الایمان لور اس کی متابعت میں یہ بندہ خدا اپناٹھکانہ اس جانب کیا ہے ۔ اپنی ہستی کے اسباب کو ترک کرکے خانہ نشینی کی بنیاد رکھا ہے ۔ عجیب کام ہے جو اس کے سپرد کیا گیا ہے ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا تحفہ ہے جو اس کے سر پر رکھا گیا ہے۔ پس بندہ خدا کسی وطن کا مقید نہیں ہے لور کسی جگہ سے دل نہیں لگاتا ۔ وہ جہاں بھی رہتا ہے اللہ کے لیے لور جہاں سے ہٹ جاتا ہے محض اللہ کے لئے۔ پس جو کوئی اس بندہ خدا کی صحبت میں اپنے حصول کے لئے رہتا ہے یہی نیت کرکے رہتا ہے کہ جہاں بھی وہ بندہ خدا جائے گا میں بھی اس کے ساتھ جاؤں گا لور وہ جہاں بھی اقامت گزیں ہو میں بھی اسی کے ساتھ رہوں گا۔ ہم سب وطن چھوڑدئے ہیں لور ہمارا کوئی وطن نہیں سوائے حق سبحانہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت کے

فصل پنجم

در بیان ذکر الله تعالیٰ

بدانکه حضرت امام آخر الزماں خلیفته الرحمان مهدی موعود علیه السلام بفرمان خدائے تعالیٰ ذکر کثیر فرض کرده اند و بریں معنی شهادت از قرآن ظاہر و باہر است کما قال الله تعالیٰ فاذکروا الله قیاما و قعودا وعلی جنوبکم پس باید دانست لهذا حضرت مهدی موعود

فصل پنجم

اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بیان میں

حضرت امام آخر الزماں خلیفۃ الرحمٰن مہدی موعود علیہ السلام نے بفرمان خدائے تعالیٰ ذکر کثیر کو فرض فرملیا ہے لور اس امر پر آیات قرآنی شاہد ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " پس یاد کرو اللہ کو کھڑے بیٹھے لور لیٹے ۔ پس جاننا چاہیے کہ اللہ کا ذکر

فرموده اند که ہر که سه پاس یاد خدائے تعالیٰ کند وپنج پاس کاربار خویش کند آنکس منافق است وہرکه چهار پاس یاد خدائے تعالیٰ کندو چهار پاس کار بار خود آنکس مشرك است و ہرکه پنج پاس یاد خدائے تعالیٰ کند و سه پاس کار بار خویش کند آنکس مومن ناقص است پس بداں اے طالب که ہر که تمام حدود شریعت محمد مصطفیٰ وہمه متابعت مهدی مراد الله را در کل حالات و اوقات نگاه میدارد و اورا ذکر کثیر حاصل شدپس آنکس از فرموده حضرت امام مهدی مومن است اگر گوئی که حکم ایمان برویة تعالیٰ ہم از فرموده حضرت امامؑ ثبوت یافته پس درین ہر دو نقل موافقت بچه نوع صورت بندد تا جواب اینست که بدانکه حضرت امامؑ ذاکر پنج پاس راکه ناقص مومن فرموده اند مراد ہمون است که از ذکر الله تعالیٰ عشق پیدا می شود و ازو افزونی میگردد پس چونکه عشق تمام شد حجاب از درمیان برخاست و طالب بمطلوب رسید پس طالبے که درطلب حصول آں معنی حال حیات خود را مصروف سازد یعنی باجمیع صفات طالب صادق ذکر پنج پاس کند ازیں عالم بجز عطاء لقاء الله تعالیٰ سفر نکند بدانکه براے رسیدن بهر مرتبه سلمے است دوستان حق تعالیٰ براے رسیدن لقاء اوجل شانه ذکر الله تعالیٰ دوام فرموده اند بدیں وجه مداومت نماید که بکثرت ذکر نام حق تعالیٰ دل زنده گردد حضرت امام آخر الزماں خلیفته الرحمن مهدی موعود علیه السلام فرموده اند :

فرض دوام ہے حضرت مہدی موعود علیہ السلام فرمائے ہیں کہ جو شخص تین پاس ذکر کرتا ہے اور پانچ پاس دنیاوی کاروبار میں مشغول رہتا ہے وہ منافق ہے ۔ اور جو چار پاس یاد خدا میں رہتا ہے اور چار پاس اپنے کاروبار میں رہتا ہے وہ مشرک ہے ۔ اور جو پانچ پاس یاد خدا میں رہتا ہے اور تین پاس اپنے کاروبار میں وہ مومن ناقص ہے۔ حدود شریعت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم اور مہدی مراد اللہ علیہ السلام کی ہر حال اور ہر اوقات میں حفاظت کرنی چاہیے اور امام علیہ السلام کے فرمان سے وہی مومن ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ کا دیدار بھی فرمان مہدی موعود علیہ السلام سے ثابت ہے ۔ جب مومن ناقص کے ذکر اللہ کا مشغلہ بڑھتا ہے تو عشق خدا پیدا ہوتا ہے اور جب عشق تمام ہوتا ہے تو طالب و مطلوب کے درمیان پردے اٹھ جاتے ہیں اور طالب صادق پر لازم ہے کہ پانچ پاس کا ذکر کرے اور اس دنیا سے اس کی عطا اور لقاء کے بغیر سفر نہ کرے اور ہر مرتبہ اسی میں سلامتی ہے ۔ دوستان خدا اس کے دیدار کے لئے ذکردوام کا حکم فرمائے ہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے سے دل زندہ رہتا ہے۔ حضرت امام آخر الزماں خلیفتہ الرحمان مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایاہے :۔

دل کو زندہ کرنے کی کوشش کرو تن کو کیا سنوارتے ہو

کوش تا دل زنده گردد تن چه آراتی بکار
مرده را کے سود دارد گور با نقش و نگار

ایضا قال الامام علیه السلام اطهر القلب دائماً اطهر الثیاب اولاتطهر لاتجسس بتطهیر الثیاب ولا تهجع بهذه النوم ۔ بداں لے طالب که شرف ذکر الله تعالیٰ نهایت ندارد زیراکه حق سبحانه و تعالیٰ در کلام مجید فرموده اتل ما اوحی الیك من الکتاب واقم الصلوة ان الصلوة تنهی اعن الفحشاء والمنکر ولذکر الله اکبر ۔ دریں محل بعضے مفسر گفته اند که ہر آئینه یاد خدائے تعالیٰ بزرگتر است از آنکه کسے قدر او بشناسد ایضاً بدانکه بر ذاکر ان حق تعالیٰ چنیں بخشش است که نهایت ندارد کما قال الله تعالیٰ فاذ کرونی اذکر کم پس بداں لے طالب که از بخشش ایں نعمت ہیچ نعمت فاضل نیست در ہر دو جهاں بدانکه در تفسیر مواهب زیرایں آیت معنی اش بخشش وجود گفته پس مرا یاد کنید بطاعت تا شمارا یا دکنم بمغفرت ۔ ابن عتبه رحمته الله علیه میگوید از اخبار بما رسیدکه حق سبحانه و تعالیٰ فرمود که بندگان خود را چیزے داده ام که اگ جبرئیل و میکائیل را دادمے ہر آئینه نعمتے بزرگ بدیشاں تمام کرد مے وآں انیست که گفت ام فاذکرونی انکر کم و در جواہز التفسیر قریب بصد وجه دریں آیت مذکور شده و چوں دریں ترجمه بساط اطناب مطوی است بیك و دو نکته از سخن محققاں اختصار میکند و در کشف الاسرار آورده که رب العالمین گفته لایزال العبد یذکرنی و اذکره حتی عشقنی نتیجه دوم ذکر کمال محبت که آنرا

مردہ کو نقش و نگار کرنے اور آراستہ کرنے سے کیا فائدہ

نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمیشہ دل کو پاک رکھنے کی کوشش کرو ۔ کپڑے میلے ہوں یا صاف ان کو صاف کرنے کی کوشش نہ کرو ۔ پس جان اے طالب کہ ذکر اللہ کے شرف کی کوئی انتہا نہیں ہے جیسا کہ حق تعالیٰ کلام مجید میں فرماتا ہے "جو کچھ وحی آپ ﷺ کے پاس آتی ہے وہ پڑھو اور نماز قائم کرو نماز فحش کاموں اور منکرات سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی عبادت ہے " اور اس بارے میں اکثر مفسرین فرماتے ہیں کہ ہر حال میں ذکر خدا بزرگ ترین عبادت ہے اس کے لئے جو اس کی قدر جانتا ہے ۔ ذاکران حق پر اتنی بخشش ہے کہ اس کی انتہا نہیں نیز آیت فاذکرونی اذکرکم (تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا) پس دونوں جہاں میں اس نعمت سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ۔ تفسیر مواہب میں اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ تم اطاعت سے اس کو یاد کرو اور وہ مغفرت سے تمہیں یاد کرے گا ابن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ خبر ہم کو ملی کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندوں کو ایسی چیز عطا کیا ہوں کہ جو جبریل و میکائل کو دیتا تو ہوں اور ان پر ہر طریقہ سے میری نعمتوں کا اہتمام ہو جاتا ہے اور وہ نعمت یہ ہے کہ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا "جواہر التفسیر میں اس آیت کے (۱۰۰) سو وجوہ بیان کئے گئے ہیں بوجہ اطناب ہم ایک دو نکتے محققوں کے سخن سے مختصراً بیان کرتے ہیں : کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ جو بندہ مجھے یاد کرتا ہے اور میں اس کو یاد کرتا ہوں اور میں اس کو یاد کرتا ہوں تو وہ میرے عشق میں مبتلا ہوتا ہے ۔ نتیجہ دوم یہ کہ ذکر کمال محبت ہے اور اسی کو عشق کہتے ہیں ۔ مراد اس ذکر سے ذکر زبان نہیں بلکہ ہر حال میں دل و جان سے یاد کرنا

عشق خوانند و مراد ازیں ذکر نه ذکر زبان است بلکه ذکر دل و جنان است در نهایت حال سلطان العارفین قدس سره را پرسیدندکه چرا از شما ذکر بزبان کمترمی شنویم فرمودند که زبان بیگانه است درمیان نمی گنجد واسطی رحمته الله علیه فرمودند که حقیقت ذکر نسیان ذاکر است بمذکور بداں اے طالب که شرف ذکر کثیر در قرآن مجید هویدا است کما قال الله تعالیٰ فی قصته البدر اذکر والله کثیرا العلکم تفلحون الایه ایضا فی جزء الثا من عشرین فی ذکر صلوة الجمعة قال الله تعالیٰ و اذکروا الله کثیرا لعلکم تفلحون واطمینان دلهائے موماناں از ذکر الله تعالیٰ است آنهم از قرآن مجید است کما قال الله تعالیٰ الذین آمنوا تطمئن قلوبهم بذکر الله الا بذکر الله تطمئن القلوب کذا کذا آیات قرآن بسیار اند و کذا فی الاحادیث قال النبی صلی الله علیه و سلم کل نفس یخرج بغیر ذکر الله فهومیت ایضا قال علیه السلام کلمة لا اله الا الله ینبت الایمان کما ینبت الماء البقلة بداں اے طالب که شرف ذکر بیش از بیش است و مشهور الاشهر لهذا دریں جا سخن مختصر کرده می شود اگرچه تو طالب حق جل و علاهستی تا در رساله مقرب اله خلیفه خلیفة الله امجد الوزیر بدر المنیر مفخر السادات حضرت بندگی میاں سید خوندمیر علیه رضوان الله نظر فرماید که در انجا بیان ذکر الله تعالیٰ باقواعد پر فوائد واضح وار چناں شده است که طالب مبتدی و متوسط ومنتهی راهدایت تمام است چنانکه آنحضرت رضی الله عنه فرموده که چوں حضرت مصطفیٰ صلی الله علیه و سلم و پیغمبراں

مقصود ہے۔

سلطان العارفین قدس اللہ سرہ سے کسی نے سوال کیا کہ ہم آپ کی زبان سے ذکر خدا کم سنتے ہیں۔ فرمایا کہ زبان بے گانہ ہے اور درمیان میں نہیں سماسکتی اور واسطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ ذاکر اپنے ذکر میں سب کچھ بھول جائے۔ اے طالب اس بات سے آگاہ ہو کہ قرآن مجید میں ذکر کثیر کا بہت ہو اشرف بتلایا گیا ہے۔ قصہ بدر کی آیت میں فرماتا ہے اللہ کو کثرت سے یاد کرو شاید تم فلاح پاؤ نیز اٹھائیسویں جز میں سورہ جمعہ کی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ کو کثرت سے یاد کرو شاید تم فلاح پاؤ۔ اور مومنوں کے دلوں کو اللہ کی یاد سے ہی اطمینان ہوتا ہے۔ یہ بھی قرآن مجید میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کی یاد سے مطمئن ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کی یاد سے دلوں کو سکون ملتا ہے اس طرح ذکر خدا کے بارے میں بہت آیات ہیں اور احادیث میں بھی مذکور ہے نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نفس اللہ کی یاد کے بغیر نکلے وہ میت ہے۔ نیز فرمایا علیہ السلام نے کہ لا الہ الا اللہ ایمان کو ایسا اگاتا ہے جیسا کہ پانی ترکاری کو پس جان اے طالب کہ ذکر کثیر کا شرف بہت ہے اور مشہور الاشہر ہے۔ یہاں سخن مختصر کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ خلیفہ، خلیفتہ اللہ امجد الوزیر بدر المنیر، مفخر السادات، حضرت بندگی میاں سید خوندمیر علیہ الرضوان اللہ اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں کہ اس رسالہ کو پڑھو اس رسالہ میں طالب مبتدی، متوسط اور منتہی کے لئے ہدایات ہیں۔ چنانچہ آنحضرتؓ نے فرمایا کہ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے تمام پیغمبر علیہم السلام ذکر خفی کی تعلیم دینے پر مامور تھے

دیگر مامور بنکر خفی باشند معلوم گشت که نکر خفی اولیٰ تراست از ہمه انکار و آلت نکر قلب است تاآنکه یاد حق در دل قرار نگیرد و ذاکر از صفات غفلت بیرون نیاید و قرار دادن یاد حق را بغیر پاسداری نفس محال باشد و بغیر نکر پاس انفاس دل از خواطر و اوہام پاک نشود زیراچه منشاء و مستقرنفس قلب است و بعد از چند عبارت فرموده اند که بغیر از نکر پاس انفاس بشمول جمیع اوقات یاد حق میسر نشود و نکر الله فرض دوام است کما قال سبحانه و تعالیٰ فاذکر والله قیاماً وقعوداً وعلی جنوبکم ای دو مواعلی نکر الله تعالیٰ واین فریضه ادا نشود تاآنکه پاس داری نفس نکند و نفس مقید به بینی نیست بلکه اورا دخل در جمیع اعضاء است وہم ازیں جہت روندگان راہحق و جویندگان ذات مطلق نکر خفی را 'اولیتر داشته اند زیراکه بے نکر خفی و نکر پاس انفاس وجود و ذاکر از لوث ریاء و عجبپاک نشود نکر دوام حاصل نیاید ہمه در رساله آنحضرت سطور است تاکه طالب بمطلوب رسد درینجا جمله بیان مرقوم نشد ان کنت الطالب الصادق فانطر فیه ایضا بدانکه ہمچناں ہمه صدقه خواہاں و فیض منداں آنحضرت ہمیں نصیحت فرموده اند چنانکه بندگی میاں مصطفی رحمته الله علیه صدقه خواه و طالب و مقلد حضرت بندگی میاں سید محمود نور الله وجہه ، بانوار تجلیات الذات در مکتوب دہم بسوی نکر الله تعالی طالبان حق ترا ترغیب کرده اند عبارتش انیست : ۔

معلوم ہوا کہ ذکر خفی سب عبادتوں سے افضل ہے اور ذکر کا آلہ دل ہے ۔اور جب تک حق دل میں جاگزیں نہ ہو ذاکر غفلت کی صفت سے باہر نہیں ہوتا اور بغیر ذکر پاس انفاس دل خواطر و اوہام سے پاک نہیں ہوتا ۔ اللہ کا ذکر فرض دوام ہے جیسا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے ۔ " اللہ کو اٹھے بیٹھے اور لیٹے یاد کرو یعنی ہمیشہ یاد کرتے رہو اور جب تک یہ فریضہ ادا نہ ہو نفس کی پاسداری یا حفاظت نہیں ہوسکتی ۔ نفس صرف ناک میں مقید نہیں ہے بلکہ سب اعضاء میں اس کا دخل ہے ۔ اسی لئے راہ حق پر چلنے والے اور ذات مطلق کو تلاش کرنے والوں نے ذکر خفی کو اولیٰ تر قرار دیا ہے کیوں کہ ذاکر کا وجود ذکر خفی اور پاس انفاس کے بغیر عجب و ریا سے پاک نہیں ہوتا۔ اس کو ذکر دوام حاصل نہیں ہوتا ۔ یہ سب آنحضرت رضی اللہ عنہ کے رسالہ میں مسطور ہے تاکہ طالب اپنے مطلوب کو پہنچے ۔ یہاں ہم نے جملہ بیان مرقوم نہیں کیا ہے ۔ اگر تو طالب صادق ہے تو اس رسالہ میں دیکھ لے ۔ اسی طرح آنحضرت ؓ کے سب صدقہ خواہاں و فیض منداں یہی نصیحت فرماتے ہیں ۔ چنانچہ بندگی میاں مصطفیٰ رحمتہ اللہ علیہ صدقہ خواہ و طالب و مقلد حضرت بندگی میاں سید محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوب دہم میں طالبان حق کو ذکر اللہ کی ترغیب دیئے ہیں وہ عبارت درج ذیل ہے۔

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی لاتدرکه ، الابصار والصلوه علی النبی وآله الاخیار والسلام علی المهدی و اصحابه الاحرار اما بعد نظم ـ

سلام علیکم ایا یار دین
سزا نیست تسویف درکار دین
دریں کار کوشش بسے بایدت
که مکشوف یابی تو اسرار دین
دل اہل دنیا بدنیا خراب
دل مرد ایں رہ گرفتار دین
چو منزل بروبی بجاروب لا
شود نازل آنوقت انوار دین

بباید دانست که در اشتغال امور دنیا ہیچ سودے نیست نزدیک ارباب تحقیق عالم دنیا را وجودے نیست احتراز اصحاب تفرقه پیشه اہل دین است ولا ترکنوا الی الذین ظلموا اشارت برین است نظم

ایں تفرقه بیہوده گذار اے دل من
آہے زسر عشق بر آر اے دل من
ایں عالم فانیست و داعش میده
باعالم فانیت چه کار اے دل من
ایں زیرگی بیہود بگذار بباش
دیوانه آں روے نگار اے دل من

خرد مند انفاس حیات معدود بر عبادت پاس انفاس عطائیست بے نہایت موعود ہاں تا دریں کار فتور پیش نیاید مرد عاقل را کاہلی ہیچ وجه نشاید. رباعی ـ

بسم الله الرحمن الرحیم

تمام تعریف اللہ کے لئے سزاوار ہے جس کو نظریں نہیں پہچان سکیں لور درود و سلام ہو نبی کریم ﷺ پر لور ان کی آل پر مہدی موعودؑ لور ان کے اصحاب پر :۔

اے یاران دیں تم سب پر سلام ہو
دینی امور میں تاخیر کرنا مناسب نہیں ہے
اس کام میں بہت کوشش کی ضرورت ہے
کہ تم پر دین کے اسرلر واضح ہو جائیں
دنیا والوں کا دل دنیا کے کاروبار میں خرلب ہے
لور مردان دین، دین کے راستہ پر چل رہے ہیں
اگر تم لا کی جھاڑو سے اپنی منزل کی صفائی کرو
تو اس وقت دین کے انولر نازل ہوں گے

جاننا چاہیے کہ امور دنیا میں مشغول رہنے میں کوئی فائدہ نہیں۔ لرباب تحقیق کے نزدیک دنیا کا وجود و عدم یکساں ہے۔ اصحاب تفرقہ سے احتراز کرنا اہل دین کا پیشہ ہے۔ جو لوگ ظالم ہیں ان کا ساتھ نہ دو، اس کی طرف اشارہ ہے۔ نظم

اے دل اس بیہودے تفرقہ کو چھوڑ دے
لور عشق کی ایک آہ کھینچ
یہ عالم فانی ہے اس کو چھوڑ دے
اے دل فنا ہونے والی دنیا سے کیا کام
اس بے ہودہ ہشیاری کو چھوڑ
لور معشوق کے چہرے کا عاشق ودیولنہ ہو جا

اے خرد مند انفاسِ حیات بہت تھوڑے ہیں لور عبادت پاس انفاس بہت بڑی عطا ہے لور اس کام میں فتور نہ آنا چاہیے لور مرد عاقل کو کاہلی نہیں ہونا چاہیے۔ رباعی ـ

اگر خواہی بکام جاں شراب وصل در نوشی
نباید بر دلت یارا از ویکدم فراموشی
بمالوفات طبع خود قطعیت و شرط ایں راہست
اگر تو مرد ایں راہی بخلوت باش و خاموشی

فاذکر واللہ ذکراً کثیراً امر است از حضرت باری در اطاعت امرش عزت است و در ترک اطاعتش خواری ، ہر سفیہے کہ آں محبوب را فراموش کرد حقا کہ حلقہ عبودیت شیطان در گوش کرد ، ایں سخن احتمال نیست بلکہ یقین است ، **ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض** له شیطاناً دلیل این است انا جلیس من ذکرنی چہ اشارت است یعنی ذاکراں را بقرب حق بشارت است طالبے کہ برےے ایں راہ کشادند ہر آئینہ عطاء بے نہا تیش بدادند فمن اعرض عن ذکری معلوم می شود کہ چہ وعید است یعنی تارک ذکر در ہر دو جہاں بعید است فاذکرونی اذکر کم ذاکر حق را ترغیب واشکر والی ولا تکفرون برتارک ذکر ترہیب نظم ۔

کنوں ہشد ارکاینجاکار ذکر است
غریباں را دریں رہ یاد ذکر است
چو خواہی بر تو سرے کشف گردد
یقیں داں کا شف اسرار ذکر است
اگر خواہی بنور او رسیدن
دلا بس جاذب انوار ذکر است
تو ایں گفتار باور دار از من

اگر تو شراب وصل پینا چاہتا ہے تو اے دوست تجھ کو یہ کام کرنے سے یکدم فراموش نہ ہونا چاہیئے۔ اس راستے کی اولین شرط یہ ہے کہ ان سب چیزوں کو چھوڑ دینا چاہیے جن سے تجھ کو محبت ہے۔ اگر تو اس راستہ کا شہسوار ہے تو خلوت اور خاموشی اختیار کر۔ اللہ کو کثرت سے یاد کرنا فرض عین ہے اور اس کے حکم کو بجالانے میں عزت ہے اور اس کی اطاعت کو ترک کرنے میں بے عزتی ہے۔ جو نادان اپنے اس محبوب کو بھول جاتا ہے وہ شیطان کے حلقہ عبودیت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس سخن میں ذرہ برابر بھی احتمال نہیں بلکہ یہ ایک یقینی بات ہے یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ جو اللہ کی یاد کے بغیر زندگی بسر کرتا ہے تو ہم اس کو شیطان کا قرین بنا دیتے ہیں۔ نیز انا جلیس من ذکرنی (میں اس کے ساتھ رہتا ہوں جو مجھے یاد کرتا ہے) اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ذاکران حق کو تقرب کی بشارت ہے۔ جس طالب پر یہ راستہ کھول دیتے ہیں اس کو بے نہایت عطا دیتے ہیں۔ من اعرض عن ذکری وعید ہے اور تارک ذکر کا مقام دو جہاں سے بعید ہے۔ فاذکرونی اذکر کم ذاکر حق کے لئے نوید ہے اور اشکروا لی ولا تکفرون (میری نعمتوں کا شکر ادا کرو نعمتوں کو مت جھٹلاؤ) تارک ذکر کے لئے وعید ہے۔ نظم۔

اب ہشیار ہو جا یہاں ذکر خدا ہو رہا ہے اس راستے میں غریبوں کا کوئی یار ہے، تو وہ صرف ذکر ہے۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تجھ پر یہ راز کھل جائے تو یہ بات یقین سے سمجھ لے کہ ان بھیدوں کو کھولنے والا صرف ذکر ہے۔ اگر تو اس کے نور تک پہنچنا چاہتا ہے تو ذکر میں مشغول ہو جا۔ تمام انوار کو جذب کرنے والا ذکر ہی ہے اے دوست میری اس بات کو یقینی جان کہ ذکر

که بیشك رافع استار ذکر است

چو پرسی کاندریں رہ چو تواں رفت

شنو از من که آں رفتار ذکر است

گلے از باغ می خواہی که چینی

محقق داں گلے بے خار ذکر است

عزیز من ارباب ارشاد برائے مداومت ذکر ملازمت خلوت شرط کردہ اند پس کسانیکه خلوت نگزیدہ انداز جہاں ذکر در پردہ اند مثنوی ؎

اگر تو لذت ایں ذکر یابی

بجان و دل سوے خلوت شتابی

اگر خلوت گزینی مرد گردی

براہ عشق بازی فرد گردی

ہلا بر خیز اندر رہ قدم زن

میان عاشقاں باعشق دم زن

دریں وادی کنواں مردانه میباش

شراب عشق را خمخانه میباش

قال سید الانام علیه الصلوة والسلام کل تقی آلی یعنی ہر که برخاسته از جان و تن است یقین داینلکه او فرزند من است پس ہر که خواہد که در زمرہ آل در آید برو لازم است که از تدبیر معیشت بدر آیداللہم وفقنا لما تحب و ترضیٰ و صلی اللہ علی خیر خلقه محمد واٰلهٖ اجمعین ۔ بداں اے طالب که شرف ذکر اللہ تعالیٰ بسیار است و لیکن درینجا سخن مختصر کردہ شد که خیرالکلام بر اختصار است الجنة ونعیمها لمن قال لا اله الا اللہ والجہنم و نیرانہا لمن لم یقل لا اله الا اللہ اللہم اہلنا

رتبہ کو بلند کرنے والا اور گناہوں کی پردہ پوشی کرنے والا ہے اگر تو پوچھے کہ اس راستہ کو کیسے طے کرسکتے ہیں تو مجھ سے سن کہ اس راستہ کو صرف ذکر سے طے کرسکتے ہیں۔ اگر تو اس بات سے پھول توڑنا چاہتا ہے تو بغیر کانٹے کا پھول لے جس کو ذکر کہتے ہیں۔

عزیز من ! ارباب ارشاد نے مداومت ذکر کے بدلے میں جو شرط رکھی ہے وہ خلوت ہے جنہوں نے خلوت اختیار نہیں کی وہ ذکر کی لذت سے محروم ہیں ۔ اگر تجھ کو ذکر خدا کا مزہ لگ جائے گا تو جان و دل سے خلوت اختیار کرلے گا ۔ اگر تو خلوت اختیار لے گا تو عشق بازی کے راستے میں بے مثال مرد بن جائے گا ۔ اے دوست اٹھ اور اس راستے میں قدم رکھ اور عاشقوں کے ساتھ رہ کر عشق کا دم بھر ۔ تو اس وادی میں مردانگی سے رہ اور تو خود شراب عشق کا خم خانہ بن جا۔

سید الانام علیہ الصلوٰۃ و السلام فرماتے ہیں کہ ہر پرہیزگار میری آل سے ہے یعنی جو شخص اپنے جان و تن کو راہ خدا میں دیدے وہ میرا فرزند ہے۔ پس جو کوئی زمرہ آل نبی ﷺ میں شریک ہونا چاہے اس پر لازم ہے کہ تدبیر معیشت کو ترک کردے۔ یاالہی ہم کو قائم کردے ان سب چیزوں پر جنہیں تو پسند کرتا ہے اور جن سے تو راضی ہے۔ درود و سلام ہو محمد ﷺ اور ان کے آل پر۔ پس جان اے طالب کہ ذکر خدا کا شرف بہت ہے لیکن یہاں مختصر بیان کیا گیا ہے۔ اچھا کلام وہی ہوتا ہے جو مختصر ہو۔ جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس کے لئے جنت اور اس کی نعمتیں ہیں اور جو لا الہ الا اللہ

الی ذکرک کما هلیت عبادك المخلصین برحمتك یا ارحم الراحمین و بکرمك یا اکرم الاکرمین .

فصل ششم

در بیان عزلت

بدانکه عزلت عبارتست از خلوت گزیدن از دنیا و از اہل دنیا پس در ابتدا صورتش انیست که تدبیر روزی من کل الوجوه ترك کند پس چونکه تدبیر روزی واکتساب رزق بصدق جان ترك گرد واز دنیا عزلت گرفت واز خلق دنیا عزلت گرفتن آنست که چونکه طالب حق دنیا ترك کرده فقیر شد باز باخلق دنیا الفت و محبت ندارد و گاہے بر در شاں نرود و ہیچ وجه از یشاں چیزے نخواہد و در نہایت صورت عزلت انیست که صفات طالب صادق اختیار کرده برائے حصول ذکر دوام که آنرا زندگی دل می خوانند در اکثر اوقات در کنج خلوت بماند و بخصوری دل حق سبحانه و تعالیٰ را از دل و جان یاد کندو ہیچ خواطر واوہام را جائے ندہد و دریں کار چنداں مداومت نمایدکه بفضل الله تعالیٰ زندگی دل حاصل شود بدانکه ہمه بہره مندان ولایت به بسیار وجه برائے گوشه نشستن طالبان را ترغیب نموده اند چنانکه بندگیمیاں مصطفیٰ رحمته الله علیه فرموده زینہار از خلائق گوشه گیر اگر ہیچ میدانی تیغ فنا بر نفس خود زن اگر مرد میدانی ایضاً فرموده اند نظم ؎

نہیں کہتا اس کے لئے جہنم کی آگ ہے۔ یااللہ ہم کو اپنے ذکر کی رکھتا جیسا کہ تو نے اپنے مخلص بندوں کو ہدایت کی رکھتا ہے۔ اے ارحم الراحمین اے اکرم الاکرمین ہم پر رحم و کرم فرما۔

فصل ششم

عزلت کے بیان میں

عزلت کا مطلب ہے دنیا اور اہل دنیا سے خلوت اختیار کرنا اور اس کی ابتدائی صورت یہ ہے کہ روزی کی تدبیر کو بالکلیہ ترک کردینا۔ روزی کے تمام تدابیر اور اکتساب رزق کے جملہ راستے چھوڑ دینا۔ جب طالب حق دنیا ترک کرکے فقیر ہو جاتا ہے تو خلق دنیا سے اس کو کوئی الفت و محبت نہیں رہتی وہ کبھی بھی اہل دنیا کے در پر نہیں جاتا۔ اور ان سے کوئی چیز طلب نہیں کرتا۔ عزلت کی انتہائی صورت یہ ہے کہ طالب صادق بن کر ذکر دوام میں مشغول ہوجائے اور اسی کو "زندگی دل" بھی کہا جاتا ہے اور اکثر اوقات کنج خلوت میں حضور دل کے ساتھ حق سبحانہ و تعالیٰ کو دل و جان سے یاد کرتا ہے اور خواطر و اوہام کو دل میں جگہ نہیں دیتا۔ اور اس کام میں اتنی مداومت اختیار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے زندگی دل حاصل ہوجاتی ہے۔ بہرہ مندان ولایت طالب خدا کو گوشہ نشینی کی ترغیب دیتے ہیں۔ چنانچہ بندگیمیاں مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تو حقیقت سے واقف ہے تو خلائق کو چھوڑ کر گوشہ نشین ہوجا۔ نظم

اگر تو مرد رہی خاطرت بکس مسپار
بگیر گوشه خلوت بکن زجمله فرار
بسوے زینت دنیا بچشم میل مبیں
که میل زینت دنیا زحق کند بیزار
مباش غره بطاعت که نزد زنده دلاں
گنه زطاعت مغرور به بود صد بار
ز دوست درد طلب کن اگر تو مرد رہی
که درد رہبر و بے رہبرت سفر دشوار
بدوز دیده زغیرو بسوز دردل خود
اگر تو طالب یاری ترا به غیر چه کار
ہمیشه بردر آں دلربا ملازم باش
اگر تو چاکر ایں درگہی ہلا ہشدار
برائے ملازمت ایں نسبت خلوت ناچار است
نزد سالک محال است اجابت بمثل نار است

ذاکر حق در اکثر اوقات تنہا می باشد یا بمقدار ضروری البته در تنہائی می باشد تصوف در دستار و دلق نیست مرد خدا پرست منتظر آمد و شد خلق نیست او شیفته در نگار نبا خودش نسبت است و نه باخلق دنیا کار آنانکه عقبیٰ داده جرعه از جام محبت چشیده اند ایشاں بدنیا کسے نگرندکه رقم فنابروے کشیده اند طالب حق از نیک و بد خلقچشم دوخته است زیرا که باطنش از آتش محبت سوخته است رباعی

آنکس که در و خیال یار است
باخلق اورا نه کاروبار است
از جمله جہاں شده است بیزار

اگر تو اس راستہ کا مرد ہے تو کسی سے اپنا دل مت لگا۔ اور گوشہ خلوت اختیار کر لے۔ زینت دنیا کی طرف مت دیکھ اور اس پر شیدا نہ ہو۔ زینت دنیا حق سے دور کرتی ہے۔ اپنی اطاعت پر غرور مت کر کیوں کہ اللہ والوں کے نزدیک گناہ کرنا، مغرور کی عبادت سے سو (۱۰۰) بار بہتر ہے۔ اگر تو مرد راہ ہے تو خدا سے عشق کا درد مانگ۔ درد اس راستہ کا رہبر ہے اور بے رہبر کے سفر دشوار ہوتا ہے غیر کی طرف مت دیکھ اور سوز عشق سے اپنے دل کو جلا اگر تو طالب یار ہے تو تجھ کو غیر سے کیا کام۔ ہمیشہ اس معشوق کے دروازہ پر ملازم بن کر بیٹھے رہو۔ اگر تم اس درگاہ کی نوکری کرتے ہوتو ہشیاری سے کرو۔ اس کی ملازمت حاصل کرنے کے لئے خلوت ضروری ہے۔ ذاکر حق ہمیشہ خلوت میں تنہا رہتا ہے کوئی دستار و دلق پہننے سے صوفی نہیں بن جاتا۔ مرد خدا پرست خلق خدا کی آمد و رفت کا منتظر نہیں رہتا۔ جو لوگ محبت کا پیالہ پی چکے ہیں وہ دنیا کی طرف کیوں دیکھیں گے۔ طالب حق مخلوق کے نیک وبد سے منہ پھیر لیتا ہے۔ اس کا باطن آتش محبت میں جلا ہوا ہوتا ہے۔ رباعی

وہ شخص جس کے دل میں یار کا خیال رہے اس کو مخلوق سے کیا لینا دینا ہے۔ وہ جملہ زمانہ سے بیزار رہتا ہے اور اپنے عشق کے جوش سے بے قرار رہتا ہے

در جوشش عشق بے قرار است

ایضا جائے فرمودہ اند ؎

مقیم خلوت ارباشی تو دائم نصیبے یابی از انعام مہدی

بدانکه طالب را برائے حصول ذکر دوام سه چیز لازم است که کم خوردن و کم خفتن و کم گفتن وایں ہر سه چیز میسرْ نیمایند تا آنکه اکثر اوقات در خلوت نباشند بدانکه فوائد خلوت بسیار اند در ینجا مختصر کرده شده اذان جمله آنست که دل از خواطر و پریشان و تفرقات جمع شده با یاد حق آرام گیرد و از ہمه بدیہا و آفتہائے نظر و گوش و زبان و رنجہائے دیگر که منحصر در اثنین است سلامت ماند چنانچه در حدیث است السلامة فی الوحدۃ والافة بین الاثنین ۔ پس بداں اے طالب چند وجوه که گفته شد مقصود آنست که ذکر دوام حاصل شود و حاصل کردن ذکر دوام برائے حصول عشق است و عشق وسیله است احسن و افضل برائے رسیدن بخدائے تبارك و تعالیٰ پس ہر که از طالبان خدائے تعالیٰ بر شرائط منکوره مواظبت کند و برمحافظت آں مداومت نماید و ذات خود را در کنج خلوت برائے حصول ایمان بایاد خدائے تعالیٰ مشغول دارد اما از مرشد که دوست دینی است ازروے اخلاص بے حجاب شده چنانکه بیمار از حکیم انشاء الله تعالیٰ بصدقه حضرت مہدی موعود علیه السلام طالب بمطلوب و قاصد بمقصود درسد اللهم اهدنا الی العزلة لمرضاتك و رویتك برحمتك یا ارحم الراحمین و بکرمك یا اکرم الاکرمین

اسی طرح دوسرے مقام پر فرماتے ہیں : اگر تو ہمیشہ خلوت میں رہے تو تجھ کو مہدیؑ کے انعام سے حصہ ملے گا ۔ طالب کو حصول ذکر دوام کے لئے تین چیزیں لازم ہیں (۱) کم کھانا (۲) کم سونا (۳) کم بولنا اور جب تک یہ تین چیزیں میسر نہ ہوں زیادہ وقت خلوت میں نہ گذارے خلوت کے فوائد بہت ہیں یہاں مختصرا بیان کیا گیا ہے ۔ منجملہ ان کے پریشان کن خواطر اور جمیع تفکرات سے دل محفوظ رہتا ہے اور یاد خدا میں آرام و سکون حاصل کرتا ہے اور نظر و گوش و زبان کی جملہ برائیوں سے سلامت رہتا ہے ۔ حدیث شریف ہے کہ السلامة فی الواحد والافه بین الاثنین (اگر تنہا رہے تو اس میں سلامتی ہے ۔ اگر دو رہیں تو آفتیں برپا ہوتی ہیں) پس سمجھ لو کہ یہ چند وجوہ جو بیان کئے گئے ہیں ان کا مقصود حصول عشق کے لئے ذکر دوام کرنا ہے ۔ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا احسن و افضل وسیلہ عشق ہے پس جو طالبان خدا شرائط مذکورہ پر عمل کرتے ہیں اور ہمیشہ اس کی محافظت کرتے ہیں اور کنج خلوت میں یاد خدا کرتے ہیں ۔ اور اپنے مرشد سے جو دینی دوست ہے پرخلوص طریقہ سے بے حجاب ہوکر اپنا حال بیان کرتے ہیں جیسے بیمار حکیم سے تو انشاء اللہ تعالیٰ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے صدقہ سے اپنے مقصود کو حاصل کریں گے یا اللہ ہم کو عزلت کا اور تیری رضا اور تیرے دیدار کا سیدھا راستہ بتلا ۔ اپنی رحمت سے یا ارحم الراحمین و یا اکرم الاکرمین

فصل ہفتم

در بیان عشر

بدانکه عشر عبارت است از رسانیدن دہم حصه ازمال یعنی ہرچه بنده را خدائے تعالیٰ بدہد بکسب بنده یا کسب دراں حصه دہم در راہِ حق تعالیٰ خرچ کند یعنی مستحقاں را برساند بدانکه ایں عبادت مالی است چنانکه زکواۃ و فرض است خواہ چیزے اندک باشد خواه بسیار دہم حصه ادا باید کرد نقلست که پیش حضرت مہدی موعود علیه السلامؑ در باب عشر عرض کردند که حضرت اگر چیزے اند ک باشد تاچه کند حضرت امام علیه السلام فرمودند که از درہم دانگے واز دانگے پشے بدانکه وجود عشر از قرآن نیز ثابت است چنانکه در تفسیر مدارك زیر آیت واتوا حقه یوم حصاده ولا تسرفوا انه لا یحب المسرفین می نویسد ای عشره ایضا نقلست که حضرت امام علیه السلام فرمودند که رسول الله صلی الله علیه و سلم خمس می گرفتند و بنده عشر میگیرد اما بدانکه اداء عشر در زمانه حضرت امام علیه السلام در ہمه چیز فرض شد وتا نزول حضرت عیسیٰ علیه السلام جاریست و بعده ہرچه آنحضرت بفرماید ہماں حق است آمنا و صدقنا آں ہمه بفرمان خدائے تعالیٰ است لاریب فیه ۔ ایضا بدانکه ترتیب عشر جدا بست و ترتیب زکواۃ جدا ترتیب زکوٰۃ انیست که ہر که مالك نصاب باشد حصه چہلم ازاں مال بعد از گذشتن یك سال ادا کندو بدانکه مالك نصاب آنرا گویند که دویست درم نقره دارد یا بست دنیار طلا و

فصل ہفتم

عشر کے بیان میں

عشر عبادت ہے اس مال کے دسویں حصہ کو راہ خدا میں خرچ کرنا جو اپنی محنت سے کمایا گیا ہو ۔ یا بغیر کسب کے حاصل ہو اس مال کا دسواں حصہ راہ خدا میں مستحقوں کو دینا ۔ یہ مالی عبادت ہے جیساکہ زکوٰۃ فرض ہے ۔ خواہ کوئی چیز تھوڑی ہو یا بہت اس کا دسواں حصہ راہ خدا میں دینا ضروری ہے ۔ نقل ہے کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ حضرتؑ اگر چیز تھوڑی ہوتو کیا کریں ۔ فرمایا کہ اگر ایک رتی بھی ہو تو اس کا دسواں حصہ دیں۔ عشر کا دینا قرآن سے ثابت ہے۔ چنانچہ تفسیر مدارک میں آیت وآتو احقه یوم حصاده ولا تسرفوا انه لایحب المسرفین کے تحت لکھا ہے۔ فصل کاٹنے کے وقت اس کا حصہ دیدو اور فضول خرچی مت کرو ۔ اللہ فضول خرچ کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ۔ اور اسی آیت سے عشر ثابت ہے نقل ہے حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچواں حصہ لیتے تھے۔ بندہ دسواں حصہ لیتا ہے۔ جاننا چاہیے حضرت امام علیہ السلام کے زمانے میں ہر چیز پر عشر فرض ہوگیا۔ اور یہ حکم نزول عیسیٰ علیہ السلام تک جاری رہے گا اور جو بات بھی امام علیہ السلام نے فرمائی وہ حق ہے۔ آمنا و صدقنا اور آپؑ نے فرمان خدائے تعالیٰ سے حکم دیا ہے لاریب فیہ ۔ جاننا چاہیے کہ عشر اور زکوٰۃ کی ترتیب جدا جدا ہے۔ زکوٰۃ اس شخص پر فرض ہے جو صاحب نصاب ہو اور ایسے مال کا چالیسواں راہ خدا میں دے جو ایک سال تک اس کے قبضے میں رہے۔

برسرش قرض یعنی وام نباشد و آں زریا نقرہ تا یک
سال در خانہ صاحب مال بماند بعدہ صاحب مال رابباید
کہ چہلم حصہ در راہ خدائے تعالیٰ بندگانِ خدائے تعالیٰ
کہ متوکلاں باشند ایشا نراں برسانندتا فرض اللہ تعالیٰ
ازوے ادا شود و ایضا بدانکہ در ہم مہر نقرہ در ملک
عرب است و در ہم یک روپیہ راسہ کسری زیادہ می
باشند و دنیا ردراں ملک مہر زراست و آں بست دینار
را وزن دہ تولہ پنج ماشہ پختہ می شود پس بدانکہ
برہریک مرد و زن زکوٰۃ و عشر ایں ہر دو فرض اند و
ترتیب عشر آنست کہ ہر چیز یکہ بندہ را حق تعالیٰ
بدہد از کسب بندہ یا بجز کسب اندک باشد یا بسیار
دراں یکبار حصہ دہم در متوکلاں باید رسانید اگرچہ
دریک روز بندہ را حق تعالیٰ دہ مرتبہ یک چیز یادہ چیز
ہا بہ بخشدازلی ہمہ دہم حصہ در راہ حق جل و علا
بمتوکلاں برسانند تا فرض اللہ تعالیٰ ادا شود و ایضا
بدانکہ دریں عمل ماہیت انیست کہ عشر و زکوٰۃ ہریک
طالب پیش مرشد خود بیلرد و از اجازت مرشد خود
در ہرجلکہ خواہد در متوکلاں برساند بانکہ پیش
بزرگاں بعضے طالبان بدیں وجہ عمل میکردند کہ ہرچہ
ایشانرا حق تعالیٰ بخشیدی پیش مرشد عشر آں چیز
آوردہ معلوم میکردند کہ فلاں کس ایں فقیر را فلاں
چیز در راہ حق گذرانیدہ بود ازاں چیزایں عشر آوردہ
ام پس باید دانست کہ ایں عمل دردین افضل است و
بداں اے طالب کہ دریں باب سستی نباید کرد چراکہ
دریں باب تاکید تمام است چنانکہ در حدیث آمدہ ما من

صاحب نصاب اس کو کہتے ہیں جو بادہ درہم چاندی اور
بیس دینار سونا اپنے قبضہ میں رکھتا ہو تو ایسا شخص اس
مال کا چالیسواں حصہ راہ خدا میں متوکلون کو دے تو
اس پر سے اللہ کا قرض ادا ہوجاتا ہے ۔ درہم چاندی
کا سکہ ہے جو ملک عرب میں رائج ہے اور وہ ایک
روپیہ سے ۳/۱ حصہ زیادہ ہوتا ہے اور دینار اس ملک
میں سونے کا سکہ ہے اور بیس دینار یہاں کے دس تولہ
اور پانچ ماشہ کے برابر ہوتا ہے ۔ پس زکوٰۃ و عشر ہر
مرد وزن پر فرض ہے اور عشر کی ترتیب یہ ہے کہ
جو چیز اللہ تعالیٰ بندہ کو دیتا ہے خواہ کسب سے ہو یا
کسی اور ذریعہ سے اور وہ چیز تھوڑی ہو یا زیادہ اس کا
دسواں حصہ متوکلوں کو دے ۔ اگر ایک دن میں دس
بار بھی اس کو کوئی آمدنی ہوتودس بار اس کا حصہ راہ خدا
میں متوکلوں کو پہنچائے تاکہ اللہ کا فرض پورا ہو اس
کا طریقہ عمل یہ ہے کہ عشر ہو یا زکوٰۃ طالب اپنے
مرشد کے پاس لائے اور مرشد کی اجازت سے
متوکلوں کو پہنچائے ۔ بناء بریں طالبان حق کا سابق
میں یہی عمل رہا کہ جو چیز ان کو راہ خدا میں ملتی اس
کو اپنے مرشد کے پاس لاتے اور کہتے کہ فلاں شخص
ان کو یہ چیز راہ خدا میں دیا ہے اور اس میں سے
دسواں حصہ آپ کی خدمت میں لایا ہوں۔ پس یہ عمل
دین کے راستہ میں افضل ہے اور اس بارے میں کاہلی
نہیں کرنی چاہیے کیونکہ یہ تاکیدی حکم ہے ۔ حدیث
میں آیا ہے کہ جو کوئی فقراء کا حق دبالے ۔ اور زکوٰۃ
و عشر خواہ وہ تھوڑا ہو یا بہت فقراء کو نہ دے تو

عبد مسلم یحبس حق الفقراء من ماله من زکواة او عشر قلیل او کثیر الاجاء فی یوم القیامة لیس علی وجهه لحم ثم یوخذ بلم الفقراء فیقول یا رب انا خذ بلم هولاء وما قتلتهم فیقول الله عزو جل کذ بت یا منافق بل قتلتهم حین لم تلفع الیهم حقهم پس بدانکه دوستان حق تعالیٰ براداء عشر چندان سعی نموده اند و فرموده که اگرچه چند درانه غله ہم کسے درد ست نہد اگرچه بسیار یا اندك باشند ازاں ہم عشر بیروں کرده بردر مور چها بنهد که آنرا مورچگاں بخورند یعنی آں حق الله از طالب ادا شود وآنرا من خلقت خدائے تعالیٰ بخورند اللهم اهدنا ووقفنا علی اداء کل فرض وواجب و سنة ومتا بعة برحمتك یا ارحم الراحمین و بکرمك یا اکرم الاکرمین اللهم صغرالدنیا باعیننا وعظم جلالك فی قلوبنا ووقفنا لمرضاتك و ثبتنا علی دینك و طاعتك و محبتك برحمتك یا ارحم الراحمین و بکرمك یا اکرم الاکرمین ۔ مثنوی

یا رب از دست و زبانم باز خر
دست ورنه واز جهانم باز خر
چوں سیه آمد مرا رنگ گلیم
تو سپیدش کن چو مویم اے کریم
از در خوشیم مگر داں ناامید
از سر لطفت سیا ہم کن سپید
گر درآیدیك نسیم از سوے تو
پائے کوباں جاں دہم در کوے تو

......

تمت هذه الرسالة فی شهر محرم الرحم ۱۲۰۳ ھ بتاریخ

قیامت کے دن اس کے چہرہ پر گوشت نہیں رہے گا فقراء کا خون کرنے کے الزام میں پکڑا جائے گا وہ کہے گا حالاں کہ میں نے ان کا خون نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے منافق تو جھوٹ کہتا ہے تو نے فقیروں کا حق ان کو نہیں پہنچایا اور اس طرح ان کو قتل کیا ہے۔ جاننا چاہیے کہ دوستان حق عشر کی ادائی میں ہمیشہ کوشاں رہتے تھے ۔ چند دانہ غلہ بھی ملتا تو اس کا دسواں حصہ نکال کر رکھ لیتے تھے تاکہ چیونٹیاں کھالیں۔ اور اس طرح حق اللہ ادا ہو جائے ۔یا اللہ ہم کو ہدایت دے اور ہمکو تمام فرائض وواجبات وسنت کی پیروی کی توفیق عطا فرما اپنی رحمت سے یا ارحم الراحمین اور اپنے کرم سے یا اکرم الاکرمین۔ یا اللہ دنیا کو ہماری نگاہوں میں حقیر کردے اور تیرے جلال کو ہمارے دلوں میں بھر دے اور ہمکو تیری رضا کے لئے وقف کردے اور تیری اطاعت و تیری محبت کی توفیق عطا فرما۔ تیری رحمت سے ارحم الراحمین اور تیرے کرم سے یا اکرم الاکرمین۔

مثنوی۔

الٰہی میرے دست و زباں کو اپنا بنالے نہ صرف دست و زبان کو بلکہ میرے جہاں کو اپنا بنالے الٰہی میرے جامہ کا رنگ سیاہ ہے تو اسکو میرے بالوں کی طرح سفید کردے (یعنی میرے سیاہ عمل کو نیک عمل میں بدل دے) الٰہی اپنے در سے مجھے ناامید مت لوٹا۔ اپنے لطف سے اس سیاہی کو سپیدی میں بدل دے ۔اگر تیری طرف سے نسیم صبح کا ایک جھونکا آئے تو میں اسی وقت رقص کرتے ہوئے اپنی جان دے دوں گا۔

......

یہ رسالہ ترغیب الطالبین حضرت چھا بوجی صاحبؒ کی تصنیف

نہم بروز دوشنبه بوقت سه پهر تمام شد رساله ترغیب
الطالبین کاتب الحروف فقیر حقیر معیوب کثیر سید
مرتضی عرف خوب صاحب۔

تمام شد نقل النقل بدست فقیر حقیر سید خدا
بخش رشدی بتاریخ ۲۲ جمادی الاول ۱۳۷۷ ھ

ہے حضرت میاںسید مرتضیٰ عرف خوبصاحب میانصاحبؒ نے
۱۲۰۳ھ میں بتاریخ ۹ محرم الحرام بروز دوشنبہ بوقت سہ پہر اسکی
نقل مکمل فرمائی اس نقل النقل کو حضرت میاںسید خدا بخش
رشدیؒ فرزند و جانشین حضرت میاںسید دلاور عرف گوریمیاں
صاحبؒ نے بتاریخ ۲ جمادی الاول ۱۳۷۷ھ کو پایہ تکمیل
کو پہنچایا.

دارالاشاعت کتب سلف الصالحین
جمعیۃ مہدویہ دائرہ ٗ زمستان پور ٗ مشیر آباد
کی مطبوعات

(۱) عقیدہ شریفہ
(۲) بعض الآیات   مولفہ حضرت بندگیمیاںسید خوندمیر صدیق
(۳) مکتوب ملتانی   ولایت سید الشہدا رضی اللہ عنہ
(۴) العیار
(۵) حاشیہ انصاف نامہ : مولفہ حضرت بندگی میاں ولی جیؒ
(۶) انوار العیون
(۷) لطمۃ المصدقین : مولفہ حضرت بندگیمیراں شاہ
(۸) تسویت الخاتمین   قاسم مجتہد گروہ مہدویہ
(۹) نقلیات حضرت بندگی میاں عبدالرشیدؒ
(۱۰) مکتوب ہدایت اسلوب
(۱۱) مکتوب حضرت بندگی میاں امین محمدؒ
(۱۲) مکتوب حضرت بندگی میاں شاہ عبدالرحمنؒ
(۱۳) مجلس علامہ میاں عبدالغفور سجاوندیؒ ومقالہ تمہیدی
(۱۴) معارج الولایت حصہ دوم : مولفہ حضرت بندگیمیاں
(۱۵) معارج الولایت حصہ سوم   سید محمودؒ
(۱۶) رونق متقین : مولفہ حضرت بندگی میاں عبدالرشید سجاوندیؒ
(۱۷) تفسیر رشدی کے پارے ۳ ٗ ۴ ٗ ۵ ٗ ۶
(۱۸) چراغ دین مہدی اردو
(۱۹) چراغ دین مہدی ہندی
(۲۰) سوانح مہدی موعودؑ ہندی ٗ مولود شریف
(۲۱) طغرے ٗ تسبیح ٗ حدیث شریف ٗ حدود کسب
(۲۲) ترغیب الطالبین : مولفہ حضرت سید بندگی میاں سید شہاب الدین چھابو جی صاحبؒ

اعلان

دارالاشاعت کتب سلف الصالحین جمعیۃ مہدویہ دائرہ زمستان پور کی طرف سے مہدویہ تفسیر رشدی ۱۳۸۳ھ سے ایک تا سات اور پارہ عم چھپے تھے مگر حضرت مولانا مولوی الحاج مفسر القرآن حضرت پیر ومرشد سید خدا بخش رشدیؒ کے انتقال کی وجہ سے تفسیر رشدی چھپنا بند ہوگیا ہے یہ پارے بھی معاونین کو بلا ہدیہ تقسیم ہورہے ہیں۔ اب اس وقت پارے (۳۔۴۔۵۔۶) موجود ہیں جو پرانے اور نئے معاون کے پاس ۳ تا ۶ پارے نہ ہوں تو بلا ہدیہ دارالاشاعت سے حاصل کرسکتے ہیں۔

عطیہ

دارالاشاعت کتب سلف الصالحین جمعیۃ مہدویہ دائرہ زمستان پور کے اہم بنیادی تبلیغی کام (اشاعت دین مہدی موعودؑ کے کتب) کی اہمیت کی خاطر ترغیب الطالبین کی اشاعت کے لئے چار ہزار روپے محترمہ بی بی ہدایت اللہ صاحبہ بنت جناب سید احسن نقی صاحب اہل دائرہ نو نے عطیہ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

محمد انعام الرحیم خان مہدوی